



“AZADI KE BAAD PUNJAB MEN URDU”

**Thesis Submitted For the Degree of
Doctor of Philosophy
IN
URDU**

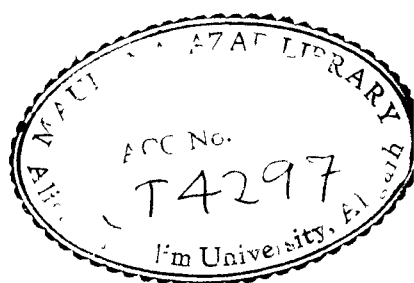
BY
Mohammad Afzal
(Senior Research Fellow of U.G.C.)

Under the Supervision of
Dr. Atiq Ahmad Siddiqi
Professor & Dean (Ex), Faculty of Arts

**DEPARTMENT OF URDU
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH (INDIA)**

1992

1412 : Hijri



آزادی کے بعد پنجاب میں اُردو

تحقیقی مقالہ
برک

پی۔ ایچ۔ ڈی (ڈاکٹر آف فلاسفی)



مقالہ نگار :

محمد افضال

(سینئر ریسرچ فیلو آف یو جی سی)

بنگراں :

پروفیسر عتیق احمد صدیقی

(سابق ڈین فیکلٹی آف آرٹس)

۶۱۹۹۲

۱۴۱۲ھ

شعبہ اُردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (الہند)

T-4297



T4297

انتساب

والد ماجدہ (جنابہ محمودہ بیگم صاحبہ) و والد ماجد (جناب محمد ابراہیم صاحب) کے نام

کہ میری حیات انھیں کے دم قدم سے ہے!

اور

استاذی گرامی پروفیسر ڈاکٹر عتیق احمد صدیقی صاحب کے نام

جو کہ میرے والد علمی ہیں!

فہرست

| <u>صفحہ نمبر</u> | <u>باب</u> | <u>نمبر شمار</u> |
|------------------|--------------------------|------------------|
| | اقتساب | ۱۔ |
| ۱ تا ۷ | حصول اقتساب | ۲۔ |
| ۸ تا ۱۸ | باب اول | ۳۔ |
| ۱۹ تا ۲۵ | باب دوم | ۴۔ |
| | اردو شعریہ | |
| ۲۶ تا ۵۳ | باب سوم | ۵۔ |
| | اردو شعریات | |
| ۵۴ تا ۸۱ | باب چہارم | ۶۔ |
| | اردو انشائے و معنی نگاری | |
| ۸۱ تا ۸۴ | اردو طنز و مزاح | |
| ۸۴ تا ۸۶ | باب پنجم | ۷۔ |
| | اردو تقلید و محفل | |
| ۸۶ تا ۱۲۷ | باب ششم | ۸۔ |
| | اردو لکھنؤ (کہانی الساتھ | |
| ۱۲۷ تا ۱۳۱ | فائل) | |
| ۱۳۱ تا ۱۳۲ | باب ہفتم | ۹۔ |
| | اردو ڈراما | |
| ۱۳۲ تا ۲۶۳ | باب ہشتم | ۱۰۔ |
| | اردو غامز | |
| ۲۶۳ تا ۲۶۷ | ۱۱۔ باب نهم | |
| ۲۶۷ تا ۲۸۶ | ۱۲۔ باب دہم | |
| | اختصاصیہ | |
| | کامیابیات | |

حرفے آغاز

عسکر آلساز

دہلی سولہویں صدیوں میں رہیں اور دہلی کی سولہویں اور پانچ دہائیوں کی دہلی سے پنجاب حدودستان کا قائل فرشتہ ہے۔ یہ ہی و سولہویں سے سو حدودستان میں داخل ہوئے والی الام جیسی آسکر دواہی آہ ۔ اور بعد ازاں اہل اسلام بھی عرب ترک اور اہل فار کے لئے یہ سولہویں صدیوں کا قیامت ہوئی بلکہ ان الام کے لئے مسکن اور قیام بن گئی جہاں پر ماہر کے ان کی تہذیب بنی ہوئی اور پورا جہاں ۔ پانچویں سے سولہویں حکمت اور دولت تہذیب جہاں آئی اسے اس خون سمیت خطے کے لوگوں نے حدودستان کے نام سے دیکھا کہ کے خطوں میں پہنچا ۔ دہلی کی تہذیبیں اور تعلیم میں مومن حردار اور مہا اہم تھیں تھیں ۔ یہ تھیں ہی اس سولہویں پر پیدا ہوا ۔

جہاں تہذیب معاشرہ سیاست عدالت و حرکت مذہب و رسوم معاشیات و اقتصادیات قوانین و جملہ اشیائے عینیات اور دولت کی بددوار ظہور میں پنجاب کا مال رہا ہے اور حدودستان کے لئے ہمارے قیامت ہوا ہے وہیں ۔ علم و حکمت اور زبان کے اظہار سے بھی یہ خطہ نہایت اہم قیامت ہوا ہے ۔ وہیں اہل دین کی تہذیب بھی اس سولہویں پر ہوئی ۔ بعد کر دہلی بابا لہد (حضرت شیخ لہد الدین لہد عسکر رحمة اللہ علیہ کا کلام) کو لکھتے (سکھنے کی پہلی دہلی کتاب) میں حضرت بابا لہد موسوی کا وافر کلام حق کا قیام شامل ہے) اور دیگر کئی کہ خطی دہلی اور سولہویں تعلیمات ہیں جو پھر ہوئے ۔

یہ ہی سولہویں پنجاب ان لسانی تعلیمات کا سرچشمہ ہے جو بعد کے ادوار میں حدودستان کے دیگر خطوں میں دیکھنے کے قابل ہیں ۔ جہاں تھیں

کہ اس عظیم الشان خطے نے اردو زبان کو جنم دیا اور شہر علی خان سواتی و مسعود شہر علی کی زبانی اپنی اس عظمت کا اقرار بھی کر دیا ہے۔ یہی وہی تمام طوائف لطیفہاں تھیں جو اردو کی نگاہ سے دیکھے آئے ہیں بلکہ انکے اسے تسلیم بھی کر رہے ہیں۔

اردو کے اردو کہلانے سے پہلے مکتوفہ نام رہے ہیں جن میں مکتوفہ یا مکتوفہ سے ہے اہم ہے یہی زبان اصل اور قدیم اردو ہے۔ ان زبان کے باہر اللہ دیکر اردو کے قدیم کے پہلے شاعر بلکہ صاحب دیوان شاعر حضرت خواجہ مسعود سعد سلمان لاہوری (وفات ۱۱۲۵ھ اور ۱۱۲۰ھ کے درمیان) ہیں۔ جن کی اولیاد اور اولیاد کا لہجہ خود امیر خسرو اور مولیٰ نے بھی سنا ہے اور بعد کے تمام علماء نے بھی جسے تسلیم کیا ہے۔ ان کے بعد بہت سے مزید نام ہیں جسے شیخ لہجہ شیخ احمد لاہوری سکندر بکشاہ و دیگر دیکھیں۔

اردو زبان نے جب ترقی کی تو اس کے ادب نے بھی لامتناہی ترقی پائی اور زبان و ادب کی حد پہنچی ترقی میں بھی جو پہلے بکتاب دیکر کسی بھی خطے سے پہچنے نہیں رہے۔ بلکہ بہت سے پہلے ہیں دیکر خطوں سے کہیں آگے اور بالآخر ہے۔ انعامیوں نے ان کے آگے آگے بکتاب نے کئی اہم نام پیدا کئے۔ انہوں نے ان میں کا۔ ظہور اہل بکتاب نے اردو کی جو عظمت انعام دین و انعام قابل قبولوں اور قابل فخر ہیں بلکہ اردو کی بلا کا اصل راز اور بنیاد ہیں۔ یہیں مولانا الطاف حسین حالی نے اردو تقلید کی بالادہ ایجاد کی۔ یہیں کوئل حال واٹا کی تحریک پر انہیں بکتاب (۱۸۸۱ء لاہور) نام موزن ہے۔ ان کے حالی و آزاد کی شہر علی میں اردو شعرواد۔ میں انہیں انہیں انہیں پہلی بار بالادہ اور عظیم خطے سے دلائل کئے بلکہ اردو نام و لفظ کوئی راہ پر گامزن بھی کر دیا۔ ان کے لہجے میں لے شعرا وادہا نے جنم لیا اور اردو کی بہت انکس ادب سے انکے ملائے کی حیات عطا

کی۔ ان میں سب سے نمایاں نام حفیظ علامہ سر ڈاکٹر محمد الہیال کا ہے اور
فقرو سادات میں سر عبدالقادر (مدیر مغربی لاہور) مولانا ظفر علی خان (مدیر
زمیندار لاہور) کا ہے۔ نظم جدید کی بلقاعہ نسیم بھی وہیں میوان ہوئی
اور نہ م راشد میوان میں ناسر کاظمی ایسے بہت سے شعرا نے وہیں سے
انسیمیک کی آجاری کی۔ ان سے قبل تری بیگم ادبی نسیم نے بھی پنجاب
میں اہم تری ہائی۔ ان کے لکھے میں ایسے احمد لہ۔ طائرہ مہاروی احمد
ندیم کاظمی قبل شانی شہر قیاری، فیروز کا فیروز فیروز بیگم شاعر شعرا و ادبا
نے اس حوالہ میں ضم کیا اور نسیم کے لکھے اردو کی خدمت کی اہم
میں بہت سے اہل قلم جدیدیت کی نسیم کی طرف مائل ہو گئے تھے)۔ مختصر
یہ کہ نسیم وطن ۱۹۲۷ء کے حصہ پنجاب (از مظاہر قاہہ دہلی دواہ
کا حقا) نے اردو کی بہت اہم خدمات انجام دی ہیں۔

[illegible]

ہند۔ میں اردو کے امور کا مطالعہ کرتے رہیں اور ہندوستان اور جمہوریہ ہند کے جوانوں میں پھیلنے والے لگاؤ کی کوہنر

ملا کر بلا جہنم پہاڑ میں اردو کی اہمیت کی شہادت میں
 زمین ۱۔ ہات کی مٹکائی میں کھنڈی سطح پر پہاڑ کی اردو پرکھ
 کیا جاتا جانتے۔ بالخصوص اس حالت میں کہ جب ۱۲۷۷ء کے بعد سے اب تک
 کی سوشل پر مبنی سطح کی کوئی تخلیق نہیں ہوئی ہے۔ جغرافیہ عالم المعروف
 فی آزادی کے بعد پہاڑ میں اردو مطالعے کے تحت ۱۲۷۷ء سے اب تک کی
 اردو کی سوشل کا تخلیق کے ساتھ ساتھ لیا ہے۔ ۱۔ مروجہ پر یہ پہلی
 بالخصوص تخلیق ہے۔ اس کی ضرورت جہاں اردو کو ہے وہاں پہاڑ کو بھی
 ہے۔ اہم ہے کہ اسے اردو کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

• گر ناول است زہیے عز و عارف •

۱۔ مطالعے میں کل دس اجواب ہیں۔ پہلے پہلو کی مختصر کتاب و سیاست اور - خواتین و معاشی صورتحال کا بیان ہے۔ - پھر ادب کی تمام مشہور نامور - شہر فاشن - اشاعتی - طرز و نما - معین نگار - تطبیق و تالیف

ڈراما ڈیورم پر مشتمل اور بالخصوص روشنی ڈالنے کی ہے اور عرباب میں اس موضوع کے اہل قلم پر تعلیمی تذکیرے نیز اذکی حیات و فن پر تیسری سیر کے لئے ہیں۔ اردو صحافت پر تیسرا اور اس کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد اہم اخبارات و رسائل کا تذکرہ ہے اور ساتھ ہی اہم صحافیوں کے حالات زندگی اور صحافی کارناموں کو گویا گویا قلم بند کر دیا گیا ہے۔ علاوہ انہی صفحات میں اردو ادب کی سوشل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں اسکولوں کالجوں یونیورسٹیوں میں اردو سوت حال کو خاص طور پر غور رکھا گیا ہے۔ آخر میں دسویں باب مقالے کے مختلف قائل پر بھی اختتام پر مشتمل ہے۔ مقالے کے شروع میں فہرست اصحاب و حوالہ نقل ہے اور بالکل آخر میں کتابت درج کی گئی ہے۔

۱۔ مقالے کے تمام ابواب میں شامل ادبی صحافی و دیگر شخصیات کو شامل کرنے کے لئے درج ذیل "سہار" پہلے سے منظور کیا گیا ہے۔

۱۔ وہ اشخاص جو ۱۹۴۷ء سے قبل مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے مگر تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب میں آئے۔ خواہ بعد کو مشرقی پنجاب کی تقسیم و تقسیم (مہاجر و مہاجل اور جند گروہ کی صورت میں) آئے حالانکہ پنجاب کے دائرے سے بھی خارج کر دیا اور مہاجر مہاجل پرودہ، جندی گروہ یا دیگر کسی خطہ ملک میں آئے۔ جسے ہم واپس بھی آزاد گلابی ڈیوہ۔

۲۔ ایسے حضرات جو مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے اور پھر رہے۔ جسے ریز پلاؤں، سون، مہاجلی، مہاجلی کوئٹہ ادب انشال ملک عبدالستار آذر امام طاہر کوٹلی

وَم لال تانہوی کتا لہہاوی اہم لہہاوی
ڈیو ڈیو ۔

۲۔ وہ حلیات جو مشرقی بھٹاب میں پیدا ہوئے مگر
بھٹاب سے باہر هندوستان کے مختلف خطوں میں کہیں
جاسے جیسے ساحر لہہاوی کوشن جندر
کیال مل ڈیو ڈیو ۔

حرف آغاز کو غم کوئے سے پہلے بھٹابم لوگوں کا شکہ ادا کیا
ہوا ہے۔ میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں استادِ معزم پروفیسر حق
احمد مدنی صاحب کا کہ جنہوں نے یہ سول سہیت لکڑاں میں تعلیمی
مطلعے کی تہاڑ کے تمام مراحل میں کڑاں اور رعنائی لیاہی بلکہ ایسے
عشق باپ اور مہیاڑ استاد کی طرح مجھے قدم قدم پر سہالا اور سہارا
ہی دیا۔ چنانچہ آپ میرے استاد ہی نہیں محسن اور والد خاص ہی ہیں ۔
اور میں تمام فر سعادت مندین کو بڑے کار کھے ہوئے آپ کا شکہ ادا
کیا ہوں ۔

پروفیسر مشرما ، ڈاکٹر صاحب مدر شمسہ اور کا شکر گزار ہوں کہ
آپ نے سہیت مدر شمسہ ہی اور سہیت استاد ہی ۔ میں مطالعے اور
کام میں آسہان فراہم کیے ۔

شمسے کے دیگر استاد کا بھی ان کی طرز سے حوصلہ افزا ماحول
اور تعاون ملنے کے لئے شکر گزار ہوں ۔ علاوہ انہیں شمسے کے لہہاوی
لوگوں کا بھی مہون ہوں جنہوں نے دھڑی خط پر مجھے تعاون دیا ۔

پیشکش کرانہ، کہن آف انڈیا (U.G.C.) کا مہینہ ہونے پر
 مجھے (میں نے) ۱۹۶۸ء میں NET کوئی ٹائی ٹی کے لیے مجھے (میں نے) جونیورسٹی
 ہلوت اور جونیورسٹی ہلوت (J.R.F. & S.R.F.) سے کزن کے
 ذہنی مجھے مالی معاونت سے بچ کرہ آسانی ملنے کا کام کوئی میں کامیابی
 حاصل ہوئی ۔

علاوہ انہی میں اچھے والد محترم صاحب محمد ابوالہم صاحب اور والدہ
 محترمہ صاحبہ محترمہ بیگم صاحبہ کا اور ہیں بھائیوں کا شکر گزار ہونے کا
 کی کوششوں سے میں نے گورنمنٹ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہو سکا اور ان کی
 وطن اور معاشرت سے مجھے آہستہ آہستہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔

اصل اور، کا شکریہ ادا کرنا اور خالق اور رازگار کا شکریہ ادا کرنا
 لائن عربیہ کا قائل مسلمان گاہ ہوگا ۔ چنانچہ اے گاہ کا مومن کہ ہوگا اللہ
 تبارک و تعالیٰ کا دل و جان سے لاکھ لاکھ شکر بخانا لاکھوں کے لیے مجھے
 اے مطالعے کی تیار اور تکمیل کی کامیابی سے سونوار ہو گیا ۔

والسبحانہ

دستخط
 نام ۔ محمد الطال

نام ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
 تاریخ ۔

باب اول

پنجاب: پس منظر و پیش منظر

(پس منظر و پیش منظر)

فارسی زبان کے دو لفظوں "پنج" اور "آب" کے باہم امتزاج سے "پنجاب" ہمارے ملک کے شمال مغربی وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب خطے اور صوبے کا نام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہاں کے پانچ عظیم الشان اور ملک کے بڑے دریاؤں جہلم، جناب، راوی، بیاس اور ستلج کی رطبت سے ہے۔ کاہن سنگھ ایک مشہور مورخ و ماہر لسانیات پنجابی کے ایک مستند شہد کوش (الفتعظم) میں لکھتا ہے —

اردو ترجمہ۔

" پنجاب پنج ند، پنج — آب، پانچ جل دھارا
جس دہس میں بہتی ہیں — وٹو (جہلم) ،
چندر بھاگا (جناب)، ایراوتی (راوی)، واش ،
(بیاس)، شتدرو (ستلج) "

"پنجاب" دنیا کے قدم ترین خطوں میں سے ایک اہم آباد اور سرسبز و شاداب قدم خطہ ہے۔ مہد متیق میں یہ آج کے پنجاب سے کہیں زیادہ وسیع و عریض تھا۔ کبھی اسکی سرحدیں مشرق میں چٹا اور شمال مشرق میں کشمیر سے تا بہ افغانستان، کابل اور ایران سے جا ملتی تھیں۔ اس سے بھرے دیس نے ہزاروں انقلابات اور لاکھوں گردش ہائے زمانہ دیکھی ہیں۔ قبل ہجری دور، ہجری دور اور لومے کے زمانے دیکھے ہیں۔ موہن جو دڑو اور ہڑپا کی تہذیب کی دستیابی نے ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب اسوقت بھی متدن اور مہذب خطہ تھا۔ جب باقی ماندہ ملک میں کسی قسم کی انسانی تہذیب ابھی

حاشیہ۔

— پنجابی تہذیب کوش (جلد دوم)، بھائی کاہن سنگھ، صفحہ 393،
بھاشا و بھاگ پٹالہ، پنجاب۔

— اردو ترجمہ از انضال ملک مالیر کوٹروی علیک

دور دور تک پیدا بھی نہیں ہوئی تھی - پنجاب نے 15 سو قبل مسیح تک دراویدی یا دراوڑی کی عظیم الشان اور وسیع و عریض سلطنت اپنے سینے پر صدیوں آباد رکھی اور اس کے بعد آریاؤں کو اپنے اندر پناہ دی اور ان کی زبردست تہذیب کو پروان چڑھا یا - رگ وید اور دوسرے وید اسی مقدس اور خوش قسمت زمیں میں لکھے گئے - اپنشدوں کو بھی رقم کیا گیا - مہا بھارت اور گیتا اسی علاقے میں عالم وجود میں آئی - سکھ مذہب کی بنیاد اور کورو نانک گرتھ اسی دھرتی پر وقوع پذیر ہوئے - اسلام کی آمد بھی اسی خطہ میں پہلے پہل ہوئی جہاں سے بعد کو ملوک کے دیگر دور دراز علاقوں تک اس فطری مذہب کی بہاریں اپنی خوشبو لے گئیں - ناتھ پنتھیوں ، سدھی ، سنتی اور مسلم صوفیوں کا مرکز بھی یہی پنجاب رہا ہے - مسلم حکمرانوں اور صوفیوں کی آمد ہند کا صدر دروازہ اور اولین آماجگاہ بھی یہی پنجاب ہے - 712ء میں محمد بن قاسم رح نے سندھ اور ملتان فتح کر کے پنجاب میں گویا پہلی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی - مشہور پنجابی مورخ فوجا سنگھ لکھتا ہے کہ —

اردو ترجمہ

" آٹھویں صدی کے آغاز (714-711) میں

مشہور نوجوان عربی جرنیل محمد بن قاسم

سندھ اور ملتان پر عربی کی حکمرانی قائم

کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا - "

ترک مسلمانان اقتدار نے بھی ہندوستان پر پرچم لہرائیے کے لئے پنجاب کی سر زمین پر اپنے قدم جمائے اور یہاں زبردست تدرکسی

————— حاشیہ —————

پنجاب دا اتھاس فوجا سنگھ، جلد سوم ، صفحہ 16، پنجابی

یونیورسٹی پشوالہ ، 1988ء

مسلم سلطنت قائم کی جسکا دارالخلافہ لاہور اور ملتان رہے - ترکوں نے غزنی میں طاہمی، صفاری، سامانی گھرانوں کے زوال کے کہنڈرات پر اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے جنوب مشرق میں پنجاب کی سرحدوں تک پھیل گئے - یہ اسلام قبل کرجائے تھے - سبکتگین کے بیٹے محمود غزنوی (م 1030ء) نے ہندوستان پر 17 حملے کئے جنہیں 16 پانچاب پر تھے - اور پنجاب پر دس برس تک 1030ء تا 1021ء حکومت کی - اسکے بعد اسکی اولاد نے پنجاب میں اپنی مستقل اور آزاد حکومت قائم کی - اس خاندان کا آخری حکمران غزو ملک غوری کے ہاتھوں 1192ء میں لاہور میں اپنے بیٹے کے ساتھ شہید ہوا اور غوری سلطنت کا آغاز ہوا - لاہور تا دہرا دارالسلطنت رہا بعد ازاں یہ شرف غوری خاندان کے ساتھ دہلی کو حاصل ہوا - شہاب الدین محمد سالم غوری کے بعد قطب الدین ایبک اور اتکے بعد شمس الدین التمش تخت نشین ہوئے - سلاطین کے عہد (1206 تا 1290ء) جہاں ہندوستان کا اہم اسلامی دور ہے وہی پنجاب میں اسلامی عروج کا زمانہ ہے - سلطان محمد غوری کے دربار میں نذیرالدین رازی اور نظامی عروضی جیسے عالم اور شاعر موجود تھے - شہاب الدین محمد غوری بھی شاعر تھا - اور اسکا تخلص المصروف تھا - 1206ء میں قطب الدین ایبک تخت نشین ہوا - اسکے دربار میں بھی علما و شعرا کو جائے مخصوص حاصل رہی - اسکا نام "لکھ بخش" مشہور ہو گیا تھا - جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شعرا کو ایک ایک غزل اور قصیدے کے لئے ایک ایک لاکھ روپے اعطام دے دیتا تھا - اس کی توجہ بھی زیادہ تر پنجاب بالخصوص لاہور میں رہی اور یہی 607ھ 1210ء میں جوگان کھیلنے ہوئے گھوڑے سے گر کر اسکا انتقال ہوا - اور مرزا چوک انار کلی لاہور میں ہے اس کے بعد بھی جو سلاطین تخت دہلی پر بیٹھے انہوں نے پنجاب پر خصوصی توجہ مرکوز رکھی - سلطان ناصرالدین محمود (1265ء تا 1246ء) علم دین اور ادب کا دلدادہ تھا - اپنے علما کو وظائف دیتے - جالندھر (پنجاب) میں ایک عظیم الشان مدرسہ کھولا

جس کے صدر مدرس شہناج سراج (پورا نام شہناج الدین ابو عمر بن سراج الدین الجزجانی) تھے جو کہ اپنے وقت کے مشہور مورخ اور عالم تھے۔ جنہی نے 1260ء میں مہرکمالآرا تصنیف "طبقات ناصری" پایہ تکمیل کو پہنچائی۔ ناصرالدین محمود کا بیٹا المعروف "خان شہید" پنجاب کا گورنر تھا اور اس نے پنجاب کا دارالخلافہ ملتان مقرر کیا تھا۔ اس نے شیخ سعدی، ایران کے مشہور شاعر کو ہدغہ کیا۔ فارسی اور مقامی شعرا کی اس نے پنجاب میں بے حد قدر کی۔ لودھی خاندان نے 1451ء سے 1526ء تک پنجاب پر حکمرانی کی۔ سکندر لودھی (1527ء — 1489ء) خود بھی شاعر تھا اور "گل رخ" تخلص کرتا تھا۔ اس خاندان کے داماد حضرت صدرالدین صدر جہاں نے مالیرکوٹہ کی بنیاد رکھی جو کہ پنجاب کی اہم مسلم رہاست رہی ہے اور ان دنوں ضلع سنگرور میں پنجاب کی مسلم اکثریت والی تحصیل ہے جو نہ صرف پنجاب میں مسلم تہذیب و تمدن کی زندہ مثال ہے بلکہ پنجاب میں اردو زبان و ادب کی مرکزی حیثیت بھی اسی تاریخی شہر کو حاصل ہے۔ سلاطین کے عہد میں پنجاب کی مقامی زبان پر فارسی کا زبردست اثر رہا ہے۔ فوجا سنگھ نے لکھا ہے۔۔۔۔۔

اردو ترجمہ۔

"پنجاب میں فارسی کو رائج کرنے والے اور اسے

ادبی زبان بنانے والے سلاطین ہی تھے۔ جن

کو ادب نوازی کے اور بعد کو آتے والے غلوں

نے غالبان محل کھڑا کیا اور یہی ہندوستان

اور پنجاب کو فارسی علم و ادب کا مرکز بنا

دیا، جس کی ادبیاتی پیداوار نے ایران سے

داد و تحسین حاصل کی۔"

حاشیہ۔۔۔۔۔

پنجاب میں سلاطین کے اس دور (از محمود غزنوی تا سکندر لودھی 1021ء تا 1526ء) کے پانچ سو سالوں میں پنجاب کی مقامی زبان پنجابی اپ بھرنش اور مقامی بولیوں کے ساتھ میل جول سے اردو زبان کی پیدائش کو پنجاب کے مورخین بھی تاریخوں میں رقم کرکے درست تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ — فوجا سنگھ رقمطراز ہے کہ —

اردو ترجمہ

اردو یعنی "زبان ہندی" کی پیدائش بھی اسی دور

میں ہوئی اور اس عہد میں یہ ننھا بچہ بڑا ہونے لگا۔"

سلاطین کے بعد غلبہ دور میں بھی پنجاب ہندوستان کی تقدیر میں اہم رول ادا کرتا رہا ہے۔ جہانگیر کے عہد میں لاہور کو خصوصی توجہ حاصل رہی ہے۔ نور جہاں کا مقبرہ، شاہر مسجد لاہور، شالہار باغ لاہور وغیرہ اہم نشانیاں اسی امر پر دلالت کرتی ہیں۔ غل خاندان کے ظہور الدین محمد باہر (30 - 1526ء) نے پہلے پنجاب میں قدم رکھے اور پھر تخت دہلی حاصل کیا۔ لودھیوں کی پنجاب میں قائم حکومت کو نیست و نابود کرکے غلاتی نے اپنے اقتدار کو عام کیا۔ غلاتی سے قبل ہی ہماری زبان اردو پنجاب سے دہلی اور دکن تک پہنچ چکی تھی۔ تاہم غلاتی کے آخری ایام میں یہ زبان زیادہ ابھری۔ تب پنجاب میں اسکے اہم مراکز تھے جن میں پانی پت، لاہور، سرہند، بٹالہ، ملتان وغیرہ اہم ہیں۔

غلای کے زوال (اورنگزیب عالمگیر کے انتقال 1707ء دکن) اور

بہادر شاہ ظفر آخری تاجدار کی 1857ء کے بعد جلاوطنی کے ساتھ

————— حاشیہ —————

ص۔ فوجا سنگھ، پنجاب دا اتہاس، جلد سوم، 1988ء صفحہ 348

پبلیکیشن بیورو، پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ پنجاب۔

ہی انگریزوں کا اقتدار ہندوستان میں جہاں گیا۔ انگریزی دور میں بھی اپنے
 تابناک ماضی ہوئی۔ مانند "پنجاب" کو اہم اور مرکزی حیثیت کی پہلوئیں سے حاصل
 رہی۔ اسی دور میں پنجاب نے اردو تنقید کا پہلا سنگ بنیاد مقدمہ شعر
 و شاعری" کا شکل میں مولانا الطاف حسین حالی پائی تھی کی باتیں رکھوایا۔
 اردو کے سب سے بڑے اور مشہور ترین آفاقی شاعر حکیم الامت علامہ —
 ڈاکٹر محمد اقبالؒ بھی اسی عہد انگلیشہ میں سرزمین پنجاب میں
 پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نہ صرف بے جان اردو شاعری میں نئی روح پھونکی
 بلکہ ملت اسلامیہ کو اس کا تابناک ماضی یاد دلا کر امت کی نشاء ثانیہ کے
 لئے بنیاد فراہم کی۔ ساتھ ہی اہل وطن کو بھی وطن کی صحیح محبت
 کا شعور اور حقیقی آزادی کے لئے بیداری عطا کی۔ پنجاب نے یہی تو
 ان گنت اہل قلم اردو ادب کو دہیے ہیں ایک تھا اقبال ہی اگر پنجاب
 نے دیا ہوتا تو بھی اسکی عطا عظیم ترین ہوتی۔ یہ ہی وہ عہد ہے
 کہ جب ترقی پسند تحریک جنم لیتی ہے اور پنجابیوں کی ادبی صفوں
 میں اس تحریک کے جانباز ایک ہو کر تحریک کو کامیاب بناتے ہیں۔ فیض
 احمد فیض، ساحر لدھیانوی، احسان دانش، احمد ندیم قاسمی،
 قتیل شفائی، خواجہ غلام عباس، راجندر سنگھ بیدی، سعادت حسن
 منٹو، صدالحمہ طاہد حسین اور ایسے ہی لا تعداد نام ہیں جو اس
 تحریک کے پرچم تلے سرخ ادب تخلیق کرکے پنجاب کی عطا کو اردو ادب
 میں جگہ دیتے رہے۔ اسی عہد میں اردو تحقیق کے نام پنجاب سے
 اٹھ کر عالم اردو پہ سایہ فگن ہوئے۔ جن میں پنجاب میں اردو کی
 پیدائش کے نظریے کے بانی شیر علی خاں سرغوش (صاحب تذکرہ اعجاز
 سخن 1924ء لاہور) اور حافظ محمود شیرانی (پنجاب میں اردو —
 1928ء لاہور) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

انگریزی عہد سلطنت کے دور میں پنجاب کی ارضی شکل

و صورت کے بارے میں کاہن سنگھ نے اپنے مشہور زمانہ "شہد کدوش"

اردو ترجمہ —

پنجاب میں 32 اضلاع اور 43 دیہی ریاستیں ہیں ، جن میں سے اے۔ جی۔ جی (C. A. G. G.) کیلکتہ تیرہ — (پشمالہ ، بہاولپور ، جہند ، نابھہ ، کپور تھلہ ، منڈی ، سرموہ ، بلاسپور ، ملیرکوٹہ ، فریدکوٹ ، چنیا سکیت اور لہارو) پالیسی تعلق رکھتی ہیں - امبالہ کے کسٹمر کے ذریعہ پنجاب سرکار کے ساتھ تین (پشوری ، دو جانہ اور گلسیاں) منسلک ہیں - سپر شڈنٹ ہل سٹیشن سلسلہ (Supd. Hill Station, Simla) کے ذریعہ پنجاب کے گورنر کے ساتھ ستائیس ریاستیں (بشہر نالاکھہ) (بضی ہنڈورا) کیتھل ، باگھل ، بگھاٹ ، جبل ، کھار سین ، بھجی ، میلوک ، بلسن ، دھامی ، کٹھارہ ، کٹھار ، مانگل ، بجا ، دارکوٹی ، تریچ ، سانگری ، کینتی ، ڈیلشہا ، کوٹی ، تھے اڑک ، مدھانی ، گھونڈ ، رتیش ، ہانوی گڑھ ، اور ڈھاڈی) سیاسی (Political) تعلق رکھتی ہیں - " پنجاب کے جغرافیائی حالات اور مذہبی تناسب کے اعتبار سے آبادی کی کل تفصیلات ، بھید انگریزی ، کاہن سنگھ صاحب محولہ بالا نے اپنے پبلیکیشن میں رقم / کی ہیں جو یہاں خالی از قالجسپی نہ ہونے کے باعث نقل کی جا رہی ہیں - موصوف نے لکھا ہے کہ —

اردو ترجمہ —

" پنجاب کا رقبہ (AREA) ۱۳۹,۵۰۴ مربع میل ہے ۔

————— حاشیہ —————

ص — بھائی کاہن سنگھ ، شبد کوٹ جلد دوم ، صفحہ 793 ، محکمہ السنہ پنجاب

ص — بھائی کاہن سنگھ شبد کوٹ جلد دوم ، صفحہ 793 ، محکمہ السنہ پشمالہ پنجاب

جس میں ریاستوں کا ۱۸۵۰ء ۵۳۷۰۰۰ مربع میل ہے

پنجاب کی کل آبادی ۲۸۱۰۱۰۹۰ ہے

جس میں سے ریاستوں کی ۱۹۰۳ء ۱۹۰۳ء ہے۔

قوم و مذہب کے اعتبار سے آبادی اس طرح

ہے —

مسلمان ۱۷۵۱۸۱۴۱

ہندو ۵۱۲۸۲۰۲

سکھ ۳۱۱۰۹۰

عیسائی ۳۷۹۲۸۵

جینی ۴۹۰۱۵

بودھی ۸۵۱۵

پارسی ۸۵۵

یہودی ۳۹

یہ دس سکھ سلطنت کے تتر بتر ہوجانے سے ماچ سن میں

انگریزوں کے قبضہ میں آگیا۔

پنجاب کی یہ صورت حالات تو قبل آزادی تک کی تھی۔ آزادی اور اس کے

بعد یہاں کے حالات انقلاب آفرین حد تک تبدیل ہوئے اور ایک بار بھی

بار بار پنجاب کو کرب تقسیم سے گزرنا پڑا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں مشرقی و

مغربی دو پنجاب بن گئے۔ ایک ہندوستان اور دوسرا (مغربی) پاکستان کے

حصے میں آیا اور سینکڑوں میل لمبی سرحدی دیوار نے پنجاب کے سینے کو

چیر کر دو نیم کر دیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۶ء میں ہمارے مشرقی پنجاب کو

مزید تقسیم کیا گیا اور ایک نئی ریاست "ہریانہ" وجود پذیر ہوئی۔ یہ ہی

کیا کم تھا کہ ۱۹۷۱ء میں باقی ماندہ پنجاب سے پھر ایک اور صوبہ بنا کر

نکال دیا گیا جو "ہماچل پردیش" کہلایا ہے اور شملہ کو راجدھانی بنا

دیا گیا۔ ہریانہ اور پنجاب کی مشترکہ راجدھانی جنڈی گڑھ (ہونین ٹراٹری)

موجودہ پنجاب کا کل رقبہ مربع میل ہے اور کل آبادی
ہے - اسمیں مندرجہ ذیل بارہ اضلاع اور تین کمشنریاں ہیں -

1. کمشنری پشوالہ

۴. ضلع پشوالہ

2. ضلع سنگرور

3. ضلع بٹھنڈہ

4. ضلع فریدکوٹ

2. کمشنری جالندہر

5. جالندہر

8. لدھیانہ

7. امرتسر

8. گورداس پور

3. کمشنری فیروزپور

9. فیروزپور

10. روہڑ

11. کپورتھلہ

12. ہوشیارپور

علاوہ ازیں حال ہی میں پنجاب اسمبلی نے مزید دو اضلاع بنانے کا اعلان
کیا ہے جنکے نام یہ ہیں -

1. مانسہ (ضلع سنگرور میں)

2. فتح گڑھ صاحب (ضلع لدھیانہ میں)

پنجابی آبادی اور لسانی اکیٹیات پر مبنی بعض ضروری نقشہ جات آگے ملاحظہ
کیجئے -

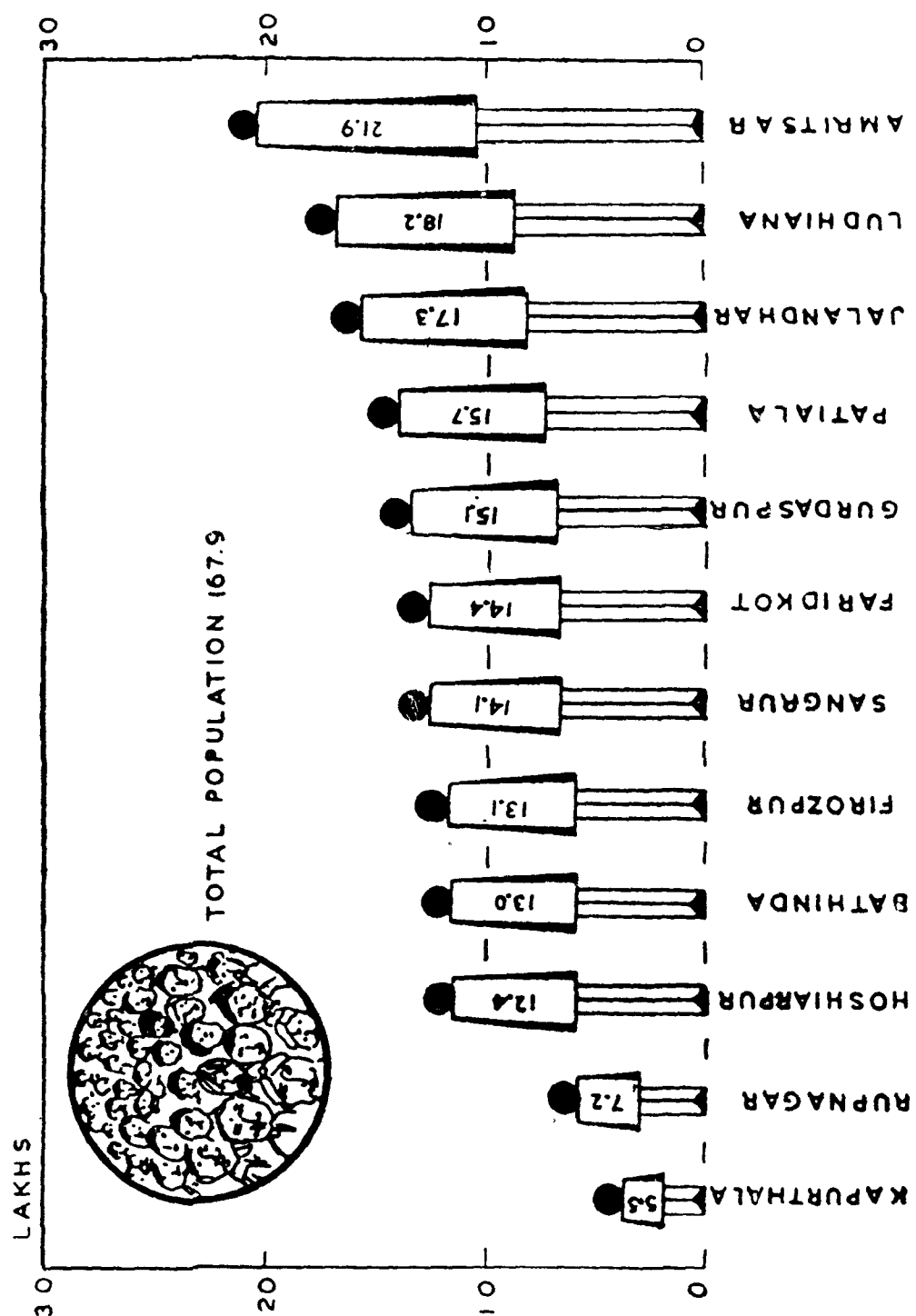
17 PUNJAB



INDEX

- BOUNDARY/HQR. ————/★
- ONAL BOUNDARY/HQRS. ————/■
- ICT BOUNDARY/HQRS. - - - - -/●
- IL HEADQUARTERS ●
- HEADQUARTERS ○

TOTAL POPULATION-1981 (DISTRICTWISE)



باب دوم

آزادی کے بعد پنجاب میں

اردو تدریس

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو تدبیس

سرتین پنجاب کا جہاں اردو ادبیات کے تمام شعبوں میں اہم حصہ رہا ہے وہیں اردو زبان کی تعلیم اور تدبیس کے میدان میں بھی تاریخی حیثیت کی عطا سے زبان کو مالا مال کیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور اسلامیہ کالج امرتسر اور ایسے ہی بہت سے تعلیمی ادارے اردو زبان کی تدبیس میں اہم خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

تقسیم وطن کے نتیجہ میں پنجاب دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ مشرقی پنجاب پاکستان کا جز بن گیا اور مشرقی حصہ ہندوستان کا۔ تقسیم کے اس عمل نے پنجاب کی اردو تدبیس و تعلیم کو بھی متاثر کیا۔ عظیم الشان پنجاب یونیورسٹی لاہور مغربی پاس (مشرقی پنجاب میں) نہ رہی۔ بہت سے اردو تعلیمی ادارے بند ہو گئے۔ اردو میں کڑوں زدگی بھڑائی گئی تو اردو تدبیس ادارے کہاں زندہ رکھے جائے۔ دہلی دہلی مشرقی پنجاب میں اردو زبان کی بحالی کا عمل دہلی گئے کے طلباءوں کی طور پر شروع ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی جلاں گوہ، گرونانک دیوبند، امرتسر، پنجاب یونیورسٹی پٹاہ، راجہ پراپر موہن۔ ان یونیورسٹیوں اور ان کے ساتھ مل کر کالہن میں کہیں کہیں اردو تدبیس کو شامل کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ پنجاب اسکول ایجوکیشن بورڈ نے اردو تدبیس اور اشاعتات کو ثانوی اسکول کی سطح پر شامل کیا ہے۔ سچے میں ٹالیرکوالہ تحصیل میں چند اردو مدارس اور اسکول جاری ہیں۔ لاہور، گورداسپور میں بھی اردو تعلیم و تدبیس کا کس قدر اہتمام ہائی ہے۔ سوگاری کالج ٹالیرکوالہ، شہر محمد خان انسی ٹیوٹ آف ایڈوانس اسٹڈیز ایڈوانسڈ ٹالیرکوالہ، اسلامیہ مدرسہ سیکڑی اسکول ٹالیرکوالہ ایسے ادارے پنجاب میں اردو تدبیس کے مراکز ہیں۔ آئندہ صلاحات میں ہم ان خاص خاص اداروں کی اردو تدبیس سورت حال پر روشنی ڈالیں گے۔

پنجابی یونیورسٹی پشاور

پنجابی یونیورسٹی پشاور ۱۹۶۲ء میں قائم ہوئی۔ ۲۱ اپریل ۱۹۸۲ء کو جبہ اردو فارسی میں قائم ہوا۔ اس عرصہ کے اساتذہ صدر شعبہ ڈاکٹر اکبر حسین تارڑ، پروفیسر گوشت سنگھ (مستقل) حوالہ رضا زید، میں۔ اردو سولی ٹیکہ کورس کے لئے باقاعدہ تسلیم ہوئی ہے اور یہی اے۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ فل اور بی۔ اے۔ ڈی کی پڑائیہ تسلیم و تعلق کا اعظام ہے۔ اب تک ٹیپ چارویس اسکالرز ہیں۔ اب ڈی اور بی بیس اسکالرز ایم۔ فل کی اساتذہ حاصل کر چکے ہیں۔ الگ سے لٹریچر میں سے لٹل اردو دیگر لسانیاتی شعبے کے ساتھ جملہ رہی ہے۔ یونیورسٹی کے ملحقہ کالین میں پیکر اردو کا اعظام نہیں ہے البتہ سرکاری کالج مالیر کوٹہ ضلع سنگھ (پنجاب) میں اردو تسلیم کا کاروبار سے ایم۔ اے۔ تک باقاعدہ اعظام ہے۔ بی۔ اے میں الیکٹرو مین اردو ہے۔ آپٹل اور اردو اسیہ تسلیم کیے طلباء ہیں۔ کالج میں ۸۰۔ ۱۹۷۹ء میں ایم۔ اے اردو کی ایڈمٹ کاسٹرز کا آغاز ہوا جو مختار جاری ہے۔ یہ کالج ۱۹۶۱ء میں قائم ہوا۔ یہاں اردو پڑھنے میں سے پڑھائی جاتی ہے۔ کالج کی سالانہ میٹریک کمیٹی (GAB) میں اردو فارسی مشاہدین بھی شائع ہوئے ہیں۔ کالج میں چار اساتذہ اردو پڑھا رہے ہیں۔

یونیورسٹی سے وابستہ ادارہ "نواب شہر مسند خان انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانس اسٹڈیز ایڈوانسڈ" ان اردو فارسی میں مالیر کوٹہ "بھی اردو کی تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کا قیام ۱۹۸۸ء میں مالیر کوٹہ ضلع سنگھ پنجاب میں عمل میں آیا۔ یونیورسٹی کے شعبہ اردو فارسی میں کے اساتذہ ڈاکٹر امجد سنگھ ڈاکٹر زینتہ اللہ جاوید اس میں کام کر رہے ہیں۔ اردو کی سولی ٹیکہ کلاسز پڑھائی جاتی ہیں۔ اردو ایسوز کا پیکر اعظام ہے اس کے تحت ایم۔ فل اور بی۔ اے۔ ڈی کی ڈگریاں کھلتے ہیں۔ ایسوز اسکالرز تعلق کام کر رہے ہیں۔ فارسی میں ایم۔ اے اور بی میں سولی ٹیکہ سطح کی کلاسز بھی جاری ہیں۔ ادارے کی لائبریری میں تقریباً ۱۵۰۰۰ اردو فارسی میں کی کتب ہیں۔ علاوہ انین یونیورسٹی لائبریری میں بھی اردو کی ہزار کتب ہیں۔ یونیورسٹی سطحی میں بھی اساتذہ اردو کی اشاعت کو شامل کیا گیا ہے۔

بھصا بھوہوش چٹائی گڑھ

بھصا بھوہوش لاہور ۱۹۲۷ء میں تقسیم بھصا کے علاقے کے ساتھ پاکستان میں رہ گئی۔ محدود مقامی بھصا میں بھی بھصا بھوہوش جاری رہی اور تادیر دفتر شملہ (موجودہ مناجل بھوش کے دارالسلطنت) میں کام کرتے رہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء میں چٹائی گڑھ میں بھصا بھوہوش کے کہیں سمیر ہوا اور اب سے یہیں بھوہوش جاری ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بھصا بھوہوش لاہور کے ہم نام (۱۸۰۱ء) میں کوبھصا بھوہوش چٹائی گڑھ ایسا ہی نام بنایا جاتی ہے۔

بھصا بھوہوش میں شعبہ اردو ہے جس کے موجودہ سر مشیہ ڈاکٹر حارون ایوب ہیں ان کے علاوہ دیگر اردو اساتذہ میں ڈاکٹر شکیل اسد وڈر ڈاکٹر بیگم ایوب لکھنوار ہیں۔ سوشل سائنس کے علاوہ دیگر شعبوں کا پرائیویٹ اہتمام ہے۔ تعلیم کے دو طلبہ مختلف موبائل پر مشتمل، کے لئے بھوہوش سے رجسٹرڈ ہیں۔

گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ بھوہوش امرتسر

گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ بھوہوش امرتسر کا قیام ۱۹۶۱ء میں عمل میں آیا۔ اس میں شعبہ اردو و فارسی موجود ہے۔ ڈاکٹر برکت علی ڈاکٹر شہر علی، دیگر اساتذہ ہیں۔ اول الاکرم سر مشیہ رہے ہیں۔ شعبہ میں اردو کی سوشل سائنس کے علاوہ برہمنی حاتی میں اور تعلیم کا پرائیویٹ اہتمام بھی ہے۔ اردو شعبہ الگ سے کام نہیں کر رہا ہے بلکہ دوسرے ایک شعبے کے ساتھ مل کر ہے۔

بھصا پ اسکول ایجوکیشن بورڈ

بھصا پ اسکول ایجوکیشن بورڈ کا تمام آزادی کے بعد عمل میں آیا۔ تقریباً چھٹی دہائی (۱۰ء ۱۵ء) تک بھصا پ درجہ میں اردو اوسطہ مسلم (Medium) بورڈ بھصا پ میں رہا ہے۔ بعد ازاں بھصا پ نے یہ مقام حاصل کر لیا اور اردو بھصا پ بورڈ کا مرکز بن گیا۔ اردو کو دوسری زبان کی حیثیت سے دیگر زبانوں کے گروہ میں شامل رکھا گیا۔ اس سے وہ اسکول جہاں اردو پڑھنا طلباء کے لئے ضروریات میں سے ہو بھصا پ دوسری زبان یا مزید زبان اوسطہ مسلم کے طور پر اردو کو لیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ بھصا پ پالیسی، مائیکرو کورس میں ہے، ایسے بھصا پ اسکول (پرائیویٹ) میں جہاں اردو پہلی زبان بھی ہے اور اوسطہ مسلم بھی۔ ان میں دوسری زبان بھصا پ ہے۔ بھصا پ میں دو لسانی لاہور ہے اس کے تحت اردو بھی پہلی یا دوسری زبان کے طور پر لی جاسکتی ہے۔ بھصا پ اسکول میں یہ لسانی لاہور کے تحت اردو پہلی دوسری یا دوسری زبان کے طور پر نیز اوسطہ مسلم کے طور پر بھی لی جاسکتی ہے۔ بھصا پ اسکول کے پاس کئے ہوئے ایک خاکے کے مطابق اس سرکاری یا مندرجہ اسکول میں کم از کم دو طلباء اردو پڑھنے کی خواہش رکھتے ہیں جہاں ایک اردو مدرس کا انتظام کیا جائے گا۔ علیٰ طور پر اس خاکے پر عمل درآمد مطلوب ہے۔ سرکاری بھصا پ اسکول پائل مائیکرو کورس میں ایک اردو مدرس کا انتظام ہے اور سرکاری بھصا پ اسکول کول مائیکرو کورس میں اس خدمت کے لئے اردو مدرس کا تفویض کی جائے گا۔ غیر اردو مدرس سے کام لیا جاتا ہے۔

سور، ٹوبہ، مظفرچہ اہل مدارس اور اسکولوں میں (اردو اریبہ تعلیم کے اسکولوں اور مدارس میں بالخصوص) اردو اساتذہ کی آسمان بالاغہ "اردو آسمانی" کی بوجہ کی کھٹکتی حوصلہ بہرہ کم۔ اردو کی س ہے جس میں اردو و غیر اردو کے علاوہ یہ دیگر مضامین بھی (اردو اریبہ تعلیم کے تحت) پڑھاتا ہے۔

اور وہ مسلم کے اسکول

(تاریخ: ۱۳۹۰/۰۱/۰۱)

| نام اسکول | تاریخ تاسیس | تعداد اساتذہ | اردو اساتذہ | تعداد طلبہ | اردو طلبہ | طلبہ اول | اردو طلبہ دوم | طلبہ تیسری زبان |
|---|--------------------|-----------------------|---------------|-----------------------|---------------|-------------------------|----------------------|------------------------------|
| SCHOOL | Date of Foundation | Total No. of Teachers | Urdu Teachers | Total No. of Students | Urdu Students | Students of Urdu Medium | No. of Urdu Students | No. of Students of 3rd Lang. |
| ۱ اسلامیہ مائیں سکول مالیرکوٹہ (سبع سنگھوہہ پنڈتاپ) | ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء | 67 | 44 | 2732 | 2722 | 2722 | NIL | NIL |
| ۲ اسلامیہ گورنر مائیں سکول مالیرکوٹہ | ۱۹۱۱ء | 16 | 10 | 500 | 500 | 500 | NIL | NIL |
| ۳ اسلامیہ شہر مائیں سکول مالیرکوٹہ | ۱۹۲۲ء | 47 | 9 | 1095 | NIL | NIL | 1095 | NIL |

| | | | | | | | | | |
|-----|-----|-----|-----|-----|----|----|--------------------|---|--|
| | | | | | | | | | |
| NIL | 418 | NIL | NIL | 427 | 9 | 16 | یکم اپریل ۱۹۱۱ء | ۴۔ مدرسہ لائیات (گورنر ہائی) مالیرکوٹہ | |
| NIL | NIL | 418 | 418 | 418 | 3 | 8 | ۱۹۷۳ء | ۵۔ مدرسہ صمدیہ سپرٹ مالیرکوٹہ | |
| NIL | 300 | NIL | NIL | 300 | 8 | 11 | ۱۹۸۵ء | ۶۔ لطیف مسلمان ہاؤس سکول مالیرکوٹہ | |
| NIL | 88 | NIL | NIL | 88 | 3 | 8 | ۱۹۸۲ء | ۷۔ مسلم ہاؤس سکول مالیرکوٹہ | |
| NIL | NIL | 250 | 250 | 250 | 3 | 3 | ۱۹۸۲ء | ۸۔ کورم ہاؤس سکول مالیرکوٹہ | |
| NIL | NIL | 795 | 795 | 795 | 12 | 22 | ۱۹۱۸ء | ۹۔ اسلامیہ ہائی سکول موضع روہڑہ تحصیل مالیرکوٹہ | |
| NIL | NIL | 691 | 691 | 691 | 9 | 29 | ۱۹۷۱ء | ۱۰۔ اسلامیہ ہائی سکول موضع بھوکی تحصیل مالیرکوٹہ | |

| NIL | NIL | 175 | 175 | 175 | 4 | 5 | ۱۱- اسلاميه مڈل سکول | ۱۹۸۲ء | |
|-----|-----|-----|-----|------|---|----|----------------------|-------|--|
| | | | | | | | مونیج باہمی کمپن | | |
| | | | | | | | تہ سہل مالیرکوٹہ | | |
| NIL | NIL | 23 | 23 | 63 | 3 | 7 | ۱۲- مدرسہ دارالقرآن | ۱۹۷۷ء | |
| | | | | | | | مالیرکوٹہ | | |
| NIL | NIL | 989 | 989 | 989 | 7 | 43 | ۱۳- اسلامیه ہائی | ۱۹۵۳ء | |
| | | | | | | | سکول تہ سہل | | |
| | | | | | | | تادیان ضلع | | |
| | | | | | | | گورداسپور | | |
| 47 | NIL | NIL | NIL | 2447 | 1 | 78 | ۱۴- سوکار ہائی | | |
| | | | | | | | سکول (ہوائی) | | |
| | | | | | | | مالیرکوٹہ ضلع | | |
| | | | | | | | منگورہ | | |
| 25 | NIL | NIL | NIL | 2115 | 1 | 63 | ۱۵- سوکار ہائی | | |
| | | | | | | | سکول (گولڈ) | | |
| | | | | | | | مالیرکوٹہ | | |
| NIL | NIL | 65 | 65 | 65 | 1 | 3 | ۱۶- ہڈکوا "ہال" | ۱۹۸۳ء | |
| | | | | | | | ہار "سکول ٹیچر" | | |
| | | | | | | | نورہا ہار مالیرکوٹہ | | |

باب سوم

آزادی کے بعد پنجاب میں

اردو صحافت

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو صحافت

سرزمین پنجاب نے جہاں دنیائے اردو کے دیگر شعبہ جات درس و تدریس ادبیات تواریخ دینیات وغیرہ میں اہم رول ادا کیا ہے وہیں اردو صحافت کے میدان میں بھی اس کی عطا لائق دستاویز ہے۔ حقیقت کی نگاہ غیر جانب دار سے دیکھیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ہماری دنیائے اردو صحافت میں پنجاب کا حصہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔

ہندوستان میں ہمارے اخبارات و رسائل بالخصوص اردو جرائد و اخبارات جنگ آزادی کا ہر اول دستہ رہے ہیں۔ ہماری اردو صحافت نے اردو زبان کو انگریز سامراج کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کے لئے موثر پیروائے میں استعمال کیا۔ شام داس کہتے اردو کی اسی عظمت اور اردو صحافت کی اسی عظیم عطا کا بیان یوں کرتے ہیں —

" اردو صحافت کا نج گھرمین چھوٹی میٹھی کی طرح دنیا سے الگ تھلک نہیں رہی آزادی حاصل کرنے کے لئے اس کی کوششیں لائق رشک ہیں۔ اور نئے ہندوستان کے بنائے سنوارنے میں اس کا قابل قدر حصہ ہے۔ اردو اخبارات نے عوام میں نہ صرف آزادی کی امنگ اور ولولہ پیدا کیا بلکہ انہیں غلامی کی زنجیریں توڑنے پر آمادہ کیا۔" (۱)

قبل آزادی ہندوستان کی اردو صحافت میں لاہور غیر منقسم پنجاب کا اہم صحافتی مرکز تھا جسے ہندوستان بلکہ برصغیر کا ایک اہم ادبی و ثقافتی مرکز بھی کہا جاتا تھا۔ لاہور سے کئی اردو اخبارات و جرائد جاری ہوئے۔ ۱۸۵۱ء میں

(۱) " آزادی کے بعد پنجاب کی اردو صحافت "۔ از شام داس کہتے۔ مشمولہ ماہنامہ " پرواز ادب " آزادی کے چالیس سال نمبر " شمارہ ۷ جلد ۱۰ جولائی۔ اگست

منشی ہر سکھ رام نے ہفت روزہ "کوہ نور" جاری کیا۔ ۱۸۸۸ء میں اسے ہفتہ وار سے روزانہ کر لیا گیا۔ ۱۹۰۲ء میں "کوہ نور" بند ہو گیا۔ "کوہ نور" کے اجرا کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد اخبار "دریائے نور" جاری ہوا۔ اسے لاہور کا پہلا مکمل اخبار بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی تا دیر جاری نہ رہ سکا۔ ۱۸۸۵ء میں "لاہور گزٹ" جلری ہوا جو ۱۸۸۶ء میں محض ایک ہی برس زندہ رہ کر بند ہو گیا۔ انہیں دنوں "لاہور کرائیکل" جاری ہوا۔ "پنجاب جرنل" نکالا گیا۔ "مقاد ہند" نکالا۔ ۱۹۰۲ء میں مولوی انشاء اللہ خان نے "وطن" جاری کیا۔ یہ ۱۹۱۵ء میں روزنامہ بنالیا گیا۔ مولانا ظفر علی خان کے والد مولوی سراج الدین احمد نے کرم آباد سے ہفت روزہ اخبار "زمیندار" جاری کیا۔ نومبر ۱۹۰۹ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا ظفر علی خان نے "زمیندار" کو جاری رکھا۔ چودھری شہاب الدین کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے مولانا موصوف "زمیندار" کو کرم آباد سے لاہور لے آئے۔ جنگ طرابلس کے دوران اسے ہفت روزہ کی بجائے روزنامہ کر لیا گیا۔ مولانا کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے اختر علی خان اور بعد ازاں پوتے منصور علی خان نے "زمیندار" کو جاری رکھا۔ ۳۰ مارچ ۱۹۱۷ء کو مہاشے کوشن نے "ہرتاب" اخبار لاہور سے جاری کیا جو تقسیم پنجاب کے بعد سے جالندھر اور دہلی سے چھپ رہا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ۱۹۲۰ء میں لاہور سے "ہندے ماترم" نکالا۔ لالہ شال لال کپور نے "گورو گھنٹال" جاری کیا۔ انہوں نے ہی ۱۹۲۱ء میں روزانہ "کیمری" جاری کیا جو بعد کو سہ روزہ ہو گیا اور پھر بند ہو گیا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۲۳ء کو مہاشے خوشحال چند خورمند نے لاہور سے "ملاپ" اخبار جاری کیا۔ تقسیم وطن کے بعد سے یہ جالندھر دہلی اور حیدرآباد سے شائع ہو رہا ہے۔ اس سے قبل مہاشے خورمند موصوف نے "آرہ گزٹ" بھی نکالا۔ ۱۹۲۲ء میں اکالی دل کی طرف سے "اجیت" اخبار سادھو سنگھ ہمدرد کی ادارت میں شروع ہوا۔ لالہ نانک چند ناز پنڈت دوگا پرشاد اور جونی لال نیہالی نے ملکر "پریمات" جاری کیا۔ سوامی گیت دت نے "ویر بھارت" جاری کیا۔

لاہور کے بعد غیر منقسم پنجاب میں اردو صحافت کا بڑا مرکز سیالکوٹ تھا۔ یہاں کا پہلا اخبار "ریاض الاخبار" تھا۔ بعد ازاں کئی اہم اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان میں سے "جشمہ فیضی" ہفت روزہ "خورشید عالم" "وکتوبہ اخبار" وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

لاہور اور سیالکوٹ کے علاوہ غیر منقسم پنجاب کے دیگر کئی مقامات سے بھی کافی تعداد میں اخبار و جرائد نکلتے رہے ہیں۔ ملتان سے "ریاض نور" "شعاع الشمس" قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازین گوجران والا گجرات راولپنڈی لدھیانہ انبالہ پانی پت سونی پت وغیرہ سے بھی کافی تعداد میں اخبارات اور جرائد شائع ہوا کرتے تھے۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر ہندوستان کی تقسیم کے ساتھ ہی مشترکہ ملک کی صحافت منقسم ہو گئی۔ آزادی سے قبل ہندوستان میں بالخصوص پنجاب میں "لاہور" سب سے بڑا صحافتی مرکز تھا۔ اور آزادی کے بعد "جالندھر" کو یہ رتبہ حاصل ہو گیا۔ اردو کے اہم اخبارات "پرتاپ" "ملاپ" "بندے ماترم" "ویر بھارت" "پریمات" اور "اجیت" لاہور سے جالندھر منتقل ہو گئے۔

تقسیم وطن کے بعد پنجاب میں اردو گردن زدنی ٹھہری۔ اردو لکھنے پڑھنے والوں کا دانتہ تنگ ترین ہوتا چلا گیا۔ اس کے باوجود اردو صحافت کا سب سے بڑا مرکز جالندھر ہی بنا رہا۔ اور آج بھی ہندوستان کا سب سے بڑا کثیر الاشاعت اردو اخبار روزانہ "ہند سماچار" جالندھر سے جاری ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم آزادی کے بعد پنجاب کے مشہور اخبارات و رسائل پر مفصل روشنی ڈالیں ایک نظر میں جیدہ جیدہ اخبارات و رسائل کا تذکرہ کر لینا فائدہ مند ہوگا۔

- جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے آزادی کے بعد جالندھر اردو صحافت کا اہم ترین مرکز بن گیا۔ یہاں سے پرتاپ "ملاپ" "بندے ماترم" "ویر بھارت"

"پرہات" کے لاہور سے منتقل ہو کر جاری رہنے کے ساتھ ساتھ کئی نئے اخبارات بھی جاری ہوئے۔ ۴ مئی ۱۹۴۸ء کو "ہند سماچار" جاری ہوا۔ امرت سر سے "شہر بھارت" جاری ہوا جو دو ہی برس بعد بند ہو گیا۔ سادھو سنگھ ہمدرد نے "اجیت" کا اجرا کیا۔ ۱۹۵۲ء میں ڈی۔ ڈی۔ پوری نے "نیا دور" جالندھر سے جاری کیا۔ پنڈت مہلا رام وفاق کے مدیر بنے۔ ۱۹۵۲ء ہی میں کھونٹ پارٹی نے "نیا زمانہ" جاری کیا۔ "نیا دور" بھی جلدی ہی ناسازگار حالات کے باعث بند ہو گیا۔ "نیا زمانہ" کے مدیر اعلیٰ شری ٹیکا رام سخن تھے۔ "پنجاب کانگریس پٹرگا" کے نام سے پنجاب پردیس کانگریس کمیٹی نے اخبار جاری کیا جو چند ہی برس بعد بند ہو گیا۔ سادھو سنگھ ہمدرد نے ہفتہ وار "اجیت" ۱۹۵۶ء میں جاری کیا۔ اڑھائی سال بعد یہ بھی بند ہو گیا۔ ۱۹۶۱ء میں بھارتیہ جن سنگھ نے "پردیپ" جاری کیا۔ یہ کافی جلا ۱۹۶۸ء میں راشٹریہ سویم سہوک سنگھ نے اس کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پریم ضہائی اس اخبار کے بانی مدیر تھے۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو یہ اخبار بند ہو گیا۔ ۲۱ اگست ۱۹۷۸ء کو سادھو سنگھ ہمدرد نے پھر سے "اجیت" اردو شروع کیا۔ اخبار کافی مقبول ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۹۸۰ء کو یہ "اجیت" روزنامہ "ملاپ" میں مدغم کر لیا گیا اور "اجیت اردو" کا تمام عملہ "ملاپ" میں شامل ہو گیا اور یکم اپریل ۱۹۸۰ء سے "ملاپ" میں شری پیش اور سادھو سنگھ ہمدرد دونوں ہی ادارہ نگاری کرتے رہے مگر چند ہی ماہ میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا جب کہ ۱۹۸۰ء میں ۴ جون کو ہمدرد الگ ہو گئے۔ اگست ۱۹۸۲ء میں سادھو سنگھ ہمدرد نے اردو میں ماہنامہ "ادبی دنیا" نکالنے کا پروگرام بنایا مگر سرے نہ چڑھ سکا۔ روزانہ "نیچ" دہلی سے ملکر بھی ہمدرد نے پرچہ نکالنا چاہا مگر پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔

جالندھر کے علاوہ امرتسر لدھیانہ پٹھانکوٹ پٹیالہ مالیرکوٹلہ جندی گڑھ

وغیرہ دیگر مراکز سے بھی اخبارات اور جرائد شائع ہوتے ہیں۔ "رجحان" "ترجمان" "سما" "خلیف" وغیرہ اخبارات لدھیانہ سے چھپ رہے ہیں۔

امرتسر سے مہندر سنگھ باوا کی زیر ادارت " پگڈنڈی " اور " نگارن " کئی برس تک شائع ہوتے رہے ہیں ۔ ام پرکاش سونی امرتسر سے " نئی لہر " پندرہ روزہ جریدہ نکالتے رہے ہیں ۔ امرتسر ہی سے رام لال بھنڈاری کی زیر ادارت " جان نثار " ادبی حلقوں میں کافی مقبول ہوا ۔ میلا رام وفا بھی اس سے وابستہ رہ چکے ہیں ۔ جالندھر روزنامہ " محنت " ۱۲ اپریل ۱۹۶۹ء سے براہر شائع ہو رہا ہے ۔ یہیں سے سریشکوان شاد نے ماہنامہ " امید " جاری کیا ۔ چند ماہ بعد یہ بند ہو گیا ۔ کامریڈ شہل سنگھ باغی نے جالندھر سے ہفتہ وار " آزاد بھارت " جاری کیا ۔ شام داس کہتے نے جون ۱۹۶۴ء میں " ٹیگر " اخبار جاری کیا جو تھوڑی ہی مدت کے بعد بند ہو گیا ۔ ام پرکاش کہتے ہفت روزہ " جذبات " ۱۹۵۸ء سے متواتر شائع کرتے رہے ہیں ۔ پنڈت دوارکا داس نشکام روزانہ " پنجاب ٹائمز " نکالتے رہے ہیں ۔ چند گز سے " پاسپان " ماہنامہ نکلتا ہے جو کہ محکمہ رابطہ عامہ پنجاب کی طرف سے جاری شدہ ہے ۔ پشمالہ سے " پرواز ادب " بھاشا وبھاش پنجاب کا ماہنامہ جاری ہے ۔ مالیر کوٹلہ سے کئی اخبارات نکلتے رہے ہیں ۔ جن میں " دھماکہ " صدائے اہل پنجاب " قاران " قابل ذکر ہیں موخر الذکر ابھی جاری ہے ۔ اول الذکر دونوں بند ہو چکے ہیں ۔ " قاران " کو رشید قاران نکالتے ہیں ۔ علاوہ ازین یہاں سے کئی جرائد بھی نکلتے رہے ہیں جن میں ماہ نامہ " تعمیر سیرت " " اردو کلرین " اور " دارالسلام " قابل ذکر ہیں ۔ اول الذکر بند ہو چکا ہے ۔ موخر الذکر جاری ہے

یہ تھا پنجاب میں اردو صحافت کا اجمالی خاکہ اور تذکرہ ۔ اب آئندہ صفحات میں ہم پنجاب کے مشہور اردو اخبارات و رسائل کا تفصیلی ذکر قلم بند کرتے ہیں ۔ اور ان تفصیلات کے آگے جل کر ہم پنجاب میں آزادی کے بعد کے اہم اور خاص خاص اردو صحافیوں کی صحافت اور حیات پر مختصراً روشنی ڈالتے ہیں ۔

اردو صحافیین پنجاب - (نوٹ - در- ذیل فہرست حسب مراتب ترتیب نہ دیکر
حروف تہجی کے اول حروف کے اعتبار سے دی گئی ہے)

امر ماہنی
افضال ملک
بدری ناتھ مدرشن
ہال کوشن مضطر
ہورن سنگھ ہنر
جسونت سنگھ راز
جوہر بھارتی
جگن ناتھ آزاد
خواجہ احمد عباس
دیوان سنگھ مفتون
راجندر ویش
رام رتن مضطر
سوڈھی گورچن سنگھ کوشان
مدرشن دیپ
سلطان انجم
ساحر سیالکوشی
فیضی سرحدی
فکر تونسوی
قیس جالندھری
گویال مثل
مبلا رام وفا
ڈاکٹر نریش
ہربگھوان شاد
ہما ہرنالوی

پنجاب میں اردو صحافت آزادی کے بعد
 از ۱۹۳۰ء تا ۱۹۹۲ء

شمار

ظم اخبار / رسالہ

روزانہ محنت

عرصہ اشاعت

ایک روزہ / مہ روزہ / ہفت روزہ / ہندوہ روزہ /

روزانہ

ماہنامہ / ہا دیگر نوعیت عرصہ

حاندھر

ہام اشاعت

۱۳ اپریل ۱۹۷۳ء

طریخ اجراء

تاریخ منقطع

اوم پرکاش کھیم کرنی

مدیر

اوم پرکاش کھیم کرنی

مالک

پکا باغ - ہند سماچار گراونڈ جالندھر

طابع و ناشر معہ پتہ

اوم پرکاش کھیم کرنی

۲۰۰۰۰

تعداد اشاعت

چار

صفحات

ایک روپیہ

قیمت

ایڈیٹر عرصہ ۲۵ سال سے پیشہ صحافت میں

کہفیت

کلپنا آزاد نوعیت کا اور صحیح معنوں میں محبوب

وطن پرچہ

پنجاب میں اردو صحافت آزادی کے بعد
از ۱۹۲۰ء تا ۱۹۹۲ء

| شمار | نام اخبار/رسالہ | عرصہ اشاعت | یک روزہ / سہ روزہ / ہفت روزہ / پندرہ روزہ / ماہنامہ یا دیگر نوعیت عرصہ | روزانہ |
|------------|--|---------------------|--|-------------|
| مقام اشاعت | جالدھر اور امبالہ کینٹ | تاریخ اجراء | ۴ مئی ۱۹۲۸ء (جالدھر ایڈیشن) ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء (امبالہ ایڈیشن) | تاریخ منقطع |
| مدیر | وجہ کار | مدیر | — | — |
| مالک | دی ہند سماچار لمیٹڈ | طابع و ناشر معہ پتہ | وجہ کار۔ پنجاب کیسری پرنٹنگ پریس۔ ہندی پریس ہند سماچار پرنٹنگ پریس۔ پکا باغ۔ جالدھر اور پنجاب کیسری پرنٹنگ پریس اور ہندی پریس امبالہ | تعداد اشاعت |
| صفحات | روزانہ ۵۱۶۲۳۹ کا بیان۔ سنڈے ۶۳۶۱۱۷ (فکرس۔ اے بی۔ مس۔ جنوری۔ جون ۱۹۹۱) روزانہ ۱۶ اور ۸ صفحات۔ سنڈے ۱۰ صفحات | قیمت | روزانہ۔ ایک روپیہ سنڈے۔ ایک روپیہ ۲۵ پیسے | کیفیت |

پنجاب میں اردو صحافت آزادی کے بعد
 از ۱۹۴۰ء تا ۱۹۹۲ء

| | |
|-----------------------|-------------------------------------|
| شمار | |
| نام رسالہ | تعمیر سیرت |
| عرصہ اشاعت | |
| تاریخ اجرا | اپریل ۱۹۷۶ء |
| تاریخ منقطع | جون ۱۹۷۹ء |
| نام مدیر و مالک | مولانا مفتی فضیل الرحمن بلال عثمانی |
| سرپرست | غلام محمد |
| مدیر | غلام محمد |
| طابع ناشر | مدرسہ تعمیر سیرت |
| مالک | |
| تعداد اشاعت | ایک ہزار |
| نوعیت - ماہانہ / دیگر | ماہانہ |
| صفحات | ۳۲ |
| قیمت | بچاس پیسے |
| کیفیت | |

پنجاب میں اردو صحافت آزادی کے بعد
(۱۹۴۰ء/۱۹۵۰ء/۱۹۶۰ء/۱۹۷۰ء/۱۹۸۰ء/۱۹۹۰ء)

| | |
|---------------------------------|--|
| شمار | |
| نام اخبار/ رسالہ | دارالسلام |
| عرصہ اشاعت | |
| تاریخ اجرا | اپریل ۱۹۸۸ء |
| تاریخ منقطع | |
| نام مدیر و مالک معہ طابع و ناشر | مولانا مفتی فضیل الرحمن بلال عثمانی |
| سرپرست | طارق عمیر عثمانی |
| مدیر | جامعہ دارالسلام مالیر کوٹہ |
| مالک | طارق عمیر عثمانی |
| طابع و ناشر | |
| تعداد اشاعت | گیارہ سو |
| نوعیت (ماہانہ / یا دیگر) | ماہانہ |
| صفحات | ۳۲ (کم از کم) |
| قیمت | چار روپیہ |
| کیفیت | خصوصی شمارے — |
| | ۱۔ تبلیغی جماعت کیا ہے نمبر۔ جنوری ۱۹۹۰ء شمارہ ۱۰ جلد نمبر ۲ |
| | ۲۔ نقیہ اعظم مفتی عزیز الرحمن نمبر اکتوبر ۱۹۹۱ء ۷ جلد نمبر ۳ |
| | ۳۔ رمضان کے روزے نمبر۔ مارچ ۱۹۹۲ء شمارہ ۴ جلد ۴ |
| | ۴۔ عبدالغفر نمبر۔ اپریل ۱۹۹۰ء ۱ " ۳ |

امر ساہنی

امر ساہنی کا اصل نام امر ناتھ اور قلمی نام امر ساہنی ہے۔ آپ کی پیدائش ۱ فروری ۱۹۳۷ء کو راولپنڈی مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی۔ تقسیم وطن کے بعد انہیں پاکستان سے ہندوستان آنا پڑا چنانچہ ۱۹۴۷ء میں مشرقی اور غیر منقسم پنجاب (موجودہ بھارت) کے شہر فرید آباد میں آکر بس گئے۔

ایک افسانہ نگار اور ناول نگار کے علاوہ امر ساہنی کو اردو صحافی ہونے کا امتیازی فخر حاصل ہے۔ "آواز کے ہاتھ" نام کا ایک ہفت روزہ فرید آباد سے آپ نے جاری کیا۔ علاوہ ازیں کئی ادبی جرائد و اخبارات سے صحافتی سطح پر وابستہ ہیں۔

پنڈت بدری ناتھ سدرشن

پنڈت بدری ناتھ سدرشن کی پیدائش ۱۸۹۵ء کو پنڈت گوران دتہ مل کے یہاں گجرات مغربی پنجاب میں - ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی - ۱۶ دسمبر ۱۹۶۷ء کو ہرکشن داس اسپتال میں انتقال کیا - تقسیم وطن کے بعد مشرقی پنجاب میں رہے -

پنڈت بدری ناتھ سدرشن کی صحافتی زندگی کا آغاز ۱۹۰۸ء میں "پیسہ اخبار" سے ہوا - ۱۹۳۰ء میں اخبار "دین" (لاہور) سے وابستہ ہو گئے - بعد ازاں ہفتہ وار "جریہ" جاری کیا - یہ خسارے کا شکار ہو گیا تو اسے بند کر دیا اور "حک گرٹ" کے مدیر ہو گئے - ۱۹۱۷ء میں اخبار "حق" سے وابستہ ہوئے - دس برس تک اس سے وابستہ رہے اور ۱۹۲۷ء میں اسے خیرباد کیا - اب کانپور میں آگئے اور یہاں "زمانہ" رسالہ میں کام کرنے لگے - بعد ازاں لاہور پہنچے اور ادبی ماہ نامہ "چندن" سے وابستہ ہو گئے - اس طرح مختلف رسائل و اخبارات سے مسلسل رہ کر انھوں نے صحافتی اور ادبی خدمات انجام دیں -

بال کرشن مضطر

بال کرشن مضطر کی پیدائش ۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو پنجاب میں ہوئی - وہ جنگ آزادی کے مجاہد بھی رہے اور ملک کی آزادی کی تحریک کے نمایاں سپاہی بھی - آزادی وطن کے لئے صحافت کو بھی علیٰ ذریعہ بنایا - ان کے مخدوم رہنماؤں میں عطاء اللہ شاہ بخاری، پنڈت جواہر لال نہرو، سپہاچی چندربوس، جے پرکاش نارائن، رام منوہر لوهیہ وغیرہ اہم ہیں -

موصوف کو اردو صحافت سے بے پناہ شغف رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً مختلف ادبی رسائل و اخبارات سے وابستہ رہ کر انھوں نے اردو صحافت کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ ان دنوں "چٹان" نامی ادبی جریدہ نکالتے ہیں حواردادب کی اہم خدمت کا نقیب ہے۔

پورن سنگھ ہنر

لاہور مین پورن سنگھ ہنر کی ۱۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو پیدائش ہوئی۔ گروہال سنگھ ہائی اسکول لاہور سے تعلیم حاصل کی اور تدریس کو بطور پیشہ اختیار کیا۔ تدریس ملازمت کے پہلو بہ پہلو حصول تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور ۱۹۳۵ء میں ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ تقسیم ملک کے سانحے نے ۱۹۴۷ء میں لاہور سے ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا اور آپ ہندوستان پنجاب میں چلے آئے اور امرتسر کو مسکن بنالیا۔

پورن سنگھ ہنر نامور شاعر ہیں اور معروف صحافی۔ ان کی صحافت عہد ابتداء میں مختلف اخبارات و جرائد کی ادارتوں پر مشتمل رہی۔ آپ نے ملازمت سے فراغت پانے کے بعد ماہنامہ "چمن" کی ادارت کی۔ ماہنامہ "پگڈنڈی" کے نائب مدیر کی حیثیت سے خدمت صحافت و ادب میں تادیر معروف رہے۔ ماہنامہ "جان نثار" کے نائب مدیر کی حیثیت سے صحافتی و ادبی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اب بھی مختلف اخبارات و جرائد سے ہر سطح صحافت و ادب وابستگی قائم ہے۔

جسونت سنگھ راز

جسونت سنگھ اصل نام اور راز قلمی نام ہے۔ ان کی پیدائش یکم دسمبر ۱۹۱۹ء کو بمقام جونٹرو ضلع اشک مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ماسٹر ہری سنگھ کوہلی کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں اور اعلیٰ تعلیم لاہور و راولپنڈی میں حاصل کی۔ تقسیم پنجاب ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستانی پنجاب میں چلے آئے۔ یہاں مختلف رسائل و اخبارات سے وابستہ رہے ان میں "امرت بازار پتھرکا" (کلکتہ) ہندوستان اسٹینڈرڈ (کلکتہ) زمیندار (لاہور) کالیہ میگزین (راولپنڈی) فری پریس جرنل (بمبئی) کرنٹ (بمبئی) ملاپ (جالندھر) اجیت (جالندھر) منسار (جالندھر) سول اینڈ ملٹری گزٹ (لاہور) ایوننگ نیوز (لاہور) ٹائمز آف کراچی (لاہور) نوائے وقت (لاہور) پاسپان (چندی گڑھ) قندیل (لاہور) وغیرہ وغیرہ۔ رام لعل ناہوی نے جسونت سنگھ راز کی صحافتی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بجا لکھا ہے کہ

"اردو صحافت کو ان کی پرنور شخصیت نے مالا مال
کیا ہے۔ دنبائے صحافت میں ان کا دائرہ تعارف
بہت وسیع ہے۔" (۱)

محکمہ السنہ نواب نے جسونت سنگھ راز کو صحافتی اعزاز دیا اور محکمہ کے حریہ "پرواز ادب" کا جسونت سنگھ راز نمبر "مارچ / اپریل ۱۹۸۶ء میں شائع کیا جو کہ از خود ایک اعزاز ہے۔

(۱) رام لعل ناہوی۔ "جسونت سنگھ راز بطور صحافی۔ شاعر اور ادیب" مشمولہ ماہنامہ "پرواز ادب" "جسونت سنگھ راز نمبر" شمارہ ۸، جلد ۴، مارچ۔ اپریل ۱۹۸۶ء، ص ۲۵-۲۶، محکمہ السنہ پنجاب۔

جسور بھارتی

- جسور بھارتی کی پیدائش ۱۹۲۹ء میں ہوئی - جائے پیدائش مشرقی پنجاب کا ایک قصبہ ہے - تعلیم وطن میں حاصل کی -

صحافی کے طور پر معروف ہیں - اردو صحافت کی آپ نے طویل مدت تک خدمت کی ہے - 'بمبئی میں روزنامہ "بمبئی" سے وابستہ رہے - ماہنامہ "پہیلی" کی ادارت کی - روزنامہ "آزاد" کی ادارت میں رہ کر خدمت صحافت انجام دی - روزنامہ "انصاف" کی ادارت کے اُپر سے صحافت کی خدمت کرتے رہے - اب بھی کئی اخبارات و جرائد سے صحافتی و ادبی سطح پر منسلک رہ کر صحافت اور ادب کی خدمت میں مصروف ہیں -

جگن ناتھ آزاد

تلوک چند محروم مرحوم کے فرزند ارجمند جگن ناتھ آزاد کی پیدائش ۵ ستمبر ۱۹۱۸ء کو بمقام عیسائی خیل میان والی مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی - ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور پہنچے اور پنجاب یونیورسٹی لاہور (موجودہ پاکستان) سے ایم - اے (معہ انرز) پاس کیا -

آپ ماهر اقبالیات، نقاد، محقق، شاعر اور صحافی ہیں - اردو ادبی صحافت ہی سے آپ نے اپنی علمی زندگی کی آغاز کیا - چنانچہ پنجاب یونیورسٹی کے جرنلے ایپلائمنٹ نیوز (EMPLOYMENT NEWS) کے مدیر رہے اور صحافت کی علمی زندگی میں کامیاب قدم رکھا - بعد ازاں مختلف ادبی اخبارات و جرائد کی ادارتی و صحافتی خدمات وقتاً فوقتاً انجام دیتے رہے ہیں - مرحوم جوش ملیح آبادی کی معیت میں "آجکل" "سلطان عالم" "نونہال" رسائل کے معاون مدیر کی حیثیت سے آپ نے ادب اور صحافت کی قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں -

خواجہ احمد عباس

خواجہ احمد عباس کی پیدائش ۷ جون ۱۹۱۴ء کو پانی پت (موجودہ ہریانہ) میں ہوئی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی۔ اے اور قانون کی سند حاصل کی۔ تعلیمی فراغت کے بعد ادب اور اردو صحافت کے علی میدان میں آگئے۔ دوران تعلیم "علی گڑھ میگزین" سے وابستگی رہی۔ آپ کو پدم شری کا اعزاز بھی ملا ہے۔ ادبی صحافت میں آپ نے اردو جرائد اور اخبارات سے خود کو منسلک کرکے صحافتی خدمات انجام دیں۔ اخباروں میں کالم نگاری بھی آپ کی صحافتی زندگی کا اہم جز ہے۔

یکم جون ۱۹۸۷ء کو بمبئی میں خواجہ احمد عباس کا انتقال ہو گیا۔

دیوان سنگھ مفتون

دیوان سنگھ مفتون ^{نام اور} قلمی نام ہے۔ ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کو حافظ آباد جہلم ضلع گوجران والا (مغربی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے باعث حصول تعلیم سے محروم رہے۔ افلاس اور خانگی ذمہ داریوں نے جلد ہی روزگار کے بوجھ تلے دبا لیا۔ آپ کو صحافت میں اعزاز و انعام کے علاوہ اواخر عمر میں محکمہ السنہ پنجاب کی جانب سے پینشن ملی۔

دیوان سنگھ مفتون پنجاب کے نامور صحافیوں میں سے ہیں۔ انھوں نے لاہور میں "خالصہ" اخبار سے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ بعد ازاں وقتاً فوقتاً کئی اخبارات سے وابستہ رہے جن میں "ہندوستان"، "ہمد"، "لکھنؤ"، "رغبت" (دہلی)، "اکالی" (امرتسر) قابل ذکر ہیں۔

مفتون صاحب کو اردو صحافت میں اصل مقام ان کے اپنے اخبار روزنامہ "ریاست" نے عطا کیا۔ انھوں نے دہلی سے ۱۹۲۶ء میں "ریاست" جاری کیا اور چھتیس برس تک شب و روز کی محنت شاقہ سے اسے زندہ رکھا۔ ۱۹۶۰ء میں "ریاست" بند ہو گیا۔ محکمہ السنہ پنجاب کے ایک سابق ڈائریکٹر لال سنگھ کا محکماتی اشاعتی بیان مفتون صاحب کی صحافتی شخصیت کی صحیح اہمیت داری کا غماز ہے۔ لکھا ہے کہ —

"سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون پنجاب کے ایک بہترین صحافت نگار ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۴ء سے ۱۹۶۰ء تک زبان اردو کی اخبار "ریاست" کے ذریعہ ایسی خدمات کی ہیں جو کسی اور جریدہ نگار نے تا حال سرانجام نہیں دی۔
دستخط لال سنگھ
ڈائریکٹر محکمہ السنہ پنجاب
مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۶۳ء" (۱)

ڈاکٹر راجندر ونس

ڈاکٹر راجندر ونس کی پیدائش جنید پنجاب میں ۲ اگست ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن ہی میں پائی بعد ازاں کالج اور یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی۔ اردو تاریخ اور ہندی میں ایم۔ اے۔ پاس کیا۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کر کے ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ علاوہ ازیں قانون کی سند سے بھی سرفراز ہوئے۔

ڈاکٹر راجندر ونس گواہیک افسانہ نگار اور ناول نویس ہیں مگر دراصل ان کی عملی زندگی کے جوہر میدان صحافت میں بھی بہت نمایاں ہیں۔ اردو ادبی

(۱) "دیوان سنگھ مفتون۔ صحافت نگار"۔ مطبوعہ ۱۹۶۳ء۔ محکمہ السنہ پنجاب

صحافت نہ صرف ان کا شوق و شغف ہے بلکہ پیشہ بھی رہا ہے۔ چنانچہ آپ محکمہ رابطہ عامہ سرکار ہریانہ کے تین رسائل تعمیر ہریانہ (اردو) ہریانہ سموا (ہندی) اور تنھے تارے (ہندی میں بچوں کے لئے) کے برسہا برس مدیر رہے اور بین صحافت کے میدان میں عملی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ "تعمیر ہریانہ" کا ادبی معیار سب پر چھان ہے۔ اس کی معیاری حیثیت بحال رکھنے میں ڈاکٹر راجندر وٹس کی عطا کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہئے۔

رام رتن مضطر

رام رتن مضطر کی پیدائش ثری اے وال تحصیل وضع امرتسر پنجاب میں یکم دسمبر ۱۹۰۶ء کو ہوئی۔ آپ کا میدان ادب میں سخنوری ہے۔

رام رتن مضطر ایک شاعر کے علاوہ ایک صحافی کی حیثیت سے بھی خوب جانے پہچانے ہیں۔ مختلف اوقات میں مختلف اخبارات و رسائل سے صحافتی تعلق رہا ہے۔ "ان نثار امرتسر" جریدے کی مدت طویل تک ادارت کی اور صحافت کے میدان میں عملی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۸ء میں لاہور (موجودہ پاکستان) سے رسالہ "طور" بھی جاری کیا جس کے ذریعے ادب شاعری اور صحافت کی بے لاکھ اور قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔

سوڈھی گوریجن سنگھ کوشان

اصل نام گوریجن سنگھ سوڈھی اور کوشان نخلہ ہے۔ ۲۶ اپریل ۱۹۰۵ء کو آبائی وطن سنگت پورہ سوڈھیان ضلع پٹیالہ میں ہوئی۔ گھریلو حالات ناملازگار ہونے ہونے کے باعث ہائی اسکول کی تعلیم بیچ میں منقطع ہوگئی اور مزید تعلیم حاصل نہ کرسکے۔ مطالعہ جاری رکھا استعداد بڑھائی۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں روزگار کی جستجو نہ بھٹکتائے رکھا۔

سوڈھی گورنمنٹ سنگھ کوشان نظم و نثر تخلیق کرتے ہیں۔ شاعر اور ادیب
مین الہہ میدان صحافت میں بھی انھوں نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔
مختلف ادبی رسائل اور اخبارات سے وابستہ رہے۔ پشمالہ پنجاب سے ایک رسالہ
بہ عنوان "پھول باغ" جاری کیا اور ایک عرصے تک خدمت ادب و صحافت کی۔
"پھول باغ" بند کیا تولد ہیانہ میں ہفت روزہ "سچ" کی ادارتی خدمات انجام
دیتے رہے۔ بعد ازاں اس سے بھی الگ ہو گئے اور دیگر کئی اخبارات و رسائل سے
مختلف اوقات میں وابستہ رہ کر ادب اور ادبی صحافت کی گران قدر خدمت جاری رکھی۔

مدرسین دیپ

مدرسین دیپ جو کہ ایک طویل مدت تک دیپ ویروالوی کے نام سے دنیا سے
ادب اور صحافت میں مشہور رہے ہیں۔ اردو کے افسانہ نگار اور صحافی ہیں۔ آپ
کی پیدائش ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء کو ویروال ضلع امرتسر پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی
تعلیم وطن میں حاصل کی پھر ایم۔ اے۔ اور قانون کی سند حاصل کی۔ وکالت کو پیشے
کے طور پر اختیار کیا۔ ان دنوں ہیپی ہوم وشنونگر جگادھری ورک شاپ پیمانگر
(۱۲۵-۲) ہریانہ میں رہائش پذیر ہیں۔ پنجاب میں اردو صحافت کے میدان میں
ان کی عطا ناقابل فراموشی ہے جو اردو ماہنامے "شرن امرتسر" اور "لوک سیرا"
ان کی یادگار بھی ہیں اور صحافت کو عطا بھی۔

سلطان انجم

اصل نام محمد سلطان اور انجم تخلص ہے۔ ادب میں "سلطان انجم" کے نام
سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی پیدائش مالیر کوٹلہ ضلع منگروڑ پنجاب میں ۵ جنوری
۱۹۵۲ء کو ہوئی۔ گھریلو مالی حالات زیادہ سازگار نہیں تھے۔ اس لئے باقاعدہ
اعلیٰ تعلیم کے حصول کے ساتھ ملازمت کرنے پر بھی مجبور ہوئے۔ ہریانہ سرکار کے محکمہ
تعلقات عامہ میں ماہنامہ "نمبر ہریانہ" سے وابستہ ہو گئے۔ ایک عرصہ تک اس

اس کی ادارت میں شامل رہے۔ نائبین مدبر کے طور پر کام کیا اور ان دنوں بحیثیت مدیر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اردو اور فارسی میں ایم۔ اے ہیں۔ پی۔ ایچ ڈی کی سند کے لئے پنجاب یونیورسٹی جنڈیگڑھ سے اردو میں رجسٹرڈ ہیں اور پرم وار برٹش ہر کام کر رہے ہیں۔ آپ کی صحافتی خدمات " تعمیر ہریانہ " کے ادبی معیار کو ضمانت ہیں۔

ساحر سیال کوٹی

سیال کوٹی کی اس ادبی و صحافتی ہستی کا نام رکھبردا اس اور تخلص ساحر سیالکوٹی ہے۔ آپ کی پیدائش تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹی مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم وطن کے سانحے کے باعث آپ ہندوستانی پنجاب میں چلے آئے اور صحافتی و ثقافتی شہر جالندھر میں سکونت پزیر ہوئے جہاں آخری سانس تک رہے اور ۱۹۸۶ء کو یہیں انتقال کیا۔

ساحر سیالکوٹی ایک طرف " داغ دبستان سخن " کے نمائندہ شاعر کے طور پر پہچانے جاتے ہیں دوسری جانب ایک معروف ادبی صحافی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ آپ کی دنیائی صحافت قیام پاکستان سے پیشتر ہی روزنامہ " پرتاپ " " ملاپ " وغیرہ کے ذریعہ آباد ہو چکی تھی۔ مختلف اخبارات و رسائل کی ادارت کے فرائض مختلف اوقات میں انجام دیتے آئے ہیں۔ سب سے زیادہ عرصہ روزانہ " پرتاپ " جالندھر (پہلے لاہور) کی ادبی ادارت میں گرا حتیٰ کہ زندگی آخری ایام تک یہ صحافتی فریضہ ادا ہوتا رہا۔

فکر تھوسو

اسلام آباد توان (مکئی نام حوام لعل بھابی) اور فکرتھوسو۔ لکھی نام ہے۔ آپ کی پیدائش ۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو ضلع آباد ضلع مظفر میں بھابی میں ہوئی مگر جلد ہی ماہ کے تھے کہ والدین اپنے آبائی گورنمنٹ شہر آئے اور یہیں آپ کی پرورش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی بعد ازاں مظفر اور لاہور میں اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے۔ والد لالہ دھرم پت رائے کا ۱۹۳۰ء میں انتقال ہو جانے کے باعث آپ کو سلسلہ حصول تعلیم قطع کر کے ملازمین کے لئے سرگودھا چلا گیا۔ مختلف کام کے لئے بالآخر سہارن پور کو بطور پیشہ اختیار کیا اور تادم انجمن سے با واسطہ تعلیم رکھی۔ ۱۹۴۷ء میں تادم انجمن میں آپ مدرسہ بنائے گئے۔ بھابی نے اہم مقامی شہر سہارن پور میں رہے۔ ۱۹۵۲ء میں بہار سے دہلی منتقل ہو گئے اور تادم انجمن میں رہے۔ ۱۹۵۷ء کو دہلی میں انتقال ہو گیا۔

فکرتھوسو۔ لکھی نام میں سہارن پور سے تادم انجمن میں تشریف لائے گئے۔ ان کی تادم انجمن کے دائرے سے نکل کر سہارن پور میں تادم انجمن اور اردو ادبی سہارن پور وہاں کے رہنے کے لئے آئے۔ یہی سہارن پور میں تادم انجمن میں رہے بھابی کی اردو سہارن پور کا چمن زار ان کی خوشبو سے مہکا ہے۔ ان کا موضوع طرز و سہارن پور سہارن پور ہے۔

۱۹۳۱ء میں سہارن پور بھابی کے اخبار "کنار" میں ملازمت سے ان کی سہارن پور زندگی آغاز ہوئی ہے۔ "میں کی موت" (لاہور) سے وابستہ رہے۔ پھر "ادب لکھا" لاہور میں ملازم ہو گئے۔ یہیں سے آپ کی سہارن پور ادب کو خاطر خواہ دخل حاصل ہوا۔ احمد لکھی کی "دور" "ادب لکھا" کے مدیر رہے۔ انہیں دکن مظفر میں کی شاکت سے "سہارن پور" نکالا۔ ۱۹۵۷ء

میں فکر تھوس۔ کا نام ادبی سہائت کے حامد حامد ادبی دنیا میں بھی روشن
 کیا۔ تاسم وطن میں یہ سب قوت کرپا اور وطن چھوڑا۔ حامد مریم ادبی
 میگزین اور "ناول" مکتوب حامد مریم کی صیت میں جاری کیے۔ "ملاپ"
 میں لکھنے لگے۔ پھر وہ ملی آئے تو "ملاپ" "بھونک" "بھونک" (ماہ
 نامہ) ملاپ "بھونک" سے واپس ہو گئے۔ "بھونک" "بھونک" "بھونک" (ماہ
 نامہ) ملاپ "بھونک" سے واپس ہو گئے۔

فیض سرحدی

اصل نام بلونت سنگھ اور تخلص و صحافتی نام فیض سرحدی ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۲۶ء میں موضع پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے دسویں جماعت کا امتحان پاس کر کے تعلیمی سلسلے کو منقطع کر لیا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم وطن کے نتیجے میں وطن کو خیرباد کہا اور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کو چھوڑ کر ہندوستان مشرقی پنجاب میں چلے آئے۔ پشوالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً بیس برس کے طویل عرصے تک نامساعد حالات سے لڑتے رہے اور جیسے تیسے زندگی گزارتے گزرتے رہے۔ بالآخر ۱۹۶۲ء میں محکمہ السنہ پنجاب سے وابستگی نصیب ہوئی۔ حصول تعلیم کا شوق اب بھی مرا نہیں تھا چنانچہ اس ملازمت میں آجانے کے بعد انھوں نے حصول تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ ملازمت کے متوازی رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

فیض سرحدی صاحب بنیادی طور پر شاعر ہیں اور شرمین بھی لکھتے ہیں۔ اردو صحافت میں بھی فیض سرحدی نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ محکمہ السنہ پنجاب کے ماہنامہ "پرواز ادب" کے مدئون مدیر رہے ہیں۔ "پرواز ادب" کے صحافتی و ادبی معیار میں آپ نے خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ "پرواز ادب" کے کئی ایک خاص نمبر بھی آپ نے نکالے ہیں۔ فیض سرحدی کی صحافتی خدمات "پنجاب میں اردو صحافت" میں اہم اور قابل ذکر ہیں۔

قمیس جالندھری

اصل نام لالہ امر چند اور قمس جالندھری قلمی و شعری نام ہے۔ آپ کی پیدائش اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بستی کلان ضلع ہوشیارپور پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور گئے جہاں سے سناتن دھرم کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کیا۔

قمس جالندھری بنیادی طور پر شاعر ہیں البتہ ادبی صحافت میں ان کی عطا قابل ذکر ہے۔ انہوں نے کئی ہفت روزہ اخبارات کی ادارت کی اور کئی جرائد کی ادارتوں سے وابستہ رہ کر بھی اردو صحافت کی برسوں خدمت کی ہے۔ روزنامہ "ملاپ" جالندھر پنجاب کے ساتھ بھی وابستہ رہے اور اس کی ادارت کی۔ ان کی صحافتی سرگرمیاں پنجاب میں اردو صحافت کے میدان میں نادر انداز نہیں کی جا سکتیں۔

گویال منٹل

گویال منٹل کی پیدائش مالیر کوٹلہ، ضلع منگروڑ (مشرقی پنجاب) میں لالہ ولایتی رام کے یہاں ۶ جون ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ مالیر کوٹلہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور لاہور سے اعلیٰ تعلیم پائی۔

گویال منٹل شاعر بھی ہیں ادیب بھی اور صحافی بھی۔ اردو صحافت میں پنجاب کے حصے میں گویال منٹل کا نام رسالہ "تحریک" (دہلی) نے زندہ جاوید کر دیا ہے۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں "تحریک" دہلی سے جاری کیا۔ ۱۹۸۲ء میں یہ بند ہو گیا۔ اردو ادبی صحافت میں تحریک کی عطا قابل ذکر ہے۔

رسالہ "تحریک" کے علاوہ بھی گویاں مثل مختلف رسائل و اخبارات سے وابستہ رہ کر خدمت صحافت و ادب میں منہمک رہے۔ ان میں 'صبح امید' قابل ذکر ہے جسے لدھیانہ سے گویاں مثل نے جاری کیا جو ایک ہی شمارہ نکلتے کے بعد بند ہو گیا تاہم یہ ایک ہی شمارہ اس قدر مصیاری تھا کہ بابائے اردو عبدالحق ایسے صاحب نظر نے بھی اس کی تعریف کی۔ 'گویاں مثل' نے بابائے اردو کے بیان پر فخر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ —

"سب سے بڑی داد مجھے اس شاعرے کی ہے ملی کہ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنے سہ ماہی رسالہ "اردو" میں اس پر تبصرہ کیا۔ تبصرہ مجموعی طور پر ہمارے حق میں تھا" (۱)

"تحریک" اور "صبح امید" کے علاوہ گویاں مثل نے ابتدا میں "پارس" (لاہور) "ملاپ" (پہلے لاہور بعد ازاں - اندھرو دہلی) بھارت ماتا (لاہور) وغیرہ میں بھی کام کیا ہے۔

میلا رام وفا

میلا رام نام اور وفا تخلص ہے۔ آپ کی پیدائش ۲۶ جنوری ۱۸۹۵ء کو موضع دیہو کے ضلع سیالکوٹ مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اور پھر سیالکوٹ میں ہائی اسکول تک حاصل کی جس کے بعد ۱۹۱۳ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور چلے آئے مگر اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر کے اخبار نویسی پر مامور ہو گئے۔ لاہور میں علامہ ناز ورنجیب آبادی آغا حشر کاشمیری ہری چند اختر اودے سنگھ شائق مسٹر منوہر سہائے انور مولانا شادان بلگرامی عدلیہ شادانی وغیرہم کی صحبتوں نے میلا رام وفا کو نہ صرف سخن کی زلفین سنوارنے کے سلیقے سکھائے بلکہ ان کی صحافتی تربیت بھی پردہ ادب میں ہوتی

جلی گئی۔ نتیجہً آپ مختلف ادبی و غیر ادبی اخبارات و رسائل سے صحافی و ادبی سطحوں پر کس نہ کس طرح وابستہ رہے۔ آزادی وطن کے بعد آپ ہندوستانی پنجاب میں آکر آباد ہو گئے جہاں ادب اور صحافت کی خدمت جاری رکھی۔

میلہ رام وفات سے سیاست سے بھری اخبار نویس کا جو کام کیا ہے وہ ان کی صحافت اور شاعری دونوں کے لئے مفید کم مضر زیادہ ثابت ہوا۔ وہ اس طرح کہ جو وقت وہ اخبارات لکھتے ہیں صرف کرتے تھے اگر صحافت اور ادب پر خرچ کرتے تو اور زیادہ خدمت صحافت و ادب کی کر سکتے تھے۔ شاید اس لئے علامہ تاجور نجیب آبادی نے بھی اسی احساس کم مائیگی کا بیان یوں کیا ہے —

"علامہ تاجور نجیب آبادی کہا کرتے تھے کہ پنڈت میلہ رام وفا قدرت سے شاعر پیدا ہوئے مگر ان کی شاعری کو اخبار نویس نے خراب کیا اور ان کی اخبار نویس کو ان کی سیاست نے۔" (۱)

ڈاکٹر نریشی

نریشی کا رامپل نام نریشی تخلص ہے۔ آپ کی پیدائش ۷ نومبر ۱۹۲۲ء کو محلہ دھیران مالیر کوٹلہ میں ہوئی۔ آپ کے دادا ریکھی رام ایل نواب آف مالیر کوٹلہ کے عدلیہ عہدیدار تھے۔ والد دینا ناتھ ایل موٹی بازار مالیر کوٹلہ میں کپڑے کی دوکان کرتے تھے جسے اب آپ کے برادران دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر نریشی نے ایم۔ ڈی۔ پی۔ پی۔ ہائی اسکول مالیر کوٹلہ سے میٹرک اور سرکاری کالج مالیر کوٹلہ سے بی۔ اے کرتے کے بعد پنجاب یونیورسٹی جنڈی گڑھ سے ہندی

(۱) پنجاب کے استاد غزل گو شعراء رتن پنڈوری مشمولہ "پرواز ادب" غزل نمبر

ماہنامہ شعلہ نمبر ۵/۱ جلد نمبر اول صفحہ ۲۷ اور ۱۸۔ حوالہ

اگست ۱۹۷۹ء ڈائریکٹر بھٹنا و بھام۔ پنجاب پشالہ۔ پنجاب

میں طلائی طعنے کے امتیاز کے ساتھ ایم۔ اے کیا اور ایوننگ کالج یونیورسٹی میں ہندی کے لیچکر کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ بعد ازاں پی۔ ایم ڈی کی۔ اردو ایم قے امتیاز سے پاس کیا۔

آپ بنیادی طور پر شاعر ہیں تاہم ادبی صحافت سے بھی آپ کی وابستگی قابل ذکر ہے۔ آپ نے کمال الدین کمال مالیر کوٹلوی کی شاگردی میں جہان اردو سے والہانہ محبت کرنا سیکھا وہیں اردو ادبی صحافت کے میدان میں اس محبت کا عکس چھوڑا۔ مالیر کوٹلہ سے ایک رسالہ "شاہین" کے نام سے جاری کیا۔ اس میں ہر بار معیاری شعراء وادباء کا کلام اور تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ مالیر کوٹلہ کی ادبی صحافت میں اس رسالے کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ برسوں ادب و صحافت کی خدمت کرنے کے بعد "شاہین" بند ہو گیا اور اپنے نقوش بہان کی ادبی صحافتی دنیا میں نقش کر گیا۔ جب جب "شاہین" کا تذکرہ آئے گا تب تب ڈاکٹر نریش کے نام کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

ہربھگوان شاد

ہربھگوان داس شاد کی پیدائش اکتوبر ۱۹۲۲ء کو راولپنڈی مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ایک معزز ہندو گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ تقسیم وطن کے وقت ۱۹۴۷ء میں مغربی پنجاب پاکستان سے ہندوستان میں مشرقی پنجاب کے صحافتی شہر جالندھر میں آکر مستقل مقیم ہوئے اور ہند سماچار گروپ آف نیوز پیپرز میں اردو اخبار روزانہ ہند سماچار جالندھر سے بطور صحافی وابستہ ہوئے۔ صحافت ہی آپ کا شغف اور ہنر بھی ہے اور پیشہ بھی۔ دہائیں کی مدت پر محیط صحافتی عملی زندگی کے زریعے اردو صحافت میں نہ صرف نام کمایا ہے بلکہ صحافت اردو میں خاطر خواہ حصہ ڈالا۔ "ہند سماچار" اخبار کے ادبی کالم اور سنڈے ایڈیشن کے ادبی صفحات کی تمام تر ادبی زینت ہربھگوان شاد کی ادبی و صحافتی کوششوں سے بنتی رہی ہے۔

ہما ہرنالوی

اصل نام مہتہ برہم دت اور قلمی نام ہما ہرنالوی ہے۔ آپ کی

پیدائش ۲۸ جون ۱۹۱۸ء کو بمقام راولپنڈی مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان)

میں ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم پنجاب کے سانحے سے متاثر ہوکر ہندوستان

مشرقی پنجاب میں چلے آئے اور ہمیشہ کے لئے بہمن^{کے} ہوکر رہ گئے۔ برسوں تک

غیر سرکاری ملازمتوں میں رہے۔ ملازمتی سلسلے جھڑے تو میدان صحافت میں

آنکلیے۔ آپ بنیادی طور پر شاعر ہیں اور ۱۹۴۵ء میں جوش ملیحانی کے شاگرد

ہوکر دبستان داغ میں باقاعدہ داخل ہو گئے۔ آپ کی شاعری نے آپ کی اردو

صحافت کو ادبی صحافت کا درجہ دیا۔ زیادہ عرصہ روزنامہ "پرتاپ" جالندھر

(پہلے لاہور) کے ساتھ ادبی صحافت میں خدمت کرتے ہوئے گزارا ہے۔

باب چہارم

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو انشائیہ،

مضمون نگاری و طنز و مزاح

اردو طنز و مزاح نگاری میں پنجاب کی عطا ناقابل فراموش اور مرکزی ستون بنا ہے۔ سید احمد شاہ، پطرس بخاری، کرشن چندر، فکر تونسوی، کھپا لال کپور، پروفیسر عبدالعزیز سالک، ڈاکٹر شفیق الرحمان، امتیاز علی تاج، میاں عبدالعزیز فلک پٹیا، ڈاکٹر منجھن سنگھ دیوانہ وغیرہ صاحبان نگارش نے پنجاب میں اردو طنز و مزاح کا باغ نہ صرف لگایا بلکہ اسے پروان چڑھا کر اسے سرسبز و شاداب بھی کیا۔

1947ء میں ملک کی تقسیم نے اردو طنز و مزاح پر گہرا اثر ڈالا۔ ہندوستانی پنجاب میں جہاں اردو گردن زدنی تھی، اردو ادب کا دائرہ سمٹ کر محض ایک نکتے پر آگیا تھا۔ دو اہم نام کھپا لال کپور اور فکر تونسوی ایسے ہی جو آزادی اور تقسیم سے پہلے سے اپنا مقام بحیثیت ادیب قائم کر چکے تھے۔ ان کی طنز و مزاح نگاری ابھر کر بہن منظر پر آگئی تھی۔ مگر دراصل ان کی طنز و مزاح کی دنیا صحیح معنی میں آزادی کے بعد آباد ہوتی ہے۔ اور انہیں کے ساتھ قبل آزادی کی نسل ختم بھی ہو جاتی ہے۔ نئی نسل میں موجودہ پنجاب میں اردو طنز و مزاح کا دامن نہایت تنگ اور سکڑا ہوا ہے۔ لے دے کے ایک نام پر رام لال ناہوی۔ موصوف 1947ء کے بعد پنجاب میں اردو طنز و مزاح کے چراغ کی لو کو اپنے قلم کے ہاتھوں کی اوٹ دے کر نہ صرف بجھنے سے بچایا ہے بلکہ خون جگر سے چراغ کے تیل کا کام بھی لیا ہے۔ اس باب میں ہم آج ان طنز و مزاح نگاروں کے فن اور شخصیت کا تذکرہ قلم بند کرتے ہیں۔

(1) کھپا لال کپور

(2) فکر تونسوی

(3) کرشن چندر

(4) عبدالمجید سالک

(5) رام لال ناہروی

تفصیلی تذکرہ و تبصرہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے -

.....

کسبیا لال کپور کی پیدائش 27 / جون 1910ء کو چک 498 تحصیل

سفندری ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) ضلعی پنجاب (موجودہ

پاکستان) میں ہوئی۔ والد کا نام لالہ مہری رام کپور پیشہ دوکان داری تھا۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ گاؤں کے اسکول سے پرائمری (Primary)

پاس کیا۔ 1928ء میں سرکاری ہائی اسکول کالبہ سے میٹرک (Matric)

پاس کیا۔ بعد ازاں انٹر میڈیٹ کا امتحان ڈی.ایم. کالج موگا (موجودہ

وظیفہ پایا۔ 1933ء میں ڈی.ایم. وی کالج سے بی.اے درجہ اول میں پاس کیا۔
تحصیل، ضلع لدھیانہ) سے اول درجے میں پاس کیا۔ 1934ء میں

ایم. اے انگریزی میں سرکاری کالج لاہور سے درجہ دوم میں پاس کیا۔

تقسیم پنجاب (1947ء) تک ڈی.ایم. وی کالج لاہور میں انگریزی کی تعلیم

دیتے رہے۔ تقسیم وطن کے بعد ڈی.ایم. وی کالج موگا (پکے از تحصیل

ہائے ضلع لدھیانہ، پنجاب، ہندوستان) میں 1947ء تا 1962ء پروفیسر

رہے۔ 1963ء تا 1964ء وائس پرنسپل (Vice - Principal)

رہے بعد ازاں پرنسپل ہو گئے اور 1973ء میں امیو عہدے پر ریٹائرڈ

ہوئے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد موگا سے جالندھر جون 1978ء میں منتقل ہو گئے۔

حالانکہ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ جب تک ہندوستان "لاہور" کا شانی

پیدا نہیں کر لیتا/ وہ موگا سے ہجرت نہیں کریں گے اور جالندھر لاہور

کا ثانی بھی نہیں بن سکا پھر بھی انہیں نے موگا کو خیر آباد کہہ کر

جالندھر میں سکونت اختیار کی۔ جالندھر سے اواخر عمر میں کپور صاحب

پڑنہ، مہاراشٹر چلے گئے اور وہیں کے مورھے - ع پہنچی وہیں پہ غای

جہاں کا خیر تھا، 5 / مئی 1980ء کو یہیں انکا انتقال ہو گیا۔

کسیا لال کپور نہ صرف پنجاب کے صف اول کے ادیب اور طنز و مزاح نگار 57
 ہی بلکہ وہ دنیائے طنز و مزاح کے صف اول کے لکھنے والے ہیں۔ ان
 کی ادبی زندگی کا آغاز ہندو ہوسٹل لاہور سے ہوا جہاں کرشن چندر
 اور مہندر ناتھ بھی اقامت پذیر تھے۔ کرشن چندر کے ایسا پر کپور صاحب
 نے لکھنا شروع کیا تھا۔ انکی طنز نگاری کی ابتدا 1938ء میں ان کی
 مزاحیہ تحریف (پیروڈی) "خفقان" سے ہوئی جو کہ کرشن چندر کے
 افسانے "ہرقان" کی پیروڈی تھی۔ اس میں کرشن چندر کی جذباتیت
 کا خاکہ اڑایا تھا۔ بقول رام لال نابھوی اسے یہ اتفاق رائے تلف کر دیا
 گیا تھا کہ کپور صاحب کی دوسری تخلیق ان کا مضمون "چینی شاعری"
 تھا جس میں چینی شاعری کو ہدف مذاق بنایا گیا تھا۔ یہ 1937ء میں
 "ادب لطیف" لاہور کے سالنامے میں شامل اشاعت ہوا تھا۔ 1942ء
 میں کپور کے طنزیہ و مزاحیہ مضامین کا مجموعہ "اولین سنگ و خشت"
 کے عنوان سے مکتبہ جدید لاہور سے شائع ہوا۔ 1943ء میں ان کا
 ایک مضمون "غالب جدید شعرا کی مجلس میں" "ادبی
 دنیا" لاہور کے سالنامے میں چھپا۔ جس نے انہیں اس قدر شہرت
 عزت، مقبولیت اور عظمت دلائی کہ اس کے بعد صف اول کے طنز
 نگاروں میں انہیں لا کھڑا کیا۔ اسکے بعد یکے بعد دیگرے ان کے
 طنزیہ و مزاحیہ مضامین کے دس مجموعے منظر عام پر آئے۔ جن کے

نام یہ ہیں۔

1. سنگ و خشت

2. شیشہ و تیشہ

3. جنگ و رہاب

4. نوک نشتر

5. بال و پر

حاشیہ

ص ۱۱۱ لال کپور، بحیثیت طنز و مزاح نگار، رام لال نابھوی، شمولہ
 ماہنامہ "پرواز ادب" کتب خانہ کورنگہ، ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۱۰۹، جلد ۷، سکن ۹-۱۰

علاوہ ازیں تین مزید تصانیف ہیں جن میں دو اردو ایک پنجابی زبان میں ہیں -

1. کامریڈ شیخ چلسی (اردو زبان میں)

2. نم گم (ایضاً)

3. تل پھل (پنجابی زبان میں)

کھپا لال کپور کی طنز و مزاح نگاری کی زبان سادہ و سلیس اور عام فہم ہے۔ ان کے ہاں ترسیل و ابلاغ کی خوبی قاری کو تحسیر کی گہرائی و گیرائی تک بہ ہزار آسانی پہنچا دیتی ہے۔ فن کی یہ رسوائی کپور صاحب کی بڑائی ہے۔ کپور صاحب ایک ماہر نبض شناس کی طرح معاشرے کی نباض کرتے ہیں۔ بلکہ جراحی کا عمل بھی ان کے ہاں کار فرما ہے۔ اصلاح معاشرہ کے لئے گرد و پیش میں پھیلی معاشرتی بیماریوں کا علاج طنز و مزاح کے نستر پر شفا کے ذریعہ اس طرح کرتے ہیں کہ جراحات کسا عمل اہل معاشرہ کو محسوس بھی نہیں ہوتا اور وہ کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر وزیر لقا نے ان کی اس خوبی کو بجا طور پر ہی سراہا ہے —

” کپور کا طنز ایک سرجن کے عمل جراحی کی طرح

ہے جو ادب اور زندگی کی ناہمواری اور غہر

ضروری جذباتیت کے مظاہر کو دیکھتے ہیں اور

اپنے نثر سے ان ناموری کو آہستگی سے جھڑ

دہتے ہیں اس طور سے فاسد مادہ بہہ جاتا ہے

اور زخم مندمل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ان کے

— ڈاکٹر وزیر لقا

ان کے عمل جراحی میں ایک فطری نفاست اور تیزی ہے

اور جو عموماً مریض کو اس درجہ مبہوت کر دیتے ہیں کہ

عمل جراحی کا آغاز کرتے ہیں کہ مریض کو نشتر کی جراحت

تک محسوس نہیں ہوتی ۔"

کیور صاحب نے نہ صرف طباشیر کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا بلکہ ساتھ ہی

انہونے اردو ادب و شعر کے رستے ہونے زخموں کے فاسد مادے کو بھی

نکال پھینکے کا عمل سر انجام دینے کی مساعی جمیلہ کیں ۔ "چینی شاعری"

میں دراصل اہل چین کی شاعری اصلاً ہدف طنز نہیں ہے بلکہ اردو شاعری

بالخصوص ترقی پسند تحریک کی شاعری اور آزاد روی کی شاعری کی

بے راہ رویوں پر کڑا اور مام باب حملہ کیا ہے ۔ جس کا واحد مقصد اصلاح

اور صحیح توازن قائم کرنا ہے ۔ جناح احمد جمال پاشا رقم کرتے ہیں۔

"چینی شاعری "سنگ و خشت" میں کھپا لال کیور

نے ترقی پسند اور آزاد شاعری میں عدم توازن اور

بے راہ روی کو نشانہ بنایا ہے ۔ انہوں نے جن چینی

شاعروں اور جس شاعر کا ذکر کیا ہے اس کا چین سے

کوئی تعلق نہیں ۔ "چینی شاعری" کی آڑ میں اردو

شاعری کی خامیوں کا کیور نے مذاق اڑایا ہے ۔"

کھپا لال کیور کا فن طنز و مزاح اردو طنز و مزاح کی تاریخ کا سنگ میل

بھی ہے اور سرمایہ بھی ۔ ان کے نام بالا قدر کے بغیر کسی طور بھی اردو

طنز و مزاح نگاران فن کی کوئی بھی فہرست پوری نہیں کہی جاسکتی ۔ کیور

صاحب کے فن پر گفتگو کے لئے الگ سے وقت اور تحریر کے لئے کم از کم ایک

حاشیہ۔

احمد جمال پاشا ، کھپا لال کیور — شخصیت اور فن — شدلہ از

پرواز ادب کھپا لال کیور نہر ۔ ستمبر اکتوبر 1985ء ۔ شمارہ 9-10/جلد 7

صفحہ 19 ۔ بھاشا بھاگ پنجاب ۔

مکمل کتاب کی تیاری کا موضوع درپیش ہے - چنانچہ ہم ذیل میں انکی طنز و مزاحیہ تحاریر میں سے مختصراً چند اقتباسات پیش کرکے خلاصہ کلام کو اختتام پذیر کرتے ہیں - ملاحظہ کیجئے ، اقتباسات —

(1) "چینی شاعری میں "شین ٹانگ" چینی شاعر کی نظم "خودکشی"

گل میں نے خود کشی کرنے کی ٹھانی

میں نے زہر خود خریدا

میں سمندر کے کنارے پر گیا

میں نے اپنے کپڑوں پر پشیرل ڈالا

میں زہر کی گولی کھا کر

اپنے کپڑوں کو آگ لگا کر

سمندر میں کود جانا چھاتا تھا

تو مٹا مجھے خیال آیا

کہ وہ مصائبی جو تمہاری بہن نے تمکو بھیجی تھی

میرے مرنے کے بعد تم اکیلی ہی کھا جاؤ گی

میں نے خود کشی کا خیال ترک کر دیا

اور سیدھا گھر چلا آیا۔ —

(2) اسی مجموعے سے ایک اور چینی شاعر "یانگ یانگ شین"

(کی نظم دیکھئے —

سوچ کی ٹھنڈی ٹھنڈی کرنی مجھے بچپن کر رہی تھی

خزاں آگئی

طرح طرح کے پھول کھلے

بلبل گا رہی ہے - مگر انا

مجھے کس قدر بھوک لگ رہی ہے -

(3) "اردو افسانہ نویسی کے چند نمونے" مضمون میں ترقی پسند تحریک

سے متاثرہ افسانہ نگاروں کی بے راہ روی پر کڑی جوٹ کی گئی ہے۔ حالات

بجائے نہ تھے۔ لکھتے ہیں۔

"آج کل شعرا کی جگہ افسانہ نویس نے لے لی

ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہمیں

مرحوم اقبال کا نعم البدل نہیں مل سکا لیکن

منشی پرہم چند کے ایک سے زیادہ جانشین

پیدا ہو چکے ہیں۔"

(از سنگ و خشت)

"سنگ و خشت" میں ایک اور شاہکار بیروٹی ہے۔ جسکا عنوان ہے۔

"غالب جدید شعرا کی مجلس میں"۔ اسی کپور صاحب نے اپنے ہم عصر

جدید شعرا کی کی ناہمواریوں کو ہدف تحریر بنالیا ہے۔ مرزا غالب کا

دور جدید کے شعرا کی ایک مجلس میں انتظار ہو رہا ہے۔ مرزا موصوف

جنت سے تشریف لاتے ہیں اور شریک مجلس ہوتے ہیں۔ مجلس کے صدر

ن م راشد ہیں۔ مرزا جنت کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہاں

اگرچہ ہزارہا آرام میں مگر شعر وہاں نہیں کہہ پایا۔ غالب شمع کی

نرمائش کرتے ہیں مگر انہیں بتایا جاتا ہے کہ بجائے شمع شاعر کے، انہیں

پچاس کنڈل پاور کے بجلی کے لیمپ کے سامنے شعر پڑھنے میں گئے۔

مجلس میں شریک جدید شعرائے ہم عصر کے اسٹائے اصل کو بھی تحریف

(Parody) کے فعل سے گذارا گیا ہے۔ جنکی صورت میں ہو گئی ہے۔

بعد از تحریف

(4) شاعر کا اصل نام

قربان حسین خالص

تصدق حسین خالد

فیض احمد فیض

فیض احمد فیض

میرا جی

میرا جی

راجا عہد علیخان

راجا مہدی علی خاں

بکرم جیت ورما

اندراجیت شرما

رفیق احمد خاگر

رفیق احمد خاور

م - ن - ارشد

ن - م - راشد

(از "قالب جدید شعرا کی مجلس میں — از سنگ و خشت)

اسی مضمون میں مختلف شعرا کے کلام پر نظمہ تحریف (Parody) کی گئی ہے۔ سب کی مثالی طوالت کا باعث ہوئی گی۔ اس لئے محسوس ایک مثال دیکھئے —

(5) نفسی احمد نیز کی نظم "تہنائی" کا عنوان کپور صاحب

نے "لگائی" کیا اور

بھر کوئی آیا دل زار نہیں کوئی نہیں

راہ رو ہوگا کہیں اور چلا جائے گا

کو یہ Parody کیا ہے

نون بھر آیا دل زار نہیں نون نہیں

مائیکل ہوگا کہیں اور چلا جائیگا

(ایضاً)

فسادات نہ صرف آزاد ہندوستان کے رستے ہوئے ناسور ہیں بلکہ قبل آزادی یا بوقت آزادی بھی ملک کی تقسیم کے ذمہ دار ہیں۔ شعرا و ادبا نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ کنہیا لال کپور نے بھی گلں سے دامن نہیں بچایا اور خوب لکھا ہے۔ "خنگ و رباب" مجموعے میں "خارستان" کے عنوان سے شامل پیروڈی اسی موضوع پر محیط ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجئے —

(6) "خارستان میں پچاس فیصد لوگ نیم پاگل ہیں۔

لیکن خارستان میں ایک بھی پاگل خانہ نہیں

ہے۔ یہ لوگ جھوٹی جھوٹی باتیں پر ایک ٹومرے

کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں.....

خارستان میں — سے عجیب الخلق انسان

"راہنٹا" بھی..... ان کا شغل تمام بازی

ہے - یہ نوک..... ان کو آپس میں لڑاکار

اپنے لئے تفریح کا سامان مہیا کرتے ہیں -"

(از خارستان شمولہ — جنٹ و رباب)

باغ و بہار (قصہ چہار درویش — میر امن) کی تحریف (Parody)

بفتوان چار منگوں کی داستان "انکے مجموعے "نوک نشتر" کی اہم

تحریر و تحریف ہے - اسی مجموعے کی آخری اور اہم تحریف و تحریر

ہے — "اردو ادب کا آخری دور" - اسکا Pellam انداز کدوانا محمد

حسین آزاد کی "آب حیات" سے متاثر ہے - جس میں اردو شاعری

او پانچ ادوار میں منقسم کیا گیا ہے - پھر صاحب نے آزاد صاحب کی

طرز ادا کا جریہ اتارتے ہوئے اپنے مہد کے شعرا کو پانچ ادوار میں

بانٹ کر "آب حیات" کے انداز پر یہ زبان تحریف Parody پیش کیا ہے

کمال فن یہ میکہ خود کو ہدف تیر تحریف Parody بنانے سے تھی جو کہ

چنانچہ خود کے بارے میں کہتے ہیں کہ —

(7) "آپ کی ذات صنف طائر پر سب سے بڑی طائر

تھی - صرف ایک کام کا مضمون لکھا جو

"غالب جدید شعرا" کی مجلس میں" کے عنوان

لے مشہور ہوا - بقول اعجاز بٹالوی انکا

پیشہ اوائل عمر میں پگڑی اچھالنا اور

وقت پیری میں پگڑی بندھوانا تھا — صحیح

زبان لکھنے کی کٹی بار کوشش کی لیکن

کامیاب نہ ہو سکے — مقبرہ ہوگا میں

بنا لوح تربت پر یہ شعر کدہ تھما

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا گلہری سے

تجربہ سے شعر کہنا سیکھتا تھا

(از اردو ادب کا آخری سفر — شمولہ نوٹ نشتر)

64

مولانا آزادؒ کی سرکھلا آواز اور مشہور و معروف تصنیف ”تبار خاطر“ پیر
Peasdy بالی سر مجموعے میں شامل ہے اور کپور صاحب کے شامکاری
میں سے ایک ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے —

”گبار کہانت“

(8)

(بنڈتابل کلام آجاد سے ماجرت کہانت۔)

موت تم! — اردو کا جنازا اسی ویرانی میں ٹھکانے
لگا دیا گیا جہاں غالب مرحوم کی قبر ہے — جن حجرات
نے اس جناجے کو کندھا دیا ان سب میں یہ فکر پیش پیش
تھا۔ ہندی جہان میں ع. غ. ظ. سے ہی مفکود
ہی۔ اگر ان شورا کے اشار ہندی میں لکھے جائیں
الفا جیو گریب شکلی اکھتار کر لیتے ہی۔ سال
کے طور پر ”گالب کے ازیں گئے پرچے۔“ کا باکس منہ
سے جاوٹے گالیں۔ ”منے سے گج نشات ہے کس
روسا کو۔“ صاف جاہر ہے کہ یہ اشعار ہندی
میں نہیں لکھے جا سکتے — آپ کا

بنڈت اپ بل کلام آجاد — ”

(از گبار کہانت“ شمولہ بال ویر)

تمت بالخیر

اصل نام رام نرائن اور مکتبی نام رام لال بھاشیہ تھا۔ "فکر" تخلص اور "تونسوی" نسبت وطنی ہے۔ آپ اول اول شاعر تھے اور 1947ء میں "پہولے" نامی پہلا اور آخری شعری مجموعہ لاہور سے شائع کیا تھا۔ بعد ازاں شاعری تو باقاعدہ ترک کر دی مگر تخلص "فکر تونسوی" تا دم آخر جی کا ہی اختیار کرتے رہے۔ آپکی پیدائش تونسہ شریف، مغربی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں 7/ اکتوبر 1918ء کو لالہ دھنپت رائے "صدر منشی" کے ہاں ہوئی۔ دراصل پیدائش شجاع آباد کی تھی جہاں سے چند ہی دنوں بعد یہ خاندان اپنے آبائی قریبی قصبہ تونسہ شریف آگیا یہی وطن ہوا۔

ابتدائی تعلیم گھر پر اور درجہ ہشتم تک مڈل اسکول گروہ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں حاصل کی۔ اور ایف۔ اے ہال اول پاس کر کے دوسرے سال میں پہنچے ہی تھے کہ انکے والد لالہ دھنپت رائے کا انتقال ہو گیا۔ نتیجتاً تعلیم ادھوری چھوڑ کر تلاشِ معاش میں سرگرداں ہو گئے۔ یہ 1936ء کا زمانہ تھا۔ فکر کو فکرِ معاش نے بہت پریشان کیا۔ اور در بہ در کی خاک جھاننے کے بعد لاہور میں ہائے استقامت جما لیا۔ مختلف قسم کے پاڑ بیلے اور بالآخر لاہور کے مکتبہ اردو میں ملازم ہو گئے۔ "ادی دنیا" لاہور اور "ادب لطیف" سے وابستہ رہے۔ علاوہ انہی دیگر غیر ادبی جرائد سے بھی تعلق رہا۔ جن میں من کسی، موج "قابل ذکر ہے۔ بعد ازاں معروف افسانہ نگار کی معیت میں دو ماہی رسالہ "سویلا جاری کیا۔ اس نشیہ ادبی پرچے نے دنیا کے ادب میں نہلکے مچا دیا اور فکر کو فرس سے فرش پر پہنچا دیا۔ یہ ہی وہ زمانہ ہے جب انکی شاعری مشہور ہوئی اور وہ فکر تونسوی کے نام سے چہار واندی

1947ء میں ملک پر عتابِ تقسم نازل ہوا اور پنجاب بھی دو حصوں مشرق و مغرب میں بٹ کر رہ گیا - اہل الذکر ہندوستان میں آگیا اور موخر الذکر پاکستان کے حصے میں گیا - ہزاری مہاجرین ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کی ہجرت پر مجبور ہوئے ان میں فکر تونسوی بھی ایک تھے - چنانچہ لاہور کو دائمی مقام کیا اور جالندھر چلے آئے - چند برس یہاں رہے مگر یہ شہر بھی انہیں زیادہ دیر روک نہ سکا - چنانچہ جالندھر سے 1952ء میں دہلی چلے آئے اور پھر بھی کئے ہوئے گئے -

اواخر عمر میں فکرِ فکرِ تونسوی فالج کے شکار ہوئے پکے بعد دیگرے تین حملے فالج کے ہوئے - پہلے اور دوسرے میں سنبھل گئے مگر تیسرا حملہ آخری ثابت ہوا - پہلے صفدر جنگ اسپتال ملی اور بعد ازاں جی۔بی۔ہینٹ اسپتال میں داخل کرائے گئے جہاں 12/ستمبر 1987ء کی شب دو بجے انکے مرغ جان نے قفسِ عنصری سے دائمی اڑان بھری اور انتقال ہو گیا - اس طرح آسمانِ اردو طنز و مزاح کا یہ درخشندہ شہابِ ثاقب ایک شام نہ خموشی اور اک جمود ہیے حساب اپنے چہرے پر چھوڑ کر جا کر چھوڑ کر ہم سب سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا -

" دیر تک سرگوشیاں کرتے رہے اہل جمال

پھر مڑتا ہی رہا لہری پہ آدم کا سوا ل

ایک میناٹا مگر دیتا رہا اسکا جواب

ایک شاہانہ خموشی اک جمود ہیے حساب

(فکر)

فکر تونسوی بنیادی طور پر شاعر تھے۔ اور 1947ء میں "پہلے" کے نام سے ان کا پہلا اور آخری شعری مجموعہ بھی لاہور سے طے عام پر آیا ہوتا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنا مافی الضمیر بجا طور پر ظاہر نہ کرسکتے کے باعث سخن وری کو خیر آباد کہہ کر نثر کے پہلے اظہار کردہ اپنا یا۔ مختلف اخبار و اساتل میں کالم نگاری کو بطور پیشہ اور منہر اپنا یا۔ ان کے طنز و مزاحیہ مضامین ملک کے مختلف جرائد و اخبارات کی زینت بنتے رہے ہیں۔ کئی مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں۔ ان کی طنز و مزاحیہ تصانیف یہ ہیں —

| | |
|----------------|--|
| پہلے | شعری مجموعہ |
| جھٹا دریا | (نثر میں) (تقسیم پانچ ۱۹۴۷ء کے نام سے) |
| پیکرز کے جھلکے | (طنز و مزاح) |
| جوٹ | (") |
| فکر کی بات | (") |
| بد نام کتاب | (") |
| فکر نامہ | (") |
| آدھا آدمی | (") |
| بات میں گھات | (") |
| گھر میں جوڑ | (") |
| جھلکے ہی جھلکے | (") |
| فکر بانی | (") |
| میں | (") |
| میری بیوی | (") |
| وارنٹ گرفتاری | (") |
| ماڈرن الہ دین | (") |

(طنز و مزاح)

ماؤڈے تنگ

()

آخری کتاب

("ناول")

پروفیسر بندہ ہو

("طنز و مزاح")

ساتواں شاستر

(" ")

خد و خال

(" ")

نیم نم کٹی

(" ")

چاند اور گدھا

(" ")

کفن سے کرتے تنگ

("ناول")

چوراہے پہ گوری

(" ")

پنجاب کو سلام

ان تعانیف سے ظاہر ہوتا ہے کہ فکر تونسوی نہایت کثیر گو تھے - انہوں نے کثرت سے تحریر و تخلیق اردو کو دی ہے - البتہ انکے کالم بیاز کے جھلکے نے جو شہرت دوام انہیں عطا کی ہے وہ دوسری تعاریر سے نصیب نہیں ہوئی ہے - ان کے ناول میں یا طنزیہ و مزاحیہ مضامین و کالم ، ان سب میں انکی طنزیہ و مزاحیہ انفرادیت صاف نظر آتی ہے - "چھٹا دریا" میں انہوں نے 1947ء کی تقسیم پنجاب سے رونا ہونے والے دلدوز مناظر اس طرح پیش کیے ہیں کہ تمام مناظر فلمی ریل (Real) کی طرح آنکھوں کے آگے گھومنے لگتے ہیں - 15 / اگست 1947ء کی ڈائری سے یہ اقتباس دیکھئے -

" ممتاز تھیں معلم ہے کہ رات کے باو بجے کراہک منٹ کے بعد سے ہم آزاد ہیں - اور رات بھر گولیاں چلتی رہی - اللہ اکبر اور ہر ہر مہادیو اور ست سری اکال ابھی تک قید میں ہیں - اور رات بھر گونج گونج کر چیخ چیخ کر اچھل اچھل کر احتجاج کرتے رہے ہیں -

جیسے کہ رہے ہیں کہ ہم آزاد نہیں ہوتا

جاہلیہ - آزاد ہو کر ہم مرجھائے گئے —

اس وقت مجھے نہ جانتے کیا ہو گیا تھا - یہی

محسوس ہوتا تھا جیسے رات بھی زہر کے

تالاب میں ڈبکیاں لگاتا رہا ہیں -

فکر تونسوی نے طنز و مزاح میں نئی تکنیک اپناتے کی کامیاب مساعی بھی کی

ہیں - "میرا پندر جنم" ، "خدا کی جنت" ، "قبر سے واپسی" ، "تحریر

بعد از مرگ کے ماحولیات پر کہنی ہیں - جنکی جڑیں ہمارے زندہ معاشرے

میں پیوست ہیں - "قبر سے واپسی" میں متکلم قبر میں جاتا ہے اور باہر

نکل کر واپس شہر میں آجاتا ہے جہاں سب لوگ اور تمام معاشرہ اسے

دکھائی دیتا ہے - وہ سب کو پہچانتا ہے مگر اسے کوئی نہیں پہچانتا

یہ اور ایسے ہی کئی پھلوں کے ہاں نئے پن کی غمازی کرتے ہیں - شاید

ڈاکٹر انور مدید نے لکھا ہے —

"ان کے بعض مضامین میں صورت واقعہ ہیں

نہیں انسانی فضا بھی موجود ہے -"

فکر تونسوی کا اسلوب نگارش سادہ مگر دلکش ہے - زبان و بیان میں روانی

اور سلاست ہلا کی ہے - لفظوں کا معنوی نظام بھٹکا نہایت خوب صورت

—————

"چھٹا دریا" فکر تونسوی — 15/اکست 1947 کا روزنامہ

"فکر تونسوی کا مزاح" از ڈاکٹر انور مدید شمولہ فکر تونسوی حیات

اور کارنامے - مرتبہ ، ڈاکٹر شمع افروز زیدی ، نئی دہلی ، صفحہ 107

اور نیا ٹٹا ہے۔ "ہندوستان کے عہد" میں ہندوستانی غرا کی تعداد

بہاں کرنے کے لئے نہایت علامتی انداز میں کہنے میں کہ —

"ہندوستان میں لگے مڑے کیلہں کی طرح

غریب بھی پائے جاتے ہیں۔"

فکر تونسوی کے فن پر فصل گفتگو کے لئے ایک کتاب کا رقم کیا جانا بھی

کم ہے۔ ان کا فن معیاری بھی اور کثیر بھی۔ ذیل میں ہم چند مشہور

طنز و مزاح نگار کی رائے گرامی قلمو قدر پیش کر کے اس تحریر کو انجام

پذیر کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر وزیر اقا نے طنز و مزاح کے فن میں خندہ استہزا کو

تلاش کر کے اس فن کی عظمت کی بنیادی کجی سے ہمیں یہی روشناس کرایا

ہے —

"کراچیہ اور طنزہ ادب نے دکھ پر براہ راست حملہ کیا

اور اس حملے میں قہقہے سے لے کر ہنس تک سب

حرے آزمائے اور اس کامیابی کے ساتھ اہل نظر کو

یہ کہنا پڑا کہ انسان، حیوان سے اس لئے مختلف

نہی کہ فہم خرد کا علم بردار اور گفتگو کرنے پر

قادر ہے بلکہ اس لئے کہ اس کی تحول میں ہنسی

کا حربہ ہے جس کی مدد سے وہ کائنات کے بڑے

نظام اور اپنی ذات کی ساری کائنات کو خندہ

استہزہ میں اڑا سکتا ہے۔"

جب ہم یہ کسوٹی فکر کے طنز و مزاح کے لئے سامنے رکھتے ہیں تو وہ

حاشیہ
تکملہ 4 فکر کی فکر "مطبوعات نگرش" شمولہ فکر تونسوی حیات اور
کارنامے۔ صفحہ 229

فکر تونسوی — ڈاکٹر وزیر اقا — شمولہ — ایضاً صفحہ 97

اُس پر بھی ہوس اُترتے ہیں۔ چنانچہ کہہ لال کپور، تکرّی طنز و

مزاح نگاری کے اس چمکو کے پلے میں بچا طور بھی لکھتے ہیں۔ —

” فکر صاحب کے نزدیک طنز وہ حربہ ہے جسے

پنمبری اور دانشوری نے بھی استعمال کیا

ہے۔ اور اگر اس کے باوجود آدمی کو انسان

بنا نصیب نہیں تو قصور سراسر آدمی کا ہے۔ ”

----- نکت بالخیر -----

————— حاشیہ —————

کہہ لال کپور — شولہ ایضاً صفحہ 113

کرشن چندر کی پیدائش 1912ء میں بھرت پور میں ہوئی - والد کا نام گوری شنکر چوہدرہ تھا - ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی - بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور چلے گئے اور 1934ء میں ایف۔سی۔ کالج لاہور سے انگریزی میں ایم۔اے۔ پاس کیا - اسکے بعد لا کالج لاہور سے 1937ء میں ایل۔اے۔ پاس کیا - 1937ء میں آل انڈیا ریڈیو سے بطور ملازم وابستہ ہو گئے - بعد ازاں ہونے میں شالیمار پکچرز ہونے سے بطور مکالمہ نگار وابستگی اختیار کی - اسکے بعد بمبئی چلے آئے اور فلم اور ادب دونوں کی خدمت کرتے رہے - 1977ء میں یہیں انتقال کیا -

کرشن چندر ہیں تو ایک شاعر کا ذہن لیکر پیدا ہوئے اور اردو کے عظیم افسانہ نگار و ناول نویس کی حیثیت سے معروف و مشہور ہیں - مگر انکے ہاں طنز و مزاح بھی وافر مقدار و تعداد میں موجود ہے - اگرچہ وہ محض باقاعدہ طنز و مزاح نگار نہیں ہیں لیکن پھر بھی ان کی تحریروں میں طنزیہ و مزاحیہ نشتر چھپے ہوئے ہیں جو انہیں افسانہ و ناول نگار کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح نگار کہلانے کا استحقاق عطا کرتے ہیں -

کرشن چندر نے ہیں تو ہر افسانے اور ہر ناول میں طنز و مزاح بالخصوص طنز کو بھرپور جگہ دی ہے تاہم ان کے مشہور و معروف ناول "ایک گدھے کی سرگذشت" میں ان کا فن طنز و مزاح شباب پر نظر آتا ہے - اسی طرح گھونگھٹ میں گوری جیسے "افسانے میں بھی طنزیہ مزاحیہ عنصر عروج پر دکھائی دیتا ہے - مجتبیٰ حسین نے کرشن چندر کی طنز و مزاح نشتری پر رائے زنی کرتے ہوئے ان کی سیاسی

بصیرت، معاشرتی شعور اور مسائل پر گہری نگاہ کی معرفت توتے ہوئے ہیں۔
 طور پر ہی لکھا ہے —

"انکے گہرے سماجی شعور، انکی تیز سیاسی بصیرت
 اور مسائل کو پرکھنے کے مخصوص زاویہ نگاہ نے ان
 کو طنز و مزاح کو ہی حد موثر، تیکھا اور راست بنا
 دیا ہے۔"

سید نذیر حسن نے محکمہ السنہ پنجاب کے لئے تحریر کردہ مضمون میں
 طنز و مزاح کے کالم میں درست لکھا ہے کہ —

"طنز و مزاح نگاروں جن کا تعلق پنجاب سے
 ہے ان میں کی شن چندر، کھپا لال کپور،
 فکر تونسوی سب سے اہم ہیں۔ ان لوگوں کا شمار
 پنجاب میں ہی نہیں، ہندوستان کے چوتھے
 کی طنز و مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر وزیر اتقا نے بھی ایک جگہ کیا ہی سچی بات کہی ہے کہ —
 "جدید اردو ادب نے تین طنز نگار پیدا کیے ہیں۔ رشید احمد
 صدیقی، کرشن چندر اور کھپا لال کپور۔"

کھپا لال کپور نے اپنے مقالے "اردو نثر کے ارتقا" میں پنجاب کا
 حصہ "میں طنز و مزاح کے زیر عنوان پنجاب نژاد اردو طنز و مزاح نگاروں

حاشیہ

اردو طنز و مزاح کے پیچھے پال — مجتبیٰ حسین
 آزادی کے بعد پنجاب کا نثری ادب — سید نذیر حسن — شمولہ "ادکار" ملاحظہ
 ڈاکٹر وزیر اتقا — اردو ادب میں طنز و مزاح

میں کرشن چندر کو شامل کرتے ہوئے ان کے بارے میں بھی رقم کیا ہے —
اور بچتا کیا ہے —

" کرشن چندر انسانہ نگار اور ناولٹ ہونے کے علاوہ

ایک ممتاز طنز و مزاح نگار بھی ہیں.....

ان کی طنز میں تلوار کی کٹ ہے - وہ جس

شخص یا چیز کو اپنی طنز کا نشانہ بناتے ہیں

اسے گویا فنا کر دیتے ہیں - "

دنیا کے افسانہ و ناول کی طرح عالم طنز و مزاح کی تاریخ میں بھی

اپنی تکمیل کو پہنچنے کے لئے کھرسن چندر کے نام کی شمولیت

کو لازمی قرار دیتی ہے — اور یہ ہی کرشن چندر کا طنز و

مزاحیہ مقام ہے -

تمت بالخیر

حاشیہ

عبدالمجید سالک کی پیدائش بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب میں 1894ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہی حاصل کی اور بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کئی باہمی بھی گئے۔ مختلف سرکاری عہدوں اور غیر سرکاری تنظیموں سے وابستگی رہی۔ صحافت کے میدان میں بھی اپنے نمایاں جہر دکھائے۔ پہلے پہل مولانا ظفر علی خاں کے مشہور زمانہ اخبار "زمی دار" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں "انقلاب" کے مدیر ہو گئے۔

عبدالمجید سالک نے اگر باقاعدہ طنز و مزاح پر کوشش نہیں کی تھی۔ تاہم انکی تحاریر میں طنز و مزاح کا دخل نہایت کثرت سے ہے۔ "افکار و حوادث" کے موعودان سے آپ نے ہر سہ ہفت روزنامہ انقلاب میں اپنا مشہور معروف طنزیہ و مزاحیہ کالم لکھا جو نہ صرف دنیا کے صحافت کی انمول شے ہے بلکہ عالم طنز و مزاح کا بھی اہم حصہ ہے۔ لکھنا لال کپور نے اردو نثر کے ارتقا میں پنجاب کا حصہ نامی اپنے تحقیقی مقالے کے "طنز و مزاح" عنوان کے نیچے عبدالمجید سالک کو بحیثیت طنز و مزاح نگار شامل کیا ہے اور لکھا ہے کہ —

"اپکا کالم "افکار و حوادث" جو کئی سال تک روزنامہ

"انقلاب" میں شائع ہوتا رہا، طنز و مزاح کا دل

کش امتزاج پیش کرتا تھا۔ کئی اخبار نویسوں نے

اس کا تتبع کرنے کی کوشش کی، لیکن اسکی گرد

تک کو نہ پا سکے۔" ۱

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ عبدالمجید سالک صاحب ایک ادیب

حاشیہ

۱۔ اردو نثر کے ارتقا میں پنجاب کا حصہ — شمولہ "پرواز ادب" جنوری فروری

1984ء، جلد 6، شمارہ 2/1 صفحہ 18، محکمہ السنہ پنجاب سرکار پشاور،

اور مضمون نگار ہیں۔ تاہم ان کے اخباری کالم کے ذریعہ ان کے اندر
 کا طنز و مزاح نگار اس طرح ابھی کر سامنے آتا ہے کہ ہم ان کا
 نام طنز و مزاح کی دنیا سے خارج کرنے کی جسارت کر ہی نہیں باتے
 ہیں۔ یہ ہی انکا مقام اور امتیاز بھی ہے۔

————— تمت بالخیر —————

رام لال نابھوی

=====

رام لال نابھوی کا جنم نابھہ ضلع بٹالہ ، پنجاب میں 16/ستمبر 1917ء

کو ہوا ۔ ان دنوں محلہ دیوانہ ، نابھہ ، غلہ بٹالہ پنجاب میں فارغ

البالی کی عمر بتا رہے ہیں ۔ اور تخلیق شعر و نثر میں معروف رہتے ہیں ۔

ابعہ خوش مزاج اور نہایت ملنسار انسان ہیں ۔ دبلیے پتلے مگر نہایت

پر اثر شخصیت کے مالک ہیں ۔

رام لال نابھوی یوں تو افسانہ نگار بھی ہیں اور تخلیق

شعر کے مدعی بھی ۔ مگر دراصل وہ ایک طنز و مزاح نگار کی حیثیت

سے زیادہ قابل قدر اور جانے پہچانے ^{ادیب} ہیں ۔ انکی دج ذیل کتب

طنز و مزاح سے لبریز ہو کر منظور عام پر آجکی ہیں ۔۔۔

(1) "تبسم" پہلا ایڈیشن 1979ء میں دوسرا ایڈیشن 1983ء-تیسرا 1986ء

(2) "آم کے آم" پہلا ایڈیشن 1983ء ۔ دوسرا ایڈیشن 1986ء

(3)

رام لال نابھوی کو دج ذیل انعامات و اعزازات مل چکے ہیں ۔

(1) محکمہ السنہ پنجاب سرکار کا انعام

(2) محکمہ السنہ پنجاب سرکار کی گرانٹ

(3) دو اکادمیوں سے "تبسم" پر انعامات

(4) "آم کے آم" پر ہریانہ ساهتیہ اکادمی اور بھاراردو اکادمی سے انعامات ۔

رام لال نابھوی کا فن پنحجاب میں طنز و مزاح کی اس روایت

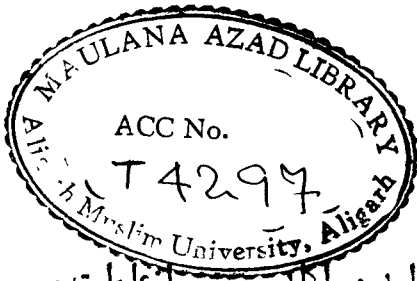
کو آگے بڑھانا سے حسکی داغ بیل میں کوشش چندرہ کھیا لال کپور،

اور فکر تونسوی کی عطا ^{Contribution} بنیادی حیثیت رکھتی ہے ۔ طنز و

مزاح کی موجودہ افق پر ابھرنے والا اصم نام رام لال نابھوی کا ہے ۔ جس

نے اس مخصوص سیراہ "اظہار فی تبدیل حلا رکھی ہے ۔ نذیر حسن نے

لکھا ہے کہ —



"پنجاب میں طنز و مزاح نے میدان میں

ابھرنے والے نئے ناموں میں رام لال

ناپھوی (1918) کا نام خصوصاً قابل

ذکر ہے۔ جنہوں نے انشائیے لکھے

ہیں۔" لے

رام لال ناپھوی کے مزاح اور طنز نے معاشرے کی ناہمواریوں میں اپنی جڑیں پیدا کی ہیں اور یہ ہی فطرت کی ناہمواریوں نے انکے ہاں موضوع کا روپ اختیار کیا ہے۔ گرتی ہوئی قدریں (Values) اونچ نیچ، ذاتیات، شخص کا شخص کے ذریعہ استحصال اور املا رسانی، طبقاتی کش مکش، معاشرتی رویوں کے تضادات اور ان سے پھوٹنے والے شیریں اور تلخ تجربات۔۔۔۔۔ یہ سب مل کر رام لال ناپھوی کے فن کی بالخصوص طنز و مزاح کی جادو نگری آباد کرتے ہیں۔

رام لال ناپھوی نے اپنے فن کے ذریعہ نہ صرف پنجاب کے طنز و مزاح میں اضافہ کیا ہے بلکہ دنیائے اردو کے طنز و مزاح کو بھی انکی عطا قابل تحسین ہے۔ چنانچہ "تبسم" کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے نارائن دت نے درست لکھا ہے کہ۔۔۔۔۔

"ناپھوی کے اس جاذب نظر ادبی تحفہ نے ادبی

دنیا میں شہر نابھہ کو بھی مقبول کر دیا ہے۔

اردو ادب میں اس قابل قدر اضافہ کیلئے ناپھوی

صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔" لے

آم کے آم کے مضامین میں "تبسم" کے مضامین سے آگے 'طنز و مزاحیہ

حاشیہ

لے آزادی کی بعد پنجاب کا نثری اردو ادب' — نذیر حسین — شمولہ —
ہر روز ادب کے چالیس سال نمبر، جولائی اگست 28ء صفحہ 168 بھاشا و بھاگ

لے نارائن دت — تبصرہ شمولہ — ہر روز ادب، جنوری فروری 1984ء شمارہ 22

جلد 6 صفحہ 129 بھاشا و بھاگ پنجاب پشیلہ۔

79 - سر رام لال نے اس طرح کیے کہ نمایاں ترقی قدم قدم پر نظر آتی ہے - انکی نثری زبان نہایت عام فہم ، سادہ اور سلیس ہوتی ہے - فقرے چست ، جملے مربوط ، اور لفظوں کا معنوی نظام ازحد موثر اور بااثر ہوتا ہے - بات بات میں بڑی بات کہہ جانا انکا خاصہ ہے - کبھی خود پر قاری کو ہنساتے ہیں تو کبھی معاشرے کی دکھتی رگ پر انگلی رکھ کر نہ صرف اپنے قاری کو ہنستے ہنستے رلا دیتے ہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح بھی کرتے جاتے ہیں - یہ اصلاحی *Infection* اس قدر شیریں ہوتا ہے کہ دوا کی تلخی کا احساس تک گئے بغیر قاری (یا معاشرتی مریض) اسے قبول کرتا چلا جاتا ہے - وہ زہر ایسی کڑوی دوا کی گولی پر گویا شیریں شکر کا ملمع چڑھا کر کھلاتے ہے -

رام لال نابھوی نے ابھی طنز و مزاح کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے - ان کے گوہر فشاں قلم سے ابھی نہ جانے کتنے ہی مضامین تخلیق ہونے میں اور نہ جانے کتنے ہی طنزیہ و مزاحیہ / مجموعہ جات ابھی منظر عام پر آئے ہیں - اسلئے ہمیں ان سے مزید بہت سی مثبت امیدیں وابستہ ہیں - ابھی انہیں آج کا کھپا لال کپور بننا ہے -

رام لال نابھوی کی عظمت فن کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حیات شخصیات میں ، پنجاب میں وہ واحد ادیب ہیں جو باقاعدہ طنز ، و مزاح تخلیق و تحریر کرنے میں تمام تر سنجیدگی کے ساتھ ہمہ تن مصروف بلکہ محو ہیں - ان کی یہی معروفیت اور محبوبیت انہیں بام عروج کی مزید بلندیاں عطا کریگی -

ڈاکٹر وزیر آغا کے نام منسوب کتاب "آم کے آم" انشائیوں میں پر مبنی نہیں بلکہ اس میں انشائیے پر سیر حاصل مضمون بھی شامل ہے - آم کے آم میں یوں تو سبھی انشائیے قابل مطالعہ میں تاہم "انتظار" ، "سایہ" ، "حیرت" ، "خوش آمدید" ، "تدویر" ، "خواب" ، "نفس و شمس" ،

میسرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

رام لال نابھوی فن انشائیہ میں نہایت جاہکستی اور منجھے ہوئے 80

دماغ سے کام لیتے ہیں۔ انکی تحریر میں بلا کی پختگی اور اشیا
یا جذبوں کو سمجھ بھلو روشنی میں لانے کا فن بدرجہ اتم موجود
ہے۔ "آم کے آم" میں "حیرت" انشائیہ کے آغاز میں جذبہ حیرت
پر یوں روشنی ڈالتے ہیں —

" حیرت دیکھنے، پرکھنے، لانے یا لے جانے

کی چیز نہیں۔ یہ صرف محسوس کی جاسکتی

ہے جس طرح محبت ہوتی ہے۔ ہوجاتی

ہے۔ کی نہیں جاتی۔ اسی طرح حیرت ہوتی

ہے۔ ہوجاتی ہے۔ کی نہیں جاتی۔" ۱۷

اگر ہم رام لال نابھوی کے انشائیوں کا یہ نظر غائر مبالغہ کریں تو

انکے ہاں ہر انشائیے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انشائیہ تخلیق

کرنے سے پہلے انشائیہ نگار کے ذہن میں ایک کونپل پھوٹی جو

دیکھتے دیکھتے سدا بہار بودا بن گئی۔ خود رام لال نابھوی

انشائیہ نگاری کے فن پر گفتگو کرتے ہوئے یہ بات یوں لکھتے ہیں —

" انشائیہ نگار کے ذہن سے ایک کونپل پھوٹی

ہے۔ سرمبز، شاداب، ناری، وہی کونپل اپنی

نزکت اپنی خوبصورتی، اپنی دلکشر لئے ایک

سدا بہار بودا بن جاتی ہے۔ جسکا نام نامی

اسم گرامی انشائیہ ہے۔" ۱۸

حاشیہ

۱۷ "حیرت" شمولہ آم کے آم — رام لال نابھوی، صفحہ 49 دوسری اشاعت

1986ء۔ مطبع جے کے آفسٹ پریس دہلی۔ ناشر رام لال نابھوی دیوان

محلہ۔ نابھہ (پنجاب) ہند۔

۱۸ "انشائیہ" رام لال نابھوی۔ شمولہ آم کے آم صفحہ 27 دوسرا ایڈیشن

جنوری 1986ء۔ مطبع جے کے آفسٹ پریس دہلی۔

آخر میں ہم *اچیر وزیر* مہین سنگھ دیوانہ اور سرسوتی سن
کیف کے ، رام لال نابھوی کی مدح میں تخلیق کئے گئے اشعار میں
سے ذیل کے شعر تحریر کرکھے مضمون کو اختتام پذیر کرتے ہیں -
اور سمجھتے ہیں کہ رام لال نابھوی نے جس شمع 'ننز و مزاح کی روشنی
کو بچائے رکھا ہے اسکی لوگوں مزید تیز سے تیز تر کرتے رہینگے -

" یارب مرا عطا بکئی ہمد دو صد زیاں

نا وصف رام لال بخوبی کسم بیاں "

(کیف)

" یہی ہے خاکہ نویسی اور یہی ہے خاکنویس

یہی ہے فحش نگار اور تصنی ہے پاکنویس

یہی مزاح نویس اور طنز ناک نویس

یہی ہے مدح نویس اور یہی ہے تارک نویس

زمانے والے اسے رام لال کہتے ہیں ا

(دیوانہ)

تمت بالخیر

حاشیہ

ایضاً صفحہ نمبر 101

ایضاً صفحہ نمبر 99

باب پنجم

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو تنقید و تحقیق

آزاد کے بعد پنجاب میں اردو تعلیم و تحلیف

سرمیز پنجاب - سے اردو تعلیم کے بلوا آدم مولانا الطاف - سر حالی کی میدان کا نعرہ حاصل ہے اردو تعلیم کی ابتدا اور ارتقاء کی زرخیز سرزمین ہے۔ حالی کی تعلیم و تربیت کو سر محمد اللہ آباد (۱۸۴۲ء) نے آگے بڑھایا۔ تقسیم وطن کے وقت اور بعد ازاں بھی سر قائد پنجاب آزاد نے اردو تعلیم کی شاہراہ کو روشن رکھا ان میں ملک رام کا نام اہم ہے۔ ملک رام مامر غالبیات کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ ان کی تعلیم اور تحلیف نے یہ سرفراز پنجاب میں اردو تعلیم و تحلیف کو زبردست عطا سے نوازا ہے بلکہ مامر اردو تعلیم و تحلیف کی دنیا میں بھی نمایاں حصہ ادا کیا ہے۔ غالب شکار قائد و مصلح کی بدن تو ان کے کتب خانہ میدان میں نشوونما کا درجہ رکھتی ہیں تاہم ان کی تعلیم "تلامذہ غالب" قابل ذکر اور مشہور صورت تعلیم ہے۔

حکیم قائد آزاد بھی اہم اور نمایاں قائد اور مصلح ہیں جن پر یہ سرفراز پنجاب کو نعرہ حاصل ہے بلکہ دیہاتے اردو ان کے علمی احکامات کی مرہون تھے۔ حکیم قائد آزاد بنیادی طور پر شاعر الاثر الشاعر ہیں۔ تاہم آج کے مصلح اور تعلیم دہار کی حیثیت سے بھی اپنا مقام رکھتے ہیں۔ مامر غالبیات کی حیثیت سے بھی جاتے جاتے ہیں۔ غالبیات پران کی تعلیم اور تعلیم مضامین مامر تعلیم و تعلیم میں گران قدر اضافے کی حیثیت کے حامل ہیں۔ غالبیات پران کی بدن تو لاکھوں نوجوانوں کو علم پر آجکی ہیں اور ان کی بیشتر مامر اس وقت کی سیاست میں گہرے ہیں تاہم قابل میں جلد اہم تعلیم کے نام دینے جاتے ہیں۔

- ۱۔ اقبال اور اس کا عہد
- ۲۔ اقبال اور مشرقی ملکین
- ۳۔ اقبال کی کہانی
- ۴۔ اقبال زندگی شخصیت اور شاعر
- ۵۔ اقبال اور کشمیر رنبہر رنبہر

ڈیڑرا دہپ ہی تھلید و تھلہ ہین بھلیت بھاب بھاب اہم نام ہے ۔ آ
ہے مصدہ تھلی و تھلہ ، مطالے تھو رکے ہین ۔ از کی تھلہ ہین در
ڈیل کہ تھل ڈکر ہین ۔

- ۱۔ گت و شہد
- ۲۔ ہم صوبن ہر غالب کا اثر
- ۳۔ غالب کے صوبن اساتذہ
- ۴۔ اقبال ادیبین کی نظر ہین
- ۵۔ دو حالی

کے کے ۔ کھلوی بھاب کے اردو ناقدین اور تھلیز ہین سے اہم ہین ۔
آپ ہے از گت اور تھلی منامین و مطالے رقم کے ہین ۔ آپ کی تھلہ و تھلی
تھلہ حب ڈیل ہین ۔

- ۱۔ اردو کا آخری نادر
- ۲۔ امیر خسرو اور ہمارا مشترکہ کچر
- ۳۔ اردو ناول کا نگار خانہ
- ۴۔ بے احمد ہے ۔

از بے ملا ۔ شی اہم اور نام ہی ہین جو بھابی ہین اور اردو تھلہ و تھلی ۔
مہاز ہین اہی جو ہر دکھا رہے ہین اور ہین کی تھوہین بھاب ہین اردو

عقیدہ و تعلیم میں اتحاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ از میں رتہ بلڈور، مٹوگودر
 رارطانی وغیرہ نے جو کام کیا ہے اور امداد میں تعلیم، جو ہیں۔
 از کام عقیدہ سے زیادہ تعلیم، جس کے ذریعے میں آگاہ ہے۔ لسانیاتی تعلیم و
 عقیدہ میں دو نام ہیں ایک کالا سنگھ بہد، دوسرا انشال ملہ، مٹوگودر۔
 کالا سنگھ بہد کی تعلیم "تین زبانیں" لسانیاتی عقیدہ و تعلیم کی گواہی دے
 گا ہے۔ انشال ملہ، مٹوگودر نے حال میں "اردو زبان کے لغت سے
 مختلف نہایت کا عقیدہ، جاتو" لکھے ہیں۔ یہ ایک عظیم تعلیمی و عقیدہ
 کا نمونہ ہے جو مستقبل میں بہت زیادہ سے آراستہ ہو جائے گا۔
 علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے اس مقالے پر ایم۔ ایل کی سند دی ہے، کی ہے۔ "پنجاب
 میں اردو آزادانہ کے بعد" موضوع پر آپ شکر کو بالا یونیورسٹی سے ہے۔ یہاں
 نے لکھے تعلیمی مقالہ لکھا ہے۔ کے علاوہ یہ دیگر تعلیمی و عقیدہ، منامیں
 میں لکھے ہیں۔ مثلاً (۱) میرا لکھے ایشیائی میں الزام ہیں (۲) اردو
 و سہ نسخہ / وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ انہیں آپ نے آل انڈیا یونیورسٹی کے پڑھانی
 تعلیمی مقالے رقم لکھے ہیں جو "ساحر لدھیانوی" مقالے کے بعد پہلو کے نام
 سے نوبت دیتے ہیں اور اسے راجستھان میں۔

ڈاکٹر لکھ، پنہاد، ظہیر شاہ میں مگر۔ نے متعدد تعلیمی و عقیدہ
 مقالے تحریر کیے ہیں۔ یونیورسٹی آزاد کافی نے متعدد عقیدہ و تعلیمی مقالے رقم
 کئے ہیں۔ حال میں میں آپ کے تعلیمی و عقیدہ، منامیں پر مشتمل اس کی
 عقیدہ "الکار" مٹوگودر پر اجکی ہے۔ از کے علاوہ ہیں۔ سنگھ مٹوگودر
 مٹوگودر کا راجستھان میں ہے۔ مٹوگودر کا راجستھان میں ہے۔ مٹوگودر کا راجستھان میں ہے۔
 اردو نوائے وغیرہ کے نام پنجاب میں اردو تعلیم و عقیدہ میں قابل ذکر ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی پنہالہ، پنجاب یونیورسٹی جلد گڑھ اور گورنمنٹ دہلی
 یونیورسٹی امرتسر سے وابستہ تعلیمی نے یہ طالب علم بھی تعلیمی نام میں

۔ سو وہ مہینہ جن کے کام کی تفصیلات یہ ہیں ۔۔۔

یہاں پر پیش کردہ ہمالہ سے تعلق رکھنے والے یا کرچکے والے دیگر اسکالرز۔

| نمبر شمار | اسکالر | موضوع | برائے عدد | تعداد کل سال |
|-----------|----------------|--|---------------|--------------|
| ۱۔ | رحمت اللہ شاہد | تاریخ جگہ محرم - شخصیت اور شاہ | ہی - ماہ - ۱۰ | ۱۹۷۵ء |
| ۲۔ | اورنگزیب خان | مدرسہ - شخصیت اور فن السلاطین لکھنؤ | ہی - ماہ - ۱۰ | ۱۹۷۰ء |
| ۳۔ | محمد جمال | عبدالعلیم شہر کے فیروانہ کی قاتل | ہی - ماہ - ۱۰ | ۱۹۷۱ء |
| ۴۔ | محمد رفیع | عمرانہ خاتون کی ادبی خدمات | ہی - ماہ - ۱۰ | ۱۹۷۱ء |
| ۵۔ | عبدالرشید | سجاد شہر کے قاتل لندن کی ایک رات کا تعلق - حائرہ | ایم - ایل | ۱۹۷۶ء |
| ۶۔ | رحمت اللہ خان | حسین طیبی - حیات اور شاعری | ایم - ایل | ۱۹۷۷ء |
| ۷۔ | خالد گلپت | غزلیات و شہر لدھیانوی کا تعلق - حائرہ | ایم - ایل | ۱۹۷۷ء |

درج ذیل اسکالرز کا کام جاری ہے ۔۔۔

| | | | | |
|----|-----------|------------------------------|---------------------|-------------|
| ۸۔ | محمود ظلم | نئی اور قریب - شاعری اور شہر | برائے ہی - ماہ - ۱۰ | کام جاری ہے |
|----|-----------|------------------------------|---------------------|-------------|

- ۱۰۔ محمد الیاحسد بختاب میں انزو مزاج ہوائی ماحول کام - ارہی
- الطار فتنوں ادب
- ۱۱۔ نعلیہ خاتون اردو انسانہ نگار میں ایضاً ایضاً
- خواتین کا حس
- ۱۲۔ محمد ایوب نثر الفہرست حیدرہ شہادت اور ایضاً ایضاً
- ناول نگار
- ۱۳۔ الیاحسد مدنی سودا و حسرت - شکستہ اور ایضاً ایضاً
- نظم نگار

گورنمنٹ دیوی پور میں امیر کے اسکالرش

۱۔ مذکور احمد لکھنا لال احمد برصغیر

۲۔ دیوی پور میں احمد گورنمنٹ کے اسکالرش

- ۱۔ محمد سلطان احمد ہوم ڈار برہی ہوائی ماحول دارہی
- ۲۔ محمد اقبال تدوین قہار، قلم و ایضاً ایضاً
- تلاش و تجسس

باب ششم

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو فکشن (کہانی، افسانہ، ناول)

مصحف میں اردو الفاظ و ادب

(آزاد کی ہمد)

شاعر و شہر افسانہ، نثر کی کار، افسانہ، نثر میں بحر، بحر کی ہمد
 ام ہے۔ کوشن جندر راجندر ملکہ ہمد، سعادت حسن منٹو احمد ندیم قاسم
 منٹو محی ایسے ان گنت افراد ہمداء کی سرزمین ہیں انہی اور افسانہ نگار کی دنیا
 میں نام روشن کیا۔

تقسیم وطن کی سانحہ بحساب بحر کو تقسیم ہے گویا۔ مشرقی ہمداء
 قدرت خان میں شامل ہوا۔ جہاں آزاد کے ہمد اردو کا نام و نمود مظاہر والی
 رہنمائی دوائیں تمام تر ہمد و سرکش کے سانحہ ملکہ کاں تا رہنمائی دہیں۔ دہیں
 دہیں یہ دوائیں مدہم ہوتی گئیں اور نئے افق دکھائی دینے لگے۔ افسانہ اور
 ناول نگاریں میں اب بھی زیادہ تعداد ایسے نامور کی ہے جو تقسیم کے وقت مغربی
 ہمداء یعنی پاکستان سے ہمدستان (یعنی مشرقی ہمداء) میں مہاجر و پرائے
 اور پھیز کے ہو رہے۔ بہت کم نئے ایسے نام ہیں جو آزاد کے ہمد پیدا ہوئے اور
 ان میں برطانوی جڑھے یا جڑھے رہے ہیں۔ افسانہ نگاروں میں ام ہے از
 ادیان نگاروں اور ناول نگاروں نے فن اوجھات پر اسحالی روشنی ڈالی ہے۔ ان
 نگاروں کی فہرست در اہل ہے۔

(یہ فہرست حسب مراتب نام ہیں بلکہ بحروف تہجی ترتیب دی گئی ہے)

- | | |
|--------------------------|---------------------------|
| ۱۔ ام برغان راحت | ۱۔ بلات بدر نائے روشن |
| ۲۔ ام برغان لافز | ۲۔ بال کوشن منظر |
| ۳۔ اہلدر نائے افسانہ | ۳۔ ڈاکٹر برج تاج علی پوری |
| ۴۔ خواجہ احمد عباس | ۴۔ بشیر مالیر کوٹلو |
| ۵۔ اقبال علی مالیر کوٹلو | ۵۔ راجندر پردیپ |
| ۶۔ امیر نامی | ۶۔ راہ شویا |

۱۔ ایسی دلد کہانی کا مقابلہ جسے تمام بچے دیکھ سکیں اور ان سے بھی حد
پرہیز اور کڑی عوام کا قابل شعور بن سکیں اور ان سے بھی تعلیم کی علامت
اور علم پیدا ہو (میراثہ) کے تمام اور شعور میں بھی ان کا قابل اگر سمجھ سکیں۔

ام کوٹھڑی راحت ہے ۔ لکھنا شروع کیا ۔ ترقی پسند ^{ادبی} نے بہت دیر
دم خم ہائی تھی ۔ طالبہ راحت کی تحریریں میں بہت ترقی دیکھ کر
دشمنانہ دیکھنے سے بلکہ براہ راست اس ترقی سے اثر پذیر کا احاطہ ان کی غصہ
اور نفرت سرد و سفید کی تخلیقات میں نمایاں ہے ۔ یہاں تک کہ اور کچھ لال
آبر بھی اس بات کو تسلیم کرے کہ ام کوٹھڑی راحت کی تخلیقات ترقی پسند
ادبی تحریک کی بنیاد ہیں ۔ طالبہ لکھنے میں کہ —

۱۰ ان کو بہشت فرما۔ اور جس نے حلیاتِ عربی پہن کر دھو

و با معادله کوفه میز (۱)

[illegible]

(۱) گره مرتبه چهارمده از اول گره اول

اردو ادبیات کی روش (سیرات) - پی ڈی ایف میں * اے - مددگار، اردو

ام ہرکا - لاغرکا

ام ہرکا - لاغرکا - ہم حکوان سلع لدمہانہ میں ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو
 روا - ابتدائی تعلیم پیر میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم لہور میں لیکن اہل صحت
 اور مطالعہ سے انہیں بے اہل علم طبقہ میں ابنا مقام پیدا کیا - ادبی تدبیر
 و اسٹوڈی بھی انہیں حلیز کی حد تک ہے اور ادب سے تعلق بھی شوا کی
 انتہائی حد میں کو چھوٹا ہے - ان دنوں ہم ادب لہر آباد (مہمانہ) رو رڈ
 کو چھوٹے سے ادب کی علی خدمات میں صرف کرتے ہیں -

ام ہرکا - لاغر شاعر بھی ہیں اور اساتذہ نگار بھی - ان کے دو شعری
 مجموعہ اور اب اساتذہ مجموعہ ہیں ان کے نام یہ ہیں -

- | | |
|--------------|-----------------|
| ۱۔ اندر دہشت | (اساتذہ مجموعہ) |
| ۲۔ انحطاط | (شعری مجموعہ) |
| ۳۔ محسوسات | (شعری مجموعہ) |

ام ہرکا - لاغر کی اساتذہ میں زبان و بیان کی مادہ سلامت اور روانی
 ہے - جلد اور لکھی ریاضہ دوان اور جست شوق ہیں - معانی کا استعمال
 جلد سے زیادہ ہم بہت کوشش البتہ زبان میں روزمرہ کا خیال رکھتے ہیں - ہم
 بول چال اور گفتگو کی انداز کردار میں کو اپنے صفا کوشش ہیں کہ کار ہا صلیح
 ان سے کردار میں خود بھی اپنے آپ کو شامل محسوس کر رہے ہیں -

ام ہرکا - لاغر کی اساتذہ دنیا اگرچہ شمار آہ کی ہیں جانگو دنیا
 میں مگر ان کی ہے اساتذہ میں خواہ ناکان اور درائی ہیں کہ - بنے
 ہیں ان صبر خواہ کی سے کہتے ہیں اساتذہ حکمہ انتہا ہے - مگر خواہ ناکان
 ہے بھی اساتذہ نگار انتہائی اصلاحی کام لیتا ہے - یہ خواہ ناکان اور ہراسرار
 انداز اساتذہ کی جان میں اپنے اساتذہ سے الگ نہیں کیا جاسکتا -

افنیال ملک مالیر کوٹلوں

اصل نام محمد افنیال اور لکھی نام افنیال ملک مالیر کوٹلوں ہے۔ پیدائش
 یکم اگست ۱۹۱۲ء کو لاہ مالیر کوٹلوں ضلع سکسٹرڈیٹ سب میں ہوئی۔ تین بھتیجوں سے
 اپنی بیٹہ سہہ گرد رہا ہے۔ خود کو درس و تدریس سے وابستہ ہے۔ ابتدائی
 تعلیم اسلامیہ ہائی اسکول مالیر کوٹلوں سے پائی۔ بعد ازاں سرکار کالج مالیر کوٹلوں
 سے بی۔ اے اور پھر اردو میں ایم۔ اے۔ طالبی تعلیم اور امتحان کے لحاظ سے کرکے
 علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ اے کیا اور بی۔ اے ڈی میں سے پاس ہے۔
 ۱۹۳۸ء میں یونیورسٹی کونسل کیشن آف ایڈیا کا مقالے کا امتحان پاس کرکے
 تین مآثر۔ ایک ادب۔ مآثر۔ ایک وظائف پائے۔

ایک شاعر مجموعہ "شہر شہر گھائی" ۱۹۵۵ء میں مدار طبع ہوا
 کی زد سے "بغاب میں آزادی کے بعد پہلا سلطان صاحب دیوان شاعر کا
 اعزاز ملا ہے۔ مسکندہ البغاب کا ۱۹۵۵ء کا اول ایسام بھی ملا اور گوانت
 بھی ملی ہے۔ دیوان تعلیم کن شعریہ مقالہ حائی میں اول اشاعت کے علاوہ
 شعری و ادبی خدمات کے لئے "کالج" کا خصوصی ادبی ایوارڈ دیا گیا۔

علاوہ انہی درج ذیل کتب و تراجم ہیں —

- ۱۔ شہر شہر گھائی (شعری مجموعہ ۱۹۵۵ء) (اول ایسام یافتہ)
- ۲۔ نیل پار کے بلند طائے (شعری مجموعہ) (پہرترتیب)
- ۳۔ حریف حریف (شعری مجموعہ) (پہرترتیب)
- ۴۔ عذاب زدہ مظاہر (شعری مجموعہ) (پہرترتیب)
- ۵۔ شاعر لکھنؤ، مطالع کے چند پہلو (تخلیق و تحقیق) (پڑھائی میں)
- (شعر و ادب)
- ۱۔ اردو زبان کے آغاز سے متصل مختلف ادبیات کا عقیدہ - ادب (تحقیق)
- (موضوع)

۴۔ زخمِ تاجہ (پہلی شمسِ محبوبہ) (پرتویہ)
۵۔ گالی راتِ روحان دے ڈھے (پہلی شمسِ محبوبہ) (پرتویہ)

"نبلی ہار کے عہدِ سائے" کے اساتذہ مختلف ادبی حرائق و اخبارات میں
سائے ہوئے ہیں۔ ان میں اساتذہ "نبلی ہار کے عہدِ سائے" اور "اب کوئی
جاد نہیں نکلتا" رسائلِ نفا اور کچھ اختتام پر مبنی ہیں۔ اساتذہ "سیر" اور
ایس دلیا کی تلاش اور آؤدھے حوالے زمین کی خواہش کے باوجود کسی
دوسرے زمین کا خواب دکھائی دیتی ہے اساتذہ "نبلی ہار کے عہدِ سائے" سے
اپنا اظہار دیکھتے ہیں۔

"جب ڈاکٹار عہدِ سائے تمام غم کر کے بھڑا ہو گا پھر کی ہار
تھر۔ طشہ ہی سہاں کہو، تھیں زمین تھیں کہیں پھر کی ہار گھڑ۔
ایسے لگا تھا جسے ان بھائیوں کے دوہان عورت بھی کسی بھائی لگتی
کا کوئی حصہ ہو۔ طاقت و حاکم ہے جس سے چلتا ہے۔
دور کسی سے مرد و عورت کی شہد بدلتے کا اعلان کرنے والا
سائیں نفا کے مہیب سائے کے سہلے میں غم و غم کر رہا تھا۔ وقت
کا سہا جسے خون آلود تھا۔
نہم دراز لا کے داخلے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے لاکھ کے سر کے
بالوں میں پھنس ہوئی تھیں۔
وقت کے اپنا کالے لہجے نے جسے ہی طشہ کے کوٹھارے چھوئے ہر
اپنا سوال کدہ کدہ تھا۔" میں اس کے اپنا کوکل کیا جواب
دینا کی ہے (۱)

(۱) نبلی ہار کے عہدِ سائے، محمد اقبال مالک، ظہیر کوٹلوی، مشعلہ "عہدِ ساجار"

(اردو) اساتذہ شمس، ۱۔ ۱۵ مارچ ۱۹۸۴ء، جلد ۲، شمارہ ۲۱۵

حافظ مراد پٹا

ابندرناتھ اشک

ابندرناتھ اشک کسی بھدالیی خالد مرشرقی پنجاب میں ہوئے ۔
حصولِ مسلم کے ابتدائی مراحل یہیں گزریے اسی مسلم لاہور میں حاصل کی ۔ لاہور
میں عربہ تک تمام رہا جس لیے آپ کے اندر کے انسان نگار اور فن کار کو حلا بخشی اور
اسان فن کا درخشان ستارہ بنادیا ۔

۱۹۲۶ء کے آس پاس ، ابندرناتھ اشک کی ادبی زندگی شروع ہوئی ہے ۔ ان
کا پہلا انسانہ ۱۹۲۸ء میں شائع ہوکر مظاہر عام پراگیا تھا ۔ جس سے ان کو اردو
میں د انسانہ مجموعہ اور تین ناول اور فکشن کو دے چکے ہیں ۔ علاوہ انہیں
ایک ڈاکٹر اور سبک ڈوٹائی مجموعہ بھی شائع ہوئے ہیں ۔ ان کے علاوہ بے شمار
انسانہ کہانیاں خاکے ڈرامے ، اردوستان اور پاکستان رسائل اور اخبارات میں
شائع ہوئے رہے ہیں ۔ اگرچہ آ ۔ ابندرناتھ اشک ایک انسانہ نگار اور ناول نگار
کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں مگر شاید بہت کم لوگ ان کی حوہ جاننے والے ہوں گے
کہ انہوں نے اپنے پہلے انسانہ (۱۹۲۸ء اشاعت) سے پہلے پہلے ایک پنجابی
زبان کا شعر کہہ کر اپنے اندر کے فن کار کو باہر کی دنیا سے روشناس کروایا تھا ۔

ابندرناتھ اشک کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے —

انسانہ مجموعہ —

| | | | |
|----|--------------|----------|------------|
| ۱۔ | لوہن | از ۱۹۳۰ء | از - لاہور |
| ۲۔ | عورت کی غلطی | از ۱۹۳۲ء | از لاہور |
| ۳۔ | ڈاجن | از ۱۹۳۹ء | از لاہور |
| ۴۔ | کڑھل | از ۱۹۴۰ء | از لاہور |
| ۵۔ | چٹان | از ۱۹۴۰ء | از لاہور |
| ۶۔ | ناسور | از ۱۹۴۳ء | لاہور |

| | | |
|--------------|----------|-----------------|
| ۷۔ قس | از ۱۹۴۳ء | اردنی |
| ۸۔ ازلی رائے | از ۱۹۴۱ء | از بھی |
| ۹۔ کالج صاحب | از ۱۹۵۱ء | از دلی |
| ۱۰۔ ہنگ | | از محمد ہاگہ بک |

ساول —

| | | |
|-------------------|-----------|---------------------|
| ۱۔ ستاروں کا کھیل | ۱۹۴۳ء میں | از دلی |
| ۲۔ برف کا درد | | از محمد ہاگہ بک |
| ۳۔ پتھر پتھر | ۱۹۸۱ء میں | از الہ آباد (ہو۔بی) |

تذکرے —

| | | |
|---------------------|-----------|---------------------|
| ۱۔ مکتوب مراد عثمان | ۱۹۸۱ء میں | از الہ آباد (ہو۔بی) |
|---------------------|-----------|---------------------|

ڈرامے —

| | |
|-------------|---------------------|
| ۱۔ ندرت جات | از لاہور |
| ۲۔ پتھر | از الہ آباد (ہو۔بی) |
| ۳۔ چھٹا پہا | از الہ آباد (ہو۔بی) |
| ۴۔ گرداب | از الہ آباد (ہو۔بی) |
| ۵۔ باہی | از لاہور |
| ۶۔ جواہرے | از لاہور |
| ۷۔ بولے | از الہ آباد (ہو۔بی) |

ایندرناتھ اشک کو متعدد اداروں اور تنظیموں نے ان کے فن اور ادبی خدمات کے لیے من تواری اور سراہا ہے ۔

ایندرناتھ اشک کے مساعروں کی کہانیاں بہت مؤثر تھیں ہیں ۔ ان کے مساعروں اور ناولوں کی زبان نہایت سلیس اور سادہ ۔ عام فہم اور روانہ زبان ہے ۔

مساحے کا چلن بول چال کا رنگ اور بات چیت کا سا انداز ان کے اساطیر اور ناول کی زبان کو قارئین کے لئے نہ صرف سہل اور آسان بنادیتا ہے بلکہ دلچسپ اور ہر اثر بھی کردیتا ہے۔ اثر پائری ان کی خاصیت ہے۔ زور بیان اور تاثر ان کا وصف عام ہے۔ نہروں اور دیہی زندگی کی عکاسی ان کے ناول اور اساطیر کی جان ہے۔ کبر الہیہ اور زور گوئی کے باوجود ان کے بیان فنکار کا رویہ کہیں موجود نہیں ہے۔ اہل درناہ اشک نے اردو اساطیر اور ناول میں قابل قدر اضافے کئے۔

ہم چند کی طرح اہل درناہ اشک کے اساطیر میں دیہی افراد سے معدودی عورت سے والہانہ محبت اور عورت کی مطلوبیت کا درد اور اس سے معدودی کے حاضر مدرجہ ائم پائے جاتے ہیں۔ ہم چند کی چھاپ میں اشک کے اساطیر اور ناولوں میں نمایاں ندراتی ہے۔ یہ ان کے بیان اثر قبول کرنے کی خوبی کے باعث اسی ہے۔ ہم چند کے کرداروں کے مطالعے میں اشک کے کردار ایک بہتر اور صحت مند انسان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ چنانچہ ہولیسٹر فروری (۱) لکھتے ہیں کہ —

"اشک صاحب کا یہ انسان ہم چند کے انسان کے مطالعے میں زیادہ مکمل زیادہ لطیف اور بشری اسلئے ہے کہ وہ اپنی اپنی خواہشوں کو طاقت سے نہیں دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ چلے کو بھی زندگی سمجھتا ہے۔" (۱)

اہل درناہ اشک کے ناولوں اور اساطیر میں کرداروں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ کردار نمایاں معاشرے کے زندہ اور جلتے پھرتے لوگ ہیں۔ "درد" ناول میں کشمیری وادی ومان کے صوم اللہ کی معاشری حالت اور افلا کی تصویریں بیان کی ہیں۔

(۱) ہولیسٹر فروری، "الٹا" علی گڑھ جون ۱۹۸۲ء

خواجہ احمد عباس

خواجہ احمد عباس کی پیدائش ۷ جون ۱۹۱۲ء کو پانی پت پنجاب (موجودہ
ہریانہ) میں ہوئی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی۔اے اور قانون کی اسناد
حاصل کی۔

حصولِ تعلیم سے فارغ ہوئے بعد سے ادب اور صحافت کی علمی خدمات
سچی کر دیں۔ یہ ۱۹۳۰ء کا زمانہ تھا۔ نثری پسند ادب و صحفِ علم نے
رہنمائی کی۔ وہ پھر اس نئے مظاہر ہوئے۔ ان کی تحریروں میں اس اثر کو واضح طور
پر دیکھا جاسکتا ہے۔

خواجہ احمد عباس، فلم کی دنیا سے بھی وابستہ رہے ہیں۔ کئی فلموں کی
کہانیاں لکھیں۔ مقبولیت کے اسباب بن گئے۔ "بدمعاش" "اعزاز" "میں
سوار سے عطا ہوا" "شہر اور سہارا" "دوبند بانی" "ہمارا گھر" اور "مات
معدوساتی" خواجہ صاحب کی انتہائی کامیاب فلمیں تھیں۔

خواجہ احمد عباس، بنیادی طور پر ادبی اور ادبی صحافی تھے۔ تاہم انسانی
اور فاضل میں بھی انھوں نے بے حد کام کیا۔ ان کے اساتذہ میں زبان کی سادگی
سخت اور روایتی حسن بیان، مکالمہ کی برہنہ اور نظریہ کی جوشِ انسانی
مؤثر انداز پیدا کرتی تھیں۔ ان کے کردار زندگی اور مسائل کی بے پناہ آگاہی ان میں
زندگی کے مسائل کو انتہائی پامرد سے سلجھانے کا سلیقہ، مسائل کی برائیاں کو
دید کوئی کا "آپ" انتہائی بے شہرت کی طرف ملاحظہ ہے۔ موصوفات میں جو "جو
ظہر پر از" کے اساتذہ میں آپ دوسرے سے ممتاز ہیں اور وہ بھی ظہور
آپ ایسا تاثیر قائم کرتے ہیں۔ اسے از کے اساتذہ اپنی ابتداءیت اور امتیاز پیدا
کرتے ہیں۔ کامیاب و رائے میں۔ خواجہ احمد عباس کا اسلوب نگارش ان کی خاص
ہے۔ یہ علمی کرداروں کی ایسی گفتگو کا ایسا انداز ہے کہ کرداروں کی بے پناہ آگاہی

ماحول میں عمارتیں طے موجود ہیں ۔

خواجہ احمد علی نے انسانوں کے علاوہ ایک ناول بھی لکھا ہے جس کا نام ہے " انقلاب " یہ کئی غیر ملکی زبانوں میں چھپا ہے ۔ اس کے علاوہ ان کے بے شمار انشائیہ مضامین کا مجموعہ حاصل کر چکے ہیں ۔ ان میں " پس ماندگان " " جہان میں رہتا ہوں " " رہے آئے ہاں " " کہیں اور گلاب " خاص طور پر قابل ذکر انشائیہ ہیں ۔

خواجہ احمد علی نے یکم جون ۱۹۸۷ء کو بھی ' میں انتقال کیا ۔

امیر سہیل

امیر سہیل کا اصل نام امیر فائدہ سہیل ہے مگر وہ انسانوں ادب اردو میں امیر سہیل کے نام سے مشہور ہیں ۔ ان کی پیدائش ۱۹۲۷ء کو راولپنڈی میں ہوئی ۔ انھوں نے (موجودہ پاکستان) میں ہوئی ۔ تقسیم ہند نے انھیں مہاجر بننے پر مجبور کیا اور وہ ۱۹۴۷ء کے کرپٹا کے تقسیم کے سانحے کے باعث نیدرلینڈز میں (موجودہ مہاراجہ) میں آکر آباد ہو گئے ۔ ادب سے وابستگی کے علاوہ صحافت سے بھی انھیں شغف رہا ہے ۔ " آواز کے ماحول " نامی ایک روزانہ نیدرلینڈز میں جاری کیا ۔

امیر سہیل سہیل کے علاوہ شاعری سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں مگر بنیادی طور پر وہ انشائیہ نگار ہیں ۔ انھوں نے ڈرامے بھی لکھے ہیں ۔ ال انڈیا ریڈیو سے ان کی تقریریں نشر ہوئی رہی ہیں ۔ ملک و بیرون ملک کے متعدد اخبارات و رسائل میں ان کی تعلیقات اشاعت پذیر ہوئی رہی ہیں ۔ انھیں زبانوں اردو، ہندی اور پنجابی میں لکھنے میں اور زبانوں میں چھپنے میں ۔

امر سامعی کے دائرہ ادب میں بھی سامعی کی ادار اور ادار کی پالی کا کہرا احساس فرد اور سامعی کے باہمی تعلقات اور ان تعلقات کی پیچیدگیاں اور مسائل بروقت آتے ہیں۔ ان کے مسائل کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہے۔ انداز بیان بھی نہایت براہِ راست اور دلکش ہوتا ہے۔ اسلوب میں تازہ کاری اور حاضریت خاص، جوہر میں۔ مضامین کا استحصال کم البتہ مضامین کا زیادہ ہے۔ عام بات جیت کے انداز میں ان کے کردار اس طرح گفتگو کرتے ہیں گویا ہم ان کی گفتگو یا تو براہِ راست سن رہے ہیں یا اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ کبھی کبھار ایسے انداز میں مضامین کا استحصال کر جاتے ہیں گویا مضامین ہی اساتذہ بن گیا ہو۔ امر سامعی کی ادبی اور تعلیمی دنیا کا سراسر اسی جاری ہے۔

ہڈت بدری نسلانہ سدرشن

ہڈت بدری نسلانہ سدرشن کی پیدائش ۱۸۶۵ء کو ان کے نسلانی گھرانے میں ہڈت صاحب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی۔ اہلِ واحداہ کشمیری ہڈت تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ انھوں نے درجے تک انگلو ویٹا کولہ اسکول سیالکوٹ میں تعلیم پائی۔ اسکاٹ مشن ہائی اسکول سیالکوٹ سے دسویں پاس کی اور پھر کے مشن کالج سے ایف۔ اے کیا۔ انتہائی الماس نے فکری میدان میں علمی سلسلہ جاری نہیں رکھے دیا۔ ۱۹۲۰ء میں وہ سیالکوٹ سے لاہور چلے آئے اور دہلا نسلانہ کے اخبار "دہلا" میں باقاعدہ رونا پونا پر مجلسِ ادارت میں شہک ہو گئے۔ ۱۹۱۵ء سے ایک جریدہ "چندر" جاری کیا اور بعد میں یہ بند ہو گیا۔

سدرشن بنیادی طور پر کہانی کار ہیں۔ انھوں نے ۱۹۰۸ء میں لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۱۶ء تک انھوں نے کافی کہانیاں لکھیں۔ انھوں نے اپنا کہ پہلا کہانیوں کا مجموعہ اپنی بیوی کے زورِ فروخت کر کے شائع کروایا تھا۔ ۱۹۲۷ء میں کان پور چلے گئے۔

کابور میں رہنکارہ ملے کے باعث کابور سے لاہور آگئے۔ ادبی ماحول "جلدن" نکلا۔ ۱۹۳۳ء میں اسے رکارڈ ہالوں کے ماحول میں دیا اور کلک چلے آئے۔ ڈرامائی کہانیوں کے لئے ڈرامے لکھے گئے۔ فلم کے لئے گانے لکھے اور فلمیں بنوائیں۔ بعد ازاں ساگر فلم کہیں کہیں لے آئیں۔ کچھ عرصہ بڑے اور کچھ چھوٹے میں بھی فلمیں بنوائیں۔ بعد ازاں مسئلہ میں میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں کے ہو رہے۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۷ء کو سرکشن داس اسپتال میں ان کا انتقال ہو گیا۔

بلاٹ پندرہ ناولوں میں نہایت کامیاب کہانیاں لکھی ہیں۔ ان میں سے ناول بھی لکھے ہیں۔ ان کی کہانیوں میں سے چند اہم کہانیوں کے نام یہ ہیں۔

| | |
|---------------|------------------|
| ۱۔ جلدن | ۲۔ سدا بہار پھول |
| ۳۔ قوس قزح | ۴۔ صبح وطن |
| ۵۔ سولہ سگاری | ۱۔ آوازِ دل |
| ۶۔ بہارستان | ۸۔ چشم و چراغ |
| ۹۔ طائرِ خیال | ۱۰۔ ہنگال میں |

ہنگال میں میں دو حصے ہیں جن میں سے پہلے حصے میں ہنگالی کی تہذیب (۱۳) کہانیوں کے اور دوسرے حصے میں ۱۱ مشہور کہانیوں کے اردو ترجمے شامل ہیں۔ ان کے ناول یہ ہیں۔

| | | |
|---------------------|----------|--------------------------|
| ۱۔ را۔ دھانی | (ناول) | (ہنگالی سے اردو ترجمہ) |
| ۲۔ قدرت کے کھیل | • | • |
| ۳۔ زمیلا آبِ حیات | • | • |
| ۴۔ را۔ سنگھ | • | • |
| ۵۔ خونِ انعام | • | • |
| ۶۔ کہ غایت | • | • |
| ۷۔ پتھرین کا سوداگر | • | • |
| ۸۔ بے گناہ محرم | • | • |

| | | |
|---|--------|------------------|
| — | (ناول) | ۹۔ گاہ کی پہلی |
| — | • | ۱۰۔ قدرت کے بحول |
| — | • | ۱۱۔ جسے سنگھ |

پہلے باب ناول حکم چندرجیویس کے ہنگامی ناولوں کا اردو ترجمہ ہیں۔

ہڈت بدری لالہ سدرشن کے الساقوی ماحول کا مطالعہ حلیت میں لہو غلم اور غلم معدوستان کے ماحول کا مطالعہ و مشاہدہ ہیں۔ بیون مد کے ماحول کو بھی اس میں دکھایا گیا ہے مثلاً ۱۲۱ء میں شائع ہوئے والے ان کے ناول "کے حلیت" میں معدوستان سے جاکر برطانیہ کی سرزمین میں آباد ہوئے والے ایک خاندان کے ایک فرد کی کہانی کو پیش کیا گیا ہے جو کہ ایک معدوستانی لڑاکا ہوئے کے باوجود معدوستان سے بہان کی نکلت اور وہیں بہن سے نفرت کرتا ہے۔

ہڈت بدری لالہ سدرشن کی الساقوی زبان نہایت سادہ و سلیس اور عام فہم ہے۔ ان کے مان ابلاغ و توسیل عام ہے۔ ریفرہ اور مناظرے کا استعمال بھی عام ہے۔ بیان میں اثر ریاضی اور نثر ہے۔

ہڈت بدری لالہ سدرشن کے حسب ذیل الساقوی مجموعے ہیں۔

- ۱۔ جلدن
- ۲۔ بہارستان
- ۳۔ نہا بہ کے تازیانی
- ۴۔ زمیلا اب حلیت
- ۵۔ سدا بہار بحول

ہمال کوشن منظر

ہمال کوشن منظر کی پیدائش ۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو پنجاب میں ہوئی۔ وہ ملک آزادی کے مجاہد بھی رہے۔ آزادی وطن کی جدوجہد میں انہیں عظیم ملی وطنی راہ نمائی کی صحت نہیں رہا۔ ان میں علاء اللہ شاہ بخاری، ہفت جواہر لال نہرو، سیدنی چلدرہوس سے برکات ناوائن، رام موہن لومہ، ڈیو کابل، انکرہن۔

ادب کے علاوہ صحافت سے بھی ہمال کوشن منظر کو شغف خاص ہے۔ "چٹان" نامی ادبی جریدہ بھی نکالتے رہے ہیں۔ کئی حوالہ کی ادارت کی آمد واریاں بھی کرتے رہے ہیں۔

ادبی تنظیموں سے وابستگی کے اچھے بھی ہمال کوشن منظر نے ادب کی خدمت کی ہے۔ مختلف ادبی تنظیموں سے وابستہ رہے ہیں۔ مہمان اردو اکادمی مہمان کے رکن بھی رہے ہیں۔

رسمی تعلیم کے علاوہ اہل دانش کے لیے صحت سے بھی ہمال کوشن منظر نے علم مجلس اور علم و ادب کا نہیں حاصل کیا ہے۔ ان کی طویل عرصہ طویل تحریروں اور مشاہدوں کے علاوہ اہل علم کی خدمت میں لگی ہے۔ خود بھی مصنف و ناشر کے دلدادہ میں چلچلہ اردو مدنی اور انگریزی تہذیب زبانوں کی ملا کر تقریباً تین سو کتب کے مصنف ہیں۔ جسے نووہ ایک شاعر بھی ہیں مگر اساتذہ ادب میں انہیں بے زیادہ نام پایا ہے۔ وہ سب سے زیادہ کوششیں کر رہے ہیں۔ لکھ چکے ہیں۔ تاریخ ان کا دلچسپ موضوع ہے۔ ان کی کہانیوں میں اکثر و بیشتر ناویں ہیں شاعر مروجہ ہیں۔ تاہم ان کے گرد و پیش کے ماحول کو اساتذہ میں بیان کرتے ہیں بھی انہیں ملکہ حاصل ہے۔

منظر کے انسان میں ہڈیوں کی گھماکی کے ساتھ ساتھ بات کو کم الفاظ میں بالائینہ کر دینے کا فن بھی خاصہ اہم ہے۔ جسے اولیت بات عام سے ہوتی ہے مگر انداز بیان میں کچھ ایسی تاثیر پیدا ہوسکتی ہے کہ قاری یا سامع کے ذہن و دل کو چھو سکتی ہے اور قاری یا سامع ہک ہک کر پڑتا ہے اور قاری کو اس لہلہ کی بہت سے مثالیں ان کے انسانوں میں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔

بال کرشن منظر کے انسانی قائلے ہاتھ انتہائی خوب صورت سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ زبان پر قدرت اور خیال میں قدرت رکھتے ہیں۔ ان کی زبان سادہ سلیس اور عام فہم ہوتی ہے۔ مسامحوں کا استعمال بہت کم کرتے ہیں۔ عام بول چال کا انداز بھی ان کے لہجے کی زبان کو مؤثر کر دیتا ہے۔ اردو لہجے کی دنیا میں بال کرشن منظر نے ایسی اور سطر طے کر دیا ہے۔

محمد بشیر مالیر کوٹلوی

محمد بشیر مالیر کوٹلوی کی پیدائش ۲ جون ۱۹۵۰ء کو مالیر کوٹلہ ضلع سکس میں ہوئی۔ پنجاب وفاق بوائز ایبالتھ (میرپور) میں ملازم ہیں۔ ان کا ایک انسانی مجموعہ "قدم آدم دوزخ" شائع ہوا ہے۔ بشیر کے انداز نگارش میں سادگی ہے اور زبان عام فہم ہے۔ ابتدا میں ہلکی چٹکی کھاتیاں لکھتے تھے اب انسانی کی دنیا میں ادھر کہا ہے اور علیحدہ ادب تخلیق کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ انسانی ادب میں انھوں نے "میں ہوں" کو اپنا نعرہ استاد بنایا ہے۔ ان کے نعتیہ انسانوں میں "شاعیت" اور "انسان پسند" قابل ذکر ہیں۔

مالیر کوٹلہ مردم خیز زمین ہے جہاں سے کمال الدین کمال مالیر کوٹلوی
بشیر حسین بشیر مالیر کوٹلوی شہاب الدین شاعر حسن لای بہم دار ہوئی انسان

ملک مالیر کوٹلوی ڈاکٹر نعیم سدرشن کول عبدالستار پریز ایسے باکمال پیدا کئے ہیں۔
جٹانجہ محمد بشیر مالیر کوٹلوی نے اسکالرشپ کی دنیا میں بھی قدم رکھا ہے اس لئے
ان سے مزید توقعات کی جاسکتی ہیں۔ مگر ابھی فن میں پختگی کے لئے بشیر کو مزید
صحت شاق اور مسلسل محنت درکار ہے۔

راجندر پریوہپ

راجندر پریوہپ کی ابتدائی نظام تعلیم مشرقی پنجاب (موجودہ سرہانہ) میں
۱۱ مارچ ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم
میں بھی کامیابی حاصل کی۔ تعلیمات اور انگریزی میں ایم۔ اے پاس کیا۔ مختلف
کالجز میں تعلیمات اور انگریزی کے استاد رہے۔ تقریباً بارہ برس تک مختلف کالجز
میں پرنسپل بھی رہے بعد ازاں مہرشی دیانند یونیورسٹی روہتک سرہانہ سے وابستہ
ہو گئے۔ یہیں ڈین کالج ڈیپلومٹک کونسل (DEAN, COLLEGE DEVELOPMENT COUNCIL)
مقرر ہوئے اور بعد ازاں ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔

راجندر پریوہپ اسلامیہ نگار بھی ہیں اور ناول نویس بھی۔ ان کے ناولوں کے
مجموعہ اور ناول درج ذیل ہیں۔

- | | | |
|----|--------------------|------------------|
| ۱۔ | مکھے نشان | (افسانوی مجموعہ) |
| ۲۔ | پسلی - لادو | (ناول) |
| ۳۔ | ایک سیلاب رنگ و بو | (ناول) |
| ۴۔ | سلگے موند | (ناول) |
| ۵۔ | حیوانوں والے قہاکر | (ناول) |

راجندر پریوہپ کے افسانوں اور ناولوں کی کہانیاں نہایت حدی کے ساتھ ہی ہوتی ہیں اور
دلچسپ ہوتی ہیں۔ ان کی زبان سادہ سلیس سہل اور آسان فہم لہجہ ہوتی ہے۔
زبان میں مشارکت کی رنگینی مزید خوبصورتی پیدا کر رہی ہے۔

راہدروپ کے بن نوکیں اسلئے قابل صرف مین الیہ " نوت کی موت " اور " جہان میں رہتا ہوں " ان کے علاوہ اسلئے کیے جاسکتے ہیں ۔

را۔ شمسوہ

را۔ شمسوہ کا اصل نام شمسوہ کار شمسوہ ہے اور را۔ شمسوہ کے لکھ نام سے مشہور ہیں ۔ ان کی پیدائش ۲۴ مارچ ۱۹۲۷ء کو امین آباد ضلع گوجرانوالہ ضلعی پنجاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی ۔ تقسیم پنجاب کے بعد مشرقی پنجاب چلے آئے ۔ مہمانہ سرکار کے ملازم رہے ۔ ۱۹۸۵ء میں محکمہ زراعت مہمانہ سرکار سے ریٹائر ہوئے ۔

بنیادی طور پر را۔ شمسوہ پنجابی زبان کے کہانی کار اور ادیب ہیں ۔ چنانچہ پنجابی زبان میں بارہ اسٹوری مجموعے ہیں اور پنجابی اسٹوری ٹیکر کی حیثیت سے کافی مشہور و معروف شخصیات میں شمار ہوتے ہیں ۔ ہندی ادب کو بھی ان کی بہت کچھ دین ہے ۔ چار اسٹوری مجموعے ہندی میں ہیں ۔ اردو زبان اور ادب سے بھی انہیں دلی لگاؤ ہے ۔

را۔ شمسوہ بنیادی طور پر چونکہ پنجابی کہانی کار ہیں اسلئے ان کے ہندی اور اردو کے اسٹوری میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے ۔ ان کے تخلیقی اسلوب کے متعلق مہمانہ سٹریٹس اور کشمیری لال آکر نے تبصروں کوئے ہوئے بنا طور پر لکھا ہے کہ ۔

" ان کا تخلیقی اسلوب چونکہ پنجابی ادب کے عہد سے لیا ہوا ہے اسلئے

ان کی دوسری زبانوں کی کہانیاں کے طور پر ان میں بھی پنجابی مزاج

کی جھلک دکھائی دیتی ہے " (۱)

(۱) لکھ گرو۔ مہمانہ سٹریٹس اور کشمیری لال آکر ۔ ۹۲ پہلی اشاعت ۱۹۸۸ء

ناشر مہمانہ اردو اکادمی پنجکولہ مہمانہ ۔

را۔ شوق کے انسانوں کی زبان مادہ علمی اور نظم نہیں ہے۔ مسافروں کا استعمال مطلوب ہے۔ بول چال اور رک رکھاؤ میں ان کے کردار زیادہ انسانوں کی جیسی جاگزیں نہیں ہوتا۔ کوفے میں۔ مسافروں کا تمام تر ماحول انسانی زندگی اور معاشرے سے ماخوذ ہوتا ہے۔ چلنے اور کھانے پینے کے بارے میں اور جست و خیز میں۔ کہانی نہایت دلچسپ انداز میں اس طرح آگے بڑھتی ہے کہ قاری یا سامع بلا ارادہ پڑھتا یا سنا جاتا ہے اور کسی قسم کی بیعت قطع نہیں ہوتی بلکہ یہ اس را۔ شوق کے انسانوں کی اہم خصوصیت ہے۔

ڈاکٹر راجندر پرکاش

ڈاکٹر راجندر پرکاش کی پیدائش چند بنسب میں ۲ اگست ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی بعد ازاں کالج اور یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی۔ اردو تاریخ اور ہندی میں ایم اے کیا۔ بی۔ اے۔ ڈی کر کے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ علاوہ انہیں قانون کی سند بھی لی۔

ڈاکٹر راجندر پرکاش کو سچائی ادب سے بھی علیٰ رابطہ رہا ہے اور وہ مہاراشٹر کے مکہ رابطہ طائفہ کے لسانی اشاعتی شعبہ کے تین سوانح مصنف مہاراشٹر (اردو) مہاراشٹر (ہندی) اور تلخے تاریخ (ہندی) مجوز کے لئے) کے برحق ہیں۔

بھارتی طور پر ڈاکٹر راجندر پرکاش ایک ایسا نگار ہیں۔ ان کے اساتذہ اردو اور ہندی میں چھپتے رہتے ہیں۔ ان کے انسانوں کے تین مجموعے شائع ہو کر طائر طم پرانے ہیں۔ "ماہی کھانہ" کے عنوان سے مجوز کے متعلق ہندی کہانیوں کے مجموعے پر انہیں سامعہ اکادمی مہاراشٹر سے مبلغ ۱۵۰۰۰ روپے کا ایسا بھی عطا ہو چکا ہے۔ مہاراشٹر اردو اکادمی نے بھی ۱۹۸۸ء میں "مہاراشٹر" کے نام سے مجوز کے ادب سے متعلق کتاب شائع کی ہے۔

لاکڑا چند روپیہ لے اپنے اساتذہ میں ماشیہ کی برائیتوں کو دور کرنے کے لئے
 اصلاحی ادارہ کو خوب صورت اسلوب میں استعمال کیا ہے۔ انہیں زندگی اور کرد و
 بہا کی اصلاح نیز گزشتہ ہونے والی ادارہ کی بحالی کا بے حد احساس ہے۔ یہ اس
 احساس اساتذہ نگار نے اساتذہ فن کی بنیادی خصوصیت ہے۔ ان کے اساتذہ کی
 زبان عام نہیں سادہ اور سلیس ہے۔ ادارہ زبان پورا اور شہین ہے۔ لب و لہجہ
 نہایت دلنشین اور پرکشش ہے۔ الفاظ کے زبردست سے زبان میں خوبصورت پیدا ہو
 گئی ہے۔ ان کے کردار ہماری ماشیہ کے چہرے خاکسے انسان ہیں اور عام زندگی
 گزارنے میں۔ نہایت کی جھلک ان کے اساتذہ میں دکھائی دیتی ہے جو ان کے
 نصیب ارض کی حس کی دین ہے۔

رام لال ٹاپوری

رام لال ٹاپوری کا جنم ۱۶ ستمبر ۱۹۱۷ء کو ٹاہلہ ضلع بہاول بہتاپ میں
 ہوا۔ بہاولہ سرکاری سرکاری ملازمت سے سکے دوں ہو چکے ہیں۔

رام لال ٹاپوری بنیادی طور پر طرز و مزاج کے نثر نگار ہیں۔ اللہ شاعری اور
 اساتذہ نگاری کا دعویٰ کرتے ہیں یہی ہے تاکہ میں مگر دواصل وہ صحیح معنوں میں
 طرز و مزاج نگار ہیں۔

اساتذہ لکھنے کے شوق میں جلد اساتذہ انہوں نے خوب لکھے ہیں۔ ان میں
 "ایسا بھی ہوتا ہے" اور "برکھ" قابل ذکر ہیں۔ ان کے اساتذہ کی زبان سادہ
 سلیس اور عام نہیں ہے۔ قاری یا طبع بڑھت محسوس نہیں کرتا ہے ان کے اساتذہ
 کے کردار ہماری عام زندگی سے ہی لئے گئے ہیں۔ کرداروں سے کہلائے گئے مکالمے
 دلچسپ اور ترمیم ابلاغ کے اظہار سے بہت کامیاب ہیں۔ لیکن ادب میں ان کی
 ان کی انشائیہ نگاری کی بنیاد پر قائم ہے۔

رام لسل

رام لسل کی پیدائش مہان والی مٹیوں پنجاب میں ہوئی۔ بوسوالی کا عرصہ دھرم پور گیا۔ تعلیم پھیر پانی۔ ۱۸۴۷ء کے بعد کنگ مشرقی پنجاب آگئے لیکن عرصہ حالہ میں رہے پھر پٹار۔ اور بعد ازاں لکھنؤ میں رہے اور پھیر کے ہو گئے۔ رام لسل کا زیادہ عرصہ مشرقی پنجاب سے باہر اور الگ گواہ ہے اور چونکہ ان کی پیدائش کو مشرقی پنجاب سے واسطہ نہیں ہے اس لئے انھیں مشرقی پنجاب کے لکھنؤ وگرنہ میں نہ بھی شامل کیا جائے تو باید کوئی متعلقہ کہ ہو مگر چونکہ آج پنجابی ہیں اور کچھ وقت مشرقی پنجاب میں رہے ہیں اس لئے ہم مختصر حالات اور فن پر روشنی ڈالتا ہوں۔

رام لسل کا اول اور اساتذہ کی قد اور شخصیت ہیں اور ان کا نام اردو لکھنؤ کی آہو ہے۔ ان کے بیشتر اساتذہ مہول ہوتے۔ ذیل میں چند اہم اساتذہ کے نام دیے جاتے ہیں۔

- ۱۔ شہر
- ۲۔ بار
- ۳۔ عرار بیوی والی مان
- ۴۔ مرد
- ۵۔ کوئی لیتا تھا نورا نام ولا آخر
- ۶۔ خاک بدو
- ۷۔ دیا دیا
- ۸۔ شہر بار شانی کا
- ۹۔ شہر

۱۰۔ بدن کا شہر

۱۱۔ رستہ را۔

۱۲۔ آوارہ خوشبوئیں دھڑ دھڑ

رام لعل اپنی افسانہ نگاری کے ذریعہ نجات کا راستہ ڈھونڈنے کے
 بارے میں نجات دہیز ہاتھ دے۔ ہر انھیں اسی طرح کا ملال اور کرب محسوس
 ہوتا ہے۔ طرح (شاید بہت بڑی پیمانے پر) مہانتا گوتم بدھ کو حصول نجات
 سے قبل محسوس ہوا ہوگا۔ خود بھی لکھتے ہیں کہ —

”میں نے انسان لکھنے کی آپس بنیاد ڈھونڈنا شروع
 سے نجات پانے کا ایک نئی سیڑھی ڈھونڈنی شروع کر لی
 میں از اللہ کی آڑ لے کر بھی اس سیڑھی سے نجات
 نہیں پاسکتا کہ میں اپنے نجات دہیزوں کے منتظر
 کونے کی شدید خواہش میں مبتلا ہوں۔“ (۱)

رام لعل نے زیادہ تر افسانوں میں عورتوں کو موضوع بنایا ہے یا عورتوں سے متعلق
 زیادہ لکھا ہے۔ ”اپنے ہزار چہروں والی ماں“ افسانہ خواہ عورتوں کی زندگی
 کا اہم ترین مثال ہے۔

رام لعل نے نرلی پسند عہد میں لکھنا شروع کیا۔ ۱۹۴۳ء میں
 پہلا افسانہ ”نعرہ“ تخلیق کیا۔ رام لعل کے افسانوں کے کردار سب سے
 ادنیٰ ہوتے۔ اچھے عام انسان مرد عورتیں ہیں اور ان طرح سے افسانوں میں
 دلچسپی دہنے میں کیا حجابی کردار دیا گیا ہے، ہمارے انکس کے سامنے ہے۔

(۱) رام لعل۔ بی۔ لفظ ار ڈیٹا ایمرٹا آدمی۔ سارن سہیل پبلی کیشنز

دہلی گ۔ نئی دہلی ۱۹۸۸ء

رام لعل کے ہاں طبع اور مبالغہ ثابت ہے اور حقیقت کو خون کا خون بہا کرنا
ان کی حقیقت نگارانہ مزاج کا آئینہ دار ہے۔

رام لعل کے افسانوں میں ہر رائے زنی کوٹے ہوئے ڈاکٹر سلیم اختر کی
درست کہا ہے کہ —

”اے (رام لعل نے) افسانہ کو جس نگار پر مبنی روحانیت
کی دلدل میں مرید دھنستے سے بھاگ کر اپنے قدم حقیقت
نگار کی سخت زمین پر استوار کر دیتے۔ حقیقت نگار —
— اپنے واقفیت نگار کی صورت میں اپنی عقلانی انتہا
تک پہنچنے کی حد نگار کی صورت میں اردو افسانہ اور
کے ساتھ ساتھ ان کے شہادت پسند قارئین کی SHOCK

TREATMENT بھی کی۔“ (۱)

رام لعل کے فکشن اور ان کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے
اور بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر یہاں بخوبی طوالت مرید کسی نہیں ہے اور
نوٹ ہوئے اس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سہسات حسن منظر

سہسات حسن نام "منظر" خاندانی نام (گوت) یعنی ذات ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۱۱۲ھ کو حکام حوالہ نفع لدھیانہ بھٹہ میں ہوئی۔ والد انہیں (دیگر اہل خانہ کے ہمراہ) لیکرامپور میں (کوئٹہ وکیلان میں) رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم اہل خانہ اور محل ایروانی اسکول میں حاصل کی بعد میں مسلم خانی اسکول سوات پور میں داخل ہوئے۔ وہ پورے شہر اور شہر کے باہر اسکول اور مدرسے کے جم کر لڑکے انہیں "ظہیر" کہتے تھے۔ مدرسہ سہسات کالج سے بھی تعلیم حاصل کی۔ یہ مشکل تمام نہیں درجے کے نمبروں سے امتحان کا امتحان ہوا۔ اردو میں تو بہت سے ہو گئے۔ اعلیٰ تعلیم سے منسوب کیا۔ سمجھتے ہیں بدلی لی۔ حوالے لیتے ہیں میں کسی مرد لکھنؤ لکھنؤ گھن۔ آواز گرد بھی کی۔ مگر وہیں دھبی آوارگی کے دائرہ میں داخل ہو گئے حوالہ کے اندر سوتے ہوئے فن کار کی بیدار کے لئے سوتے تھے۔

آوارگی کے دور میں امپور میں بار طلبہ اور علامہ محمد جعفر (حاجی لک) (حوامپور میں رہتا تھا) "سہسات" کے دیہی حلیہ سے اپنے ہوتے تھے (ملاقات ہوئی من کی تھی) پر ادب کا تصور بیدار ہوا۔ اخبار سے وابستگی ہوئی۔ کالم بھی لکھنے لگے۔ ترجمہ بھی کر کے لگے۔ اپنی دوست حیات علی کے اشعار سے اسکراباٹ کے اشتراکیت کے خیالات پر مبنی "رامے" کا ترجمہ کیا جو کتابی شکل میں شائع ہوا تو مٹاؤ کا حوالہ بلند ہوا۔ "حیاتین" اور "غلام گور" کے لئے روسی اساتذہ نے تراجم کے بار طلبہ نے ہفت روزہ "سہسات" میں شائع کیا۔ "سہسات" میں بھی شامل تھے۔ ۱۳۳۱ھ میں بھی چلے گئے۔ دہلی میں بھی رہے۔ ۱۳۴۱ھ میں پاکستان چلے گئے وہیں ۱۳۴۱ھ میں لکھنؤ کو انتقال ہوا۔

صداوت حسن مثنوی ادبی زندگی کا آغاز عوام سے کیا۔ کالم نگار
 ڈرامہ نگار اور خاکہ نگار بھی کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اسلئے نگار
 ہیں بلکہ اردو سبب اول کے اسلئے نگار ہیں۔ ان کا اہم کام مثنوی
 کا پہلا اسلئے "نقاشا" تھا جو کہ "خلع" امیر میر تقی میر کا تھا۔
 کامیابی زبان والا باغ امیر کے ساتھ کے وقت کار مارشل لا اور ان کے اثرات
 تھے۔ اسلئے میر مارشل لا کو اپنا بھی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور یہ
 سب مثنوی خود ہیں۔ عوام وقت صرف ملت پر کیے تھے۔ ان کے بعد ان کے
 سے دوری کی اسلئے جیسے اور دیکھنے سے دیکھنے اسلئے فن کا یہ حال
 تھا۔ چارم بن کر چارون طرف اپنے فن کی پاندی پھیلانے لگا۔ مثنوی
 مشہور حسن اسلئے یہ ہیں۔

- ۱۔ موزیل
- ۲۔ موز
- ۳۔ تیرہ تیرہ موز
- ۴۔ سڑ کے کالی
- ۵۔ لہرو
- ۶۔ دھواں
- ۷۔ کالی شلوار
- ۸۔ کھول دو
- ۹۔ مینڈا گونت
- ۱۰۔ ہلکے ہلکے وٹیر وٹیر

مثنوی کے اسلئے فن میں حقیقت کے وہ پہلو عوام زندگی میں عام
 اسلئے تھے۔ اچھے ہیں انہیں ہو جو زبان کر دیا گیا ہے۔ "پہلو" مثنوی
 ہی اور حقیقت نگار کے ساتھ میں ڈھل کر جس والی اسلئے رائے ہیں



کہا قارن یا تو ان واقعات کی خود کوئی کڑی ہو یا انہیں از خود دیکھ رہا ہو۔
 انسانوں کو دار پہنچے جاگئے انسان ہیں۔ سادات ۱۲۷۷ء ہر اہم موقع پر
 جو انسانوں دنیا کے بیشتر انسانوں کی جان ہے محفوظ کے انسانوں میں عورت
 برہمن کا رتہ دے گئی ہے۔ بلکہ "ماں" کے علاوہ انہیں دنیا میں دوش
 سب سے عورت نہیں دکھائی دیتی۔ چنانچہ مقرر ہے کہ "کہا ہے کہ —

"تم عورت عورت بتاؤ ہو۔ عورت ہے کہاں سے تو
 اپنی زندگی میں سب سے عورت نظر آتی ہے۔ وہی ماں
 تھی — مشعرات البتہ دیکھی ہیں۔" (۱)

مقرر کو بچپن کی فن بیان کے لوگ بیان کا ماحول پر حد پسند اور بھلا ہے۔
 حالانکہ ان لوگ کہتے ہیں کہ وہ حد مقرر کرتے ہیں اور بچپن ان کے
 حوالے میں محفوظ رہے ہیں۔ بہتر انسانوں میں انتہائی خوبصورتی کے ساتھ
 ان کی جملہ اور چھاپ دکھائی دیتی ہے۔

مقرر پر نفس نگار کے الزام بھی طائد ہونے لگے ہیں۔ انہیں روز کو نہیں
 چھوڑا اور حالت سب پر اپنا وزن عمار ہوگی کہ وہ نفس نگار نہیں بلکہ نفس
 چلیقوں کو قلم بند کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نفس کو دار میں نفس فعل میں
 منہلا کھنڈ ہونے کو کوئی نہ کوئی تھا ہی کٹھن کے حکم ہیں۔ ہر نفس
 ضرور ہے یہاں لکھا ہے کہ —

"مقرر کی شخصیت اپنے رنگ رنگ بلکہ مشاعرہ عامر کی
 آنکھ دار رہی ہے کہ کسی ایک زاویہ نگاہ سے اسے

(۱) مشعلہ مقرر نامہ۔ گدھ پتھر و حارن۔ مشعلہ مقرر نامہ۔
 پہلی بار ۱۹۷۷ء

گرفت ہیں لانا نہیں ہے ۔ سطحی نگار سے دیکھتے
 والوں کے لئے مفلوک زندگی اور دائمی نگرانی میں
 کوئی خاص نہ داری اور نازکی نہیں ہے ۔ اس کے
 ہمہ گیر معمولی کردار اپنی حسن بدھوتوں اور
 کمزوری پہچان حرکتوں کی وجہ سے خاص کشش
 رکھتے ہیں ۔ اور یہی ۔ لیکن یہ سبائی نہیں ہے
 مفلوک کے مفلوک کردار میں اخلاقی اور انسانی سطح پر
 زبردست کمزوری کے آئینہ دار ہیں اور مسوئی طور
 پر وہ غرت نامی خدمت و اہتمام اور درد و غم کے
 حقیقت کو غیب رکھتے ہیں ۔" (۱)

یہاں ہم مفلوک انسان کے اقباسات دیکھا ۔ طوالت اختیار کرنا چاہتے
 ہوئے اس سے گھڑ کرے ہیں اور اس حقیقت کو تحریر کر کے اکتا کرے ہیں کہ ۔
 عبادت حسن مفلوکہ صرف اس سے ہی انسان نگاروں میں اہم ہیں بلکہ ان
 کا انداز اسلوب اور زبان انہیں پر عزم ہی ہے اور انہیں کا خاصہ ہی آخر میں
 مفلوکے ان انسان کے نام تحریر کر کے چاہے ہیں ۔ ان پر مقدمہ حسن نگار دانی
 لیا گیا ۔

ملکت خود داد کی طرف سے

ملکت خود کی طرف سے

انسان " کھول دو "

انسان " کالی غلوار "

" تمہارا گوشت "

" ہر "

" اہر لہجے اور دو زبان "

" دھوان "

(۱) ہومسوفیروٹس ۔ پہلی لفظ از مشرق نامہ ۔ جگدہی چندرودھارن

نئی دہلی ۱۹۸۹ء

سید علی ہاشمی

سید علی ہاشمی کی پیدائش پلا داد خان ضلع بہاولپور (پنجاب) (موجودہ پاکستان) میں ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء کو ہوئی تھی۔ ابتدائی تعلیم گھراور وطن میں حاصل کی۔ ۱۹۴۱ء میں انگریزی ادب میں ایم اے کی سند حوالہ کالج آگرا، برہمن سے پاس کیا۔ دو دن اٹھارہ لندن اسکول آف جوائنٹ لندن سے ایس اے لکھ کر کے کرس کا ڈیپلوم بھی حاصل کیا۔

سید علی ہاشمی کو صیاری ادبی ماحول میں بڑاں جڑنے کے بہترین مواقع فراہم ہوئے۔ مولانا طاہر نجیب آبادی اور سید غلام مصطفیٰ نسیم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ۱۹۴۶ء میں زیادہ طالب علموں میں ان کا پہلا اساتذہ بہ عنوان "دعوت" عہد نامہ میں چھپا۔ اس کے بعد ہی درجہ امتیازی حاصل ملے ہوئے ہیں لیکن یہاں تک کہ چار اسکور ملے جسے ان کے نام پر مین۔

۱۔ بڑاں بہاؤ

۲۔ بڑاں بہاؤ

۳۔ اچھے لکھے

۴۔ اچھے لکھے

علاوہ انہیں ایک ناول اور ایک مثنوی کہانی شکر دورہ لکھنا سے جسے۔

۵۔ پرمیٹوں کے دہان میں (ناول - ۱۹۷۱ء)

۶۔ مثنوی کہانی شکر دورہ

۷۔ مثنوی کہانی شکر دورہ

۱۸ جنوری ۱۹۸۸ء کو سید علی ہاشمی کو موت ملی آن لیا وہ اگر ابھی اور زندہ رہتے تو

دورہ لکھنا چار کتابیں جن میں دو اردو ایک انگریزی ایک مثنوی میں مین شکر

چھپ کر شکر نامہ برآج کی ہوئی۔

۱۔ بے لباس لکھے (اردو میں) ۲۔ شکر لکھے (اردو میں)

۳۔ شکر لکھے (اردو میں) ۴۔ دی کھنڈ (انگریزی میں)

سید علی ہاشمی کے اساتذہ اور ناول میں شکر دورہ خیال میں کہ پختگی مطالعت زبان و بیان

میں سادگی و سلاست، روایتی فصاحت اور شاعری کے اسلوب کا نگاہیں طے کرنا اور اس پر اثر ہے۔ معانی کا استعمال اور ربط سے ان کے الفاظ کی زبان میں دلکشی اور افہام و تفہیم کی آسانی پیدا ہوتی ہیں۔ توسل اور ابلاغ کے اعتبار سے الفاظ کی زبان عام قاری کے لئے بھی قلمی مشکل نہیں ہے۔ ”میں ہوت“ کے مقابلے میں سے یہ مثال دیکھئے۔

”نہیں داس جس نے اچھے لیے لیے انداز میں کہا۔“ شاعری ہوت
 سولہ آئے ہمارا ہے سولہ آئے یہ ہمارے ہوتے ہوئے والے تو
 ہوتے اس پر نگاہیں جاتے ہیں۔ انہوں نے کیا سمجھا
 ہے میں ہم نے کیا۔ جوتان ہیں رکھی ہیں۔

آپ حکم تو دین ایک بار ان کی اہل سے اہل نہ بھادی
 تو میں کہتا * (۱)

مذکور بالا اقتباس میں سولہ آئے صحیح ہوتا۔ جوتان ہیں رکھی ہوتا اہل
 سے اہل نہ بھادی۔ ہمارے انتہائی عزیز اور مخلصوں کے انداز میں استعمال ہوتے ہیں۔

شعش بھو کے کردار انسانی نفسیات اور انسانی زندگی کے مختلف مسائل اور
 اس کی پیچیدگیاں کو سمجھانے کے عمل سے دوبار ہوتے ہیں۔ شعش بھو کی پس
 ام خاصیتوں اور خصوصیات میں ایک اہم خصوصیت اور خاصیت یہ ہے کہ حدود یا انگریزی
 خاص، گرائیڈز زبان و ادب کی اندھا دھند تقلید یا روش میں اساتذہ یا قائل نہیں
 لکھتے بلکہ حدود و مسائل کی حدود میں و کریمین کی زبان کو انہوں سے ادا
 کرواتے ہیں۔ ہوتے کا ہوتا اساتذہ قائل حدود و مسائل کی ضرورت کی جاتی جاگی
 نہر نہر آتا ہے۔

سبب پترو کا مسافری مزاج ان کے اندر کے فن کار کی ان گنت باتوں میں
اور جہتوں کو اجاگر کرتا ہے۔ ان کے مسافروں اور قافلہ میں ماحول اور کہانی
دونوں میں انتہائی بڑے ہونے میں۔ مسافر کا تانا بانا اس طرح بڑا جاتا ہے کہ
نتیجہ انتہائی دلکش شبیہ اور حقیقی معلوم دینے لگا ہے۔

میں ہنگال انگریزوں میں مہاراجہ کی اکادمیوں نے سبب پترو کو اسطاعت
اور اعزازات دے کر ان کے فن کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔

ڈاکٹر سیت نام سنگھ مختصر

ڈاکٹر سیت نام سنگھ مختصر کی پیدائش ۱۹۲۵ء میں جک سرجن سنگھ ساہیوال
میں پنجاب میں ہوئی۔ یہ سیت نام کے والد سردار سرجن سنگھ کے نام پر آباد
تھے۔ مختصر صاحب نے تعلیم میں ایم۔ اے اور بی۔ اے کی تعلیم حاصل کی
ہے۔ مہاراجہ کے پھوانی کالج میں ایک طویل مدت کے استاد رہے۔ ایک کل شعبہ
تعلیم پنجابی دانش گاہ پٹیالہ پنجاب میں تعلیم کے پروفیسر ہیں اور دانش گاہ
میں میں مہم ہیں۔

ڈاکٹر سیت نام سنگھ مختصر کیادی طور پر شاعر ہیں۔ مگر مسافری ادب میں
بھی انہیں خاطر خواہ دسترس حاصل ہے۔ ان کے مسافروں کے دو مجموعے نور و نور
میں ایک دو شعری مجموعے مظلوم پراجکتے ہیں۔

ڈاکٹر سیت نام سنگھ مختصر کی مسافری میں علامت نگاری، رقص اور اشارت
کے استعمال سے ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر تعلیمات میں کا بھی انہیں
بہت فائدہ ہوا ہے۔ ان کے مسافر مسافری تعلیمات کی مختلف جہتوں کو سامنے
ساتھ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ کہ انہیں کی تعلیمات کی تعلیمات کو سامنے کی جہت

جاگتی مختلف الکلی نفسیات کی زندہ تصویریں بنادیتی ہیں۔ ان کے انسانوں کی زبان بہت ہی سادہ۔ سلیس لکھی جست طے روان دوان اور لیے لیے موزوں ہیں۔ زبان میں خصوصیت ان کی عامرات جس کی وہن ہے جس سے انہیں خوبصورتی اور دبا دبا توہم سا پیدا ہو جاتا ہے۔ بلحاظیت سے یہ بظاہر ہمارے لیے کے باوجود انسان کے اصل زبان یعنی اردو کو لطیف مظاہر نہیں موزوں دیتی۔ طرقات موصوفت کو بھی خوب بچانے کا فن شمار کو آتا ہے۔ "پردہ واز" اس لیل کا کامیاب اور خوبصورت اسلوب ہے۔ ان کے انسانوں میں بہت دانش پائین ہیں اس خوبصورتی اور طاسیت کے ساتھ ہی میں کے قاری کو معشوقہ ہو جاتا ہے ساتھ ہی مستند موزوں کا موقع بھی ملتا ہے۔ مثلاً "پردہ واز" میں لکھتے ہیں کہ :-

"جب آنکھوں کے ساتھ کون منزل موزوں ہے تو ہاؤن میں

کائنات کی چہن بھی مزہ دے جاتی ہے" (۱)

حالیات کس بھی فن پارے کی جان اور اس کے باکمال موزوں کی ضمانت ہے۔ شمار کے انسانوں میں حالیاتی عنصر نہایت موزوں اسلوب اور حسن کاری کے ساتھ درآیا ہے۔ حالیات KAESHTICS ایک مختصر سا مجموعہ "پردہ واز" سے دیکھتے :-

"و کس دلالت خوبصورتی بھی نہیں روز منزل نہیں ماس کا
ملنے لگے گا ہی رنگ کا بدن کالج کا پتا ہوا تھا موزوں نہائی نہیں
چاندنی کی گنگا میں۔ ایک چل پڑی نہیں وہ ماس کے طہ میں
موزوں اور چہن کی دودھا کھان کھاتی نہیں اور جب وہ مسکائی
نہیں تو اس کے ہسم سے موزوں والے موزوں سے انسان کی گد
میں بہار اگے لگی نہیں ؟" (۲)

(۱) اسلوب "پردہ واز" از ست نام سنگھ شمار

(۲) ایضاً

سلطان احمد

ان کا اصل نام محمد سلطان ہے البتہ ادب کی دنیا میں سلطان احمد کے نام سے پہچانے جاتے ہیں ۔ ان کی پیدائش مہم عزیز سوزن ظاہر کوٹہ ضلع سکسٹر پنجاب میں ۵ جنوری ۱۸۵۲ء کو ہوئی ۔ گھریلو مالی حالات زیادہ ناگزیر ہونے کے باعث جلد ہی ملازمت اخبار کوئی اور مہیا ۔ سرکار کے محکمہ مملکت طبع میں طبعیاد " سمیر مہیاہ " سے وابستہ ہو گئے اور آج ان جیسے کے مہر میں ۔ اس رسالے کے اچھے پوسٹن سے ادبی صحافت کی خدمت میں شہرت بخواتی ہیں ۔ ابتدائی تعلیم ظاہر کوٹہ میں حاصل کی جاو اور وائٹ ماس میں ایم اے کیا ۔

سلطان احمد غسرگوں سے بھی عشق رکھتے ہیں اور " آئینہ کے جواب " کے نام سے غسری مجموعہ ترتیب دے رہے ہیں ۔ الساقی ادب میں اعلیٰ نے اچھے الساقی دیتے ہیں ۔ ان کے الساقی کا مجموعہ " لوتے دھڑکا ستر " نثر و نثر ہے ۔

سلطان احمد کے الساقی میں علامہ نگاری ، روضہ انداز نگاری اور حدت پسندانہ اسلوب نمایاں ہے ۔ نئے لب ولہجے میں کہانی لکھنا ان کے فن کا کمال ہے ۔ نہایت دشوار اور پیچیدہ موضوعات کو اس طرح لکھتے ہیں جسے بہت آسان اور سہل کام ہو ۔ نگار کے مختلف رجحان اور اعلیٰ ماسے کے ان گت پہلوؤں کو الساقی میں ایسے نثریت لکھتے ہیں جسے کمال کمال میں بخاتر ہے کہ اس کی حدت ناپسندیدہ ، کڑی دوائی ، مٹائی ، بھار کھلا دی جاتی ہے ۔ " صورت " کئی میں اچھی ہو مگر وطن سے دھکی دوری انسان کو مٹائی دیتا ہے ۔ مگر سلطان احمد جیسے نے صورت کا علیٰ اعلیٰ چمکا ہے جب الساقی میں اس کا اکر کھتے ہیں تو اس کے تحت پہلو کو بھی ساقی رکھتے ہیں اور ایک اہم حیاتی احاطہ کر دیتے ہیں ۔ ان کے ایک الساقی سے یہ مکالمی گفتگو اس بات کی آئینہ داری کرتا ہے ملاحظہ کیجئے ۔

” اچھا بابا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت کوئی بڑی چیز
 نہیں بلکہ یہ تو ایک طرح سے اپنے آپ کو خواب موسم اور
 بے حالات سے بچانے کا ایک فطری تقاضا ہے ” وہ خدی
 سے جواب دیتا ہے ” بالکل ٹھیک جیسے تم ٹھیک سمجھتے ہو ” (۱)

پہان سلطان احمد حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ (عرب) سے
 مدینہ (عرب) کو حضرت آدم وحواء کی جگہ سے حضرت (یا ابراہیم) و ام جلدی
 بن ہاس حضرت (یا سلا) گوتم بدھ کی معلوم (وطن کھل و سکو) سے لائسلیم
 (گیا بودھ) کی جانب حضرت ایسے بے شمار عظیم معجزوں کو قاری کی روح سے گزار
 دیتے ہیں اور ان کا قاری خود کو بھی ان کی حضرت میں شریک ہوا ہوا محسوس
 کرتے لگا ہے ۔ یہ من کی اچھائی اور اس کی خوبی ہے ۔ یہ من عین سلطان
 احمد کو اپنے ہم عصر انسانہ نگاروں میں اپنی الگ پہچان قائم کرنے کے سبب
 مواقع فراہم کرتی ہے ۔

سائبر ایجوکسری

سائبر ایجوکسری کا اصل نام مہاراجا رام ہے اور یہ سائبر اور ہوا کی نام
سائبر ایجوکسری ہے۔ ان کی پیدائش ۱۵ ستمبر ۱۹۱۹ء کو لہہ دھرم پور ضلع فیروز
بہاب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ بعد ازاں انگریزی میں
ایم اے کیا اور فلسفہ فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ ان کو اردو انگریزی کے علاوہ
فارسی پر بھی عبور حاصل ہے۔ سرکاری ملازمت میں طویل مدت گزارنے کے بعد سپرنٹنڈنٹ
SUPERINTENDENT کے عہدہ پر منتقل ہو چکے ہیں۔

سائبر ایجوکسری بنیادی طور پر عامر میں اور بعد ازاں اسلام آباد، "نوائے جنوب"
اور "نوائے شمال" دو شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت علامہ سر ڈاکٹر
محمد الہال رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی کلام کا اردو میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔
جن رو میں آپ نے نسیم نور علی اور حوش علی کی سے لے کر جن حاصل کیا ہے۔
مختلف شہروں میں مختلف قسم کی تقریبات اور ادبی جلسوں کے سہولت دہ کرادے
کی علی خدمات سر انجام دیتے رہے ہیں۔

سائبر ایجوکسری کے اساتذہ ادب میں علامہ اور علی زبان استعمال ہوئی
ہے اور لکھے جست اور جلیے سیک سیک زبان دو ان استعمال کرتے ہیں۔ مطالعے کا
خاص خواہ اور با عمل استعمال ہوا ہے۔ سائبر ایجوکسری کو اساتذہ میں کسی کو ہمار
کا علی بیان کرتے ہیں بلکہ حاصل ہے جس کی کئی مثالیں ان کے مختلف اساتذہ
سے پیش کی جاسکتی ہیں۔

کوشن جندر

کوشن جندر کی پیدائش ۱۹۱۲ء میں بھرت پور میں ہوئی۔ والد کا نام ڈاکٹر گوری سنگر چوہا تھا۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض سے لاہور گئے اور ۱۹۲۲ء میں ایل۔سی۔کالہ لاہور سے ایم۔اے انگلزی پاس کیا۔ اگلے سال ۱۹۲۳ء میں لاڈالہ لاہور سے ایل۔ایل۔سی پاس کیا۔ ۱۹۲۴ء سے آل انڈیا یونیورسٹی ملازمت سے وابستہ ہوئے۔ بعد میں عالیہ یونیورسٹی پٹنا میں مکالمہ نگار ہو گئے۔ بعد ازاں جیسے جیسے گئے اور فلم اور ادب دونوں کی خدمت کرنے لگے ۱۹۴۴ء میں بھی میں انتقال کیا۔

کوشن جندر کویت سے لکھے تھے۔ ناول اور افسانے میں وہ حد اعلیٰ کی تدابیر و شخصیات میں سے ایک اہم شخصیت ہیں۔ ان کی ادبی شہرت کا آغاز "بران" سے ہوا جو کہ رسالہ ادبی دنیا لاہور میں ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا تھا۔ کوشن جندر اردو کے عظیم افسانہ نگار اور ناول نویس تھے۔ ان کے باوجود اپنی نوجوانی میں ہی ان کی شہرت ہو گئی تھی۔ ان کے جتنے ناول لکھے گئے ہیں ان میں سے "ا۔ کا اردو ادب" میں ان کی شہرت بڑھتی رہی ہے۔

"کبھی کبھی کا لائی لکھی ہیں نکلا کہ کوشن جندر کو ان کی طرف توجہ کرنے کا بڑا موقع نہیں ملا۔ کالہ اور لے دلاؤ کے بعد ان کے اکثر ناولوں میں سنی قسم کی دلچسپی کے عنصر کے علاوہ خیال کی گہرائی فلسفہ کی عمق یا فن کے پاس کا بڑھ نہیں چلا۔" (۱)

وہ جسے ایک عظیم افسانہ نگار میں جیسے ہی ناول نگار بھی ہیں۔ اگرچہ کہ ان کے میں ان میں "ناول نگار" سے بہتر افسانہ نگار (۲) تسلیم کرتے ہیں۔

(۱) ا۔ کا اردو ادب۔ ایڈیٹریٹ سندھ

(۲) کوشن جندر ایک ناول نگار۔ کیاں جگہ میں

کوشن چندری اساتوی زبان نہایت دلکش اور دلکشین بلکہ شبون اور
موسمیت سے لہلہا ہے۔ ان کی نغمین شعر کا گان مٹے لگا ہے۔ قاری کی سطح
پر نغم لہلہائے لگا ہے۔ چنانچہ وارث طوی اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ۔۔۔

”کوشن چندری منسوب کا ہلکا کہ سا لہس ایک لفظ سے ہزار سر
بہا کرنا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ اشعار و بیان کی عواد پر چڑھا
موا اور کا مر لفظ آوازین کی ایک دہا کو اپنے بطن میں لئے
مٹے ہے۔ مر لفظ سر بہار ہے اور کوشن چندریاں کا سب سے
بڑا سکہ زن۔“ (۱)

کیرنگار کوشن چندری سے عمار اسلمی اور ناول اردو کی اساتوی دہا کو
مٹا کے اور بے شک یہ ان کی طرف سے دیائے اردو کو عالم القان اور عہد ساز مٹا
ہے۔ ان کے ناول درج ذیل ہیں ۔۔۔

- | | |
|-----------------------|-------------------------|
| ۱۔ شکست | ۲۔ جب کہتے جاگے |
| ۳۔ طوفان کی کلیاں | ۴۔ دل کی وادیان سو گھن |
| ۵۔ آستان روشن ہے | ۶۔ ہاؤن بقیے |
| ۷۔ ایک گدھے کی سو گشت | ۸۔ ایک عورت ہزار دہوائے |
| ۹۔ غدار | ۱۰۔ سوکے واسے سالی ہے |
| ۱۱۔ دادرہل کے بیچھے | ۱۲۔ ہول کے پھول |
| ۱۳۔ میری یادوں کے چار | ۱۴۔ لہوین کلب |
| ۱۵۔ گدھے کی واپس | ۱۶۔ چاندی کے گھاؤ |
| ۱۷۔ ایک گدھا بیٹا میں | ۱۸۔ خادم کار کی حسبتہ |
| ۱۹۔ مٹی کے مسلم | ۲۰۔ نرگانوں کی واپس |

۲۲۔ کلا کی تار

۲۱۔ گنگا میں نہ رات

۲۴۔ پانہ لور

۲۳۔ گشن گشن (مولا احمد کو

۲۵۔ پانہ لور اور ایک مہوون

ان کے ساتویں مہوون کے نام یہ ہیں —

۲۔ پڑائے خدا

۱۔ پٹائیے

۴۔ تون لٹائیے

۳۔ تونے مہوے تائیے

۶۔ زہدگی کے مہوون

۵۔ ان دانا

۸۔ ایک گرجا ایک خدا

۷۔ اچھا سے آگے

۱۰۔ ہم وحشی ہیں

۹۔ مہوون دور سے

۱۲۔ گلے غلام

۱۱۔ تلے کی موت

۱۳۔ گھوگھٹ میں گوری حلے ڈیرا ڈیرا

کوشن چندر کے فن کی ابتدا ریاضیت سے ہوئی مگر آہستہ آہستہ ریاضی پسند

پر جہالت نگرانی غالب آئی گئی۔ ابتدا میں قریبی پسندانہ اثرات کی چھاپ بھی ہوئی

دکھائی دیتی ہے مگر جلد ہی کوشن چندر کس بھی لیے لیے لہجے کے غلام نہ ہو کر

انفرادی راہ اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی طفلانہ ان کے واسطے دور سے سے ساف الگ

اور مفرد دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ ہی انفرادیت انہیں ادب کی دنیا میں

ہم مسوون میں اٹھائی مقام اور ممتاز شان عطا کرتی ہے۔ کوشن چندر کے نام کے

پسیر دہانے اساتذہ و ناول تکمیل میں رہے گی۔

کشمیری لال ڈاکٹر

کشمیری لال ڈاکٹر کی پیدائش ۱۹۲۲ء کو مشرقی پنجاب میں ہوئی۔ مختلف ادبی تصانیف کے ذریعہ روڈ اور میاں احمد اکادمی کے سکریٹری بھی رہے ہیں۔ گزشتہ آدھی صدی کے لیے ہوش خدمت ادب میں گزاریے ہیں۔ شاعری اور افسانہ نگاری میں قابل نگار بھی ہیں۔ ان کے معروف ناول یہ ہیں۔

- ۱۔ سندھ کی راکھ
- ۲۔ انگوٹھے کا نشان
- ۳۔ دھڑی سدا سہاگن
- ۴۔ کوٹان والی
- ۵۔ ہلکے ہاتھ
- ۶۔ ایک شہر ایک صوبہ
- ۷۔ بھرمیادل ڈیرو ڈیرو

اول انڈیا کے انڈیا کا پہلا ناول ہے اور ناول میں ناول "بھرمیادل" کے نام سے مشہور ہے۔ آجکا ہے۔ ان کی پہلی کہانی ۱۹۴۲ء میں "انڈیا کے راستے" کے نام سے چھپی تھی۔ ان دنوں قومی مسئلہ مسلمانوں کا زیرِ غما اور خواہہ احمدیہ صحت چٹائی واحد رنگہ ہندی، کوشن چندر، انڈیا کے ڈیرو ڈیرو کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ حاصل ہے کہ کشمیری لال ڈاکٹر کو راستہ نظر ہوئے۔ اور اپنے افسانوں میں کے لئے تھیں ہائی۔ انہیں کشمیری ادب میں نظر آئے گا۔ جڑہ بھی اسی گوان مابہ حاصل کی ہیں ہے۔

کشمیری لال ڈاکٹر کے افسانوں اور ناولوں میں وہیں اور عہد کی زندگی ایک دوسرے سے ملتی نظر آتی ہے۔ گان پھیل کر شہروں میں اور شہر پھیل کر دیہات

میں پہنچتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔ آہ کے دور کی یہ ایک نئی حالت تھی جس سے اگر صاحب نے نہایت خوبی کے ساتھ اساتذہ ادب میں سرودیا ہے ۔

کشمیری لال اگر کے اساتذہ اور طالبان کی زبان نہایت سادہ سہل اور آسان ہوئی ہے ۔ الفاظ خاص اور سلیے روان روان ہوئے ہیں ۔ لکھے جتنی لکھے ہوئے ہوئے ہیں ۔ لہر شور و بات کہنے سے گہرا کہنے ہیں ۔ کردار کہنے سے کہنے اساتذہ کی طرح تیار آتے لکھے ہیں ۔ قاری ایک بار اساتذہ یا قابل شوق کے علم کو بے برقیل جاتا ہے ۔ ہلکے پھلکے اور نہایت مختصر جملوں کے سوا جواب مکانہ آوازی کی جان میں ۔

کشمیری لال اگر کے اساتذہ میں انگریزی کے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں ۔ ان کے لکھنے میں بھڑکھٹن انتہائی خوبصورت اور گلاب ہے ۔

کشمیری لال اگر ایک مسعد اساتذہ نگار اور قابل نگار ہیں ۔ وہ بھلا ہی کے نہیں بلکہ بڑی اہم و دنیا کے مستحکم اور قابل نگر اساتذہ نگار ہیں ۔ انہیں ملکہ اور سہ کے ساتھ لازماً متعدد اساطات و اعزازات حاصل ہو چکے ہیں جن میں غالب ایوارڈ بھی شامل ہے ۔

مہرچند کوشک

مہرچند کوشک کی پیدائش ۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کو مشرقی پنجاب میں ہوئی ۔
ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم بھی پائی ہے ۔ انگریزی
زبان میں اہم علم کے علاوہ سیاسیات اور اقتصادیات میں بھی اہم علم کا ہے ۔

مہرچند کوشک نے اچھے اعلیٰ لکھے ہیں ۔ ان کے اعلیٰ ادب میں
مارکس خیالات کی جھلک نمایاں ہے ۔
مہرچند کوشک کے بیان طرز کا عصر بھی ان کی الہی پہچان قائم کرتے ہیں
نہایت مددگار ثابت ہوا ہے ۔

مہرچند کوشک کے افسانوں میں سادہ و سہل انداز بیان اور عام فہم اسلوب
نگارش بھی قابل تحسین خیال ہیں ۔ زبان نہایت آسان سہل اور قریب واطلاق
کے اظہار سے نہایت کامیاب ہیں ۔ مسائل کا اضمحلال کم ہے ۔ مکالمے طاری
اور برجستہ ہوتے ہیں ۔

مہراٹھ سطر

مہراٹھ سطر کی پیدائش ۱۹ ویں ۱۹۲۲ء کو مہاتواں (پاکستان) مشرقی پنجاب میں ہوئی ۔ گزشتہ چار دہائیوں سے ادب کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ۔

مہراٹھ سطر شاعر بھی ہیں اور افسانہ نگار بھی ۔ ان کا کلام ملک و وطن ملک کے قصود، مہاری ادبی رسائل و اخبارات میں چھپتا رہتا ہے مگر ابھی تک کوئی شعری مجموعہ نہیں آیا ہے جبکہ افسانوں کے دو مجموعے چھپ چکے ہیں جن نے نام یہ ہیں ۔

(افسانوں مجموعہ)

۱۔ کانا کی دیوار

۲۔ ساحل سحر اور صبح

دیباچے افسانہ میں کافی محنت کام اور نام کے باوجود بقول خود انہیں ان کی شاعرانہ شخصیت نے زیادہ مقبول نام دیا ہے ۔

بہر حال مہراٹھ سطر پہلے ہی ایک شاعر کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں اور افسانہ نویس سے کم جگہ ان کے افسانے ان کے مہاری افسانہ نگار ہونے کی وجہ سے بولی دلیل ہیں ۔ ان کے افسانوں کے انتخاب میں " اہٹا گھر " اور " بھگوان اور انسان " قابل ذکر افسانے ہیں ۔

مہراٹھ سطر کی افسانوں دنیا کا تانا بانا نہایت حسن و خوبی سے بنا ہوا ہوتا ہے ۔ ان کے افسانے کا پلاٹ، تشبیب و تازہ، فالو، مروج و کمال اور طرز ادب سب قابل توجہ ہیں ۔ ان کا اچھوتا پن اور دلکش انداز بیان ان کے شعری افسانوں کی خصوصیت عکاس کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔

باب ہفتم

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو ڈرامہ

آزاد کے بعد بسط حساب میں اردو ڈرامے

ڈرامے اردو میں انگیزی کے اثر سے آیا ہے۔ دیگر اصناف ادب کی طرح اردو ڈرامہ میں بھی بسط حساب کو اعتباری حیثیت حاصل رہی ہے اور اس سبب سے ڈرامہ نگار کی اپنے بڑے تعداد راستہ ہے۔

اعجاز طے تا۔ کے علاوہ کوشن چندر واحد رشک بید، سماد حسن عفر نوتار رشک دگل صاحب بلونت گارگی کارہاشی۔ کن ٹاہہ آزاد سرچنگوان ساد افسال طے، طالب کوٹھڑی، پیرم نے کئی ایسے اردو ڈرامے اور ایت ہالی ڈرامے شہر کر کے بسط حساب میں آزاد کے بعد اردو ڈرامہ نگاری کی روایت کو زندہ اور جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ دوست ہے کہ اعجاز طے تا۔ اور واحد رشک بید کے بعد بسط حساب نے بالخصوص آزاد کے بعد نئی نسل نے کوشن عظیم ڈرامہ نگار میں ابھی تک نہیں دیا ہے۔ تاہم مجموعی طور پر یہاں کی ڈرامہ نگاری کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکا۔

کوشن چندر نے جو ڈرامے لکھے ہیں ان میں "سوائے کے باہر" کا طور قابل ذکر ہے۔ کوشن چندر کی فکشن نگاری ان کی ڈرامہ نگاری کو ہم کرگی وگرنہ یہ صورت دہکروا ہے۔ عظیم ڈرامہ نگار ثابت ہوئے۔

واحد رشک بید، بھادی طور برائے نگار میں مگر ان میں نے کئی کامیاب اور غنیمت ڈرامے لکھے ہیں۔ ان کا مشہور و معروف ڈرامہ "نقل مکانی" ان کی ڈرامہ نگاری کی صواب کمال ہے۔ "نقل مکانی" کے علاوہ "بر" "دست" نامی کامیاب فلم بھی بنائی گئی تھی۔ واحد رشک بید کے حسب ذیل دو ڈرامائی مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں۔

۱۔ بے خان چمن

۲۔ ملک کھیل

راحمدر شاہد کے ہاں انسان اور قانون میں بھی ڈرامائی عنصر ہے۔
غالب ہے۔

سادات حسن خان دیوانے لکھنے کی عظیم فہم تھیں نہایت ہیز کام
انہیں نے اردو ڈرامہ نگاری میں کی ہے۔ کہہ لال کھڑے سادات حسن خان
کی کتاب ڈرامہ نگاری پر رائے دینے والے ہیں یہاں طور پر لکھا ہے کہ —

”خان کے ڈرامے اپنے دلچسپ موصوٹ اور مکالمے
کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔“ (۱)

کوٹار شاہد دگل نے اردو ڈرامہ نگاری میں کافی حصہ ڈالا ہے۔ مقبول سید
نذیر حسن ”وہ اپنے کتاب ڈرامہ نگاری میں“ ”وہ لکھتے ہیں کہ —

”کوٹار شاہد دگل اپنے کتاب ڈرامہ نگاری میں دگل
کا شمار ان ڈرامہ نگاروں میں ہوتا ہے جن کے ڈرامے
میں کی کسوٹی پر کھینچے جاتے ہیں۔“ (۲)

کوٹار شاہد دگل کے ڈراموں میں چند اہم ڈرامے یہ ہیں —

۱۔ دہا بھد گا

۲۔ سوار اور شاہک

۳۔ مہما بھی

(۱) اردو لٹریچر ارتقا میں پنجاب کا حصہ۔ کہہ لال کھڑے۔ مشمولہ ماہنامہ
”پرواز ادب“ شمارہ ۲/۱ جلد ۱۔ ۲۱ محکمہ اعلیٰ پنجاب حیدر
آباد۔ ۱۹۶۴ء۔

(۲) آزاد کے ہمد پنجاب کا لٹریچر ادب۔ سید نذیر حسن مشمولہ ”ادگار“
آزاد گلابی ۱۳

بلوچت گارگی بنیادی طور پر مقامی ڈرامہ نگار مین مکرارہ و ڈرامے سے
 بھی ان کی وابستگی قابل ذکر ہے۔ ان کے ڈرامے اسلوب کی سطح پر لپکتے
 کتاب ڈرامے سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے وہ بھی ڈراموں کا مجموعہ بھی
 شائع ہوا ہے۔ کا نام ہے۔ "بلوچت گارگی کے ڈرامے"۔

نارپاشی اب جدید شاعر ہیں۔ تمام انھوں نے اردو ڈرامہ نگاری میں
 بھی ذیع آواز کی ہے اور کئی کتاب ڈرامے لکھے ہیں۔ ان کے ڈراموں کے
 مجموعے کا نام ہے۔ "اللہ میرے کا لہدی"۔

پروفیسر۔ مکن ناتھ آزاد اب نکلے شاعر اور ماہر اللہیات کی حیثیت سے
 جاتے پہچانے جاتے ہیں۔ تمام انھوں نے ڈرامہ نگاری میں بھی اب جدید
 دلچسپی لی ہے اور ان کا ڈرامہ "ایلا پھیر" قابل ذکر ہے آزاد کے دیگر
 سب سے جاتے ہیں نے ان کی ڈرامہ نگاری کو زیادہ اچھے نہیں دیا اور وہ
 اب اہم اور مشہور ڈرامہ نگار نہیں بن پاتے ہیں۔

افضل ملک مالیر کوٹلی شاعر و اسکالہ نگار ہیں کے باوجود اور ڈرامہ نگاری
 بھی کی ہے۔ ان کے سب سے قابل دو ڈرامے قابل ذکر ہیں۔ "حیرہ" اور
 "پھیر"۔

میرزا ادیب اردو کے ڈرامہ نگاروں میں سے اب ہیں۔ انھوں نے زیادہ
 ڈرامے نہیں لکھے۔ بقول کہہ لال کپور۔ "میرزا ادیب دواہ قابل قدر
 ڈراموں کے مصنف ہیں۔"

مرگوان شاد بنیادی طور پر مقامی اور شاعر ہیں۔ تمام انھوں نے فن
 اسکالہ نگاری اور ڈرامہ نہیں میں بھی سب اوقات طبع آزمائی کی ہے۔ انھوں نے
 سب سے اچھے ڈرامے تحریر کیے ہیں۔ ان کا کوئی مجموعہ ڈراموں کا
 شائع نہیں ہوا ہے۔

اولاد وراثت کے حساب میں اردو ذرائع کا اہم کام ہے۔ انہیں
اس کے کامل معرکہ میں حاصل ہے۔ ان کے کامیاب ذرائع میں درج ذیل
قابل ذکر ہیں۔

بہائی ذرائع کے مجموعہ

- ۱۔ باہی
- ۲۔ جڑاھے
- ۳۔ بھٹی

ذرائع کے مجموعہ

- ۱۔ تہ حیات
- ۲۔ بھٹی
- ۳۔ چھٹا بھا
- ۴۔ گرواب

بہائی حساب میں آزادی کے بعد اردو ذرائع کی تازہ نہیں ہو سکتی
اور مختصر تاریخ۔ اہلی بہ طر حار ہے ا لئے آئندہ مستقبل نہیں وہ بعد
میں زمین میں اچھے اور والہ اردو ذرائع معرکہ کے حلقے کی توں امیدیں
کے کر لیں نسل سے راستہ رکھتی چاہئیں یہ امید ہی حلقے ذرائع کی
حیات حلقہ کی اصل حیات ہے۔

باب ہشتم

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو شاعری

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو شعائر

پانچ دہائیوں کی سڑیوں پنجاب سڑیوں، سڑیوں، سڑیوں، سڑیوں اور سڑیوں کی دھڑکی ہے جس نے عہدِ حق سے قابو حال بنائے کے مزاروں انقلابات دیکھے ہیں اور آسمان کی سدا مزار گردنیں اپنے اور دیکھی ہیں۔ حیات انسانی کے تمام شعبہ جات میں اس زور پڑھائی نے زندگی کے وہ عناصر جوڑے ہیں کہ ان گنت انسان مہینہ مہینہ کے لئے اتر ہو گئے ہیں۔ یہی وہ زمین ہے جہاں مومن جواہر اور مہیا کی عظیم الشان نہا میں طین پڑھیں اور مدد دوازہ جاگئے کے بعد سو گئیں۔ یہ ہی وہ خاک دلفشیں ہے جہاں مثال ملک سے ۱۵ سولہ مسیح اور اس کے بعد کے آریہ یہ سدا مزار نعر داخل ہوئے اور اپنی عظیم الشان عظمت قائم کی۔ عسکریت یہیں پروان چڑھی۔ اسی سڑیوں پر لالائی دھ لکھے گئے۔ اس خطہ اکبریت میں اہلحدیث کو حکم دیا گیا۔ یہ ہی سڑیوں ان لسانی تحریکات کا سرچشمہ و منبع ہے جو بعد کے ادوار میں هندوستان کے دیگر خطوں میں دور و نزدیک پھیل گئیں۔ یہاں تک کہ اس عظیم القوت سڑیوں نے اردو زبان کو حکم دیا اور میر علی خان سرحدی و مسعود غیلانی کی زبان سے اپنی اس عظمت کا اقرار بھی کر لیا۔ اردو کے اردو کہلانے سے پہلے مختلف نام رہے ہیں جن میں محدود یا محدود سب سے اہم ہے۔ یہ ہی زبان اصل اور قدیم اردو ہے اس کے باوجود الفاظ دیگر اردو کے قدیم کے پہلے صاحب دیوان ناصر حضرت خواجہ مسعود سر سلطان لاہوری (وفات ۱۱۲۵ اور ۱۱۳۰ھ کے درمیان) ہیں۔ جن کی اولیت اور اولیت کا لڑھا خود خطاب امیر خسرو دہلوی نے بھی مانا ہے اور بعد کے اہل علم نے بھی جسے تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد کئی اہم نام ہیں جسے شیخ بابا فرید شکرگ۔ رحمت اللہ علیہ اور بعد دوسرے نام جن میں شیخ اسحاق لاہوری سکندر بھائی دیو شامل ہیں۔ محدود کی معنوی علاقے کی محدود زبان

یا زبان نہیں بلکہ وہ لہجہ تھا جسے بعد میں اردو کہا جانے لگا۔ ڈاکو اسے مانے۔ مدہائی نے درست لکھا ہے کہ ۔

”معدوی کا لفظ کسی مفسور، طالعے کی بھلی کا نام نہ تھا
اس لئے کہ دہلی میں شیخ نظام الدین کے یہاں گائی سائے والی
توالیوں کی زبان کو بھی معدوی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
(۱۰۰۰) جس سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ عثمانی عہد کی
وہ ساری بھلیاں جن کا کوئی مفسور، لکھنا نہ تھا ان سب
کو معد کی روایت سے معدوی کے متعلق نام سے پکارا جاتا
ہوگا۔“ (۱)

۱۸۴۲ء میں کرنل حال واٹز کے ایچا براہمن بھسپ کی داغ بیل، حالی
آزاد کا باہم مفکران نظم کا بھسپ سے آغاز کیا، طبعی مشاعروں کی بھائی نظم
مشاعروں کے اصناف کے امتیازات اور اس سب سے بڑھ کر مولانا الطاف حسین حالی
کا غزل کے خلاف اور نظم کے حل میں زبردستی مہم چلائی اور اس کی کتابوں کا
مطالعہ اسے محرکات میں جھین آئندہ تمام ادوار میں اردو نظم بلکہ اردو شاعری
کے سب سے بڑے محرک کے طور پر بھسپ نے اپنا لوہا دکھایا۔ حالی اور آزاد کے
بعد ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یہ سرف سرف بھسپ کے عصری کردار کو اساتذہ
آسمان پر پہنچا دیا بلکہ خود اردو شاعری کی تعمیر بدل دی۔ نئی پسند و نیک
کے علم برداروں میں نہیں ساحر حلیہ، قاسمی اور ان گنت شاعران بھسپ نے
مرکزی کرداروں کا رول ادا کیا۔ جدیدیت کی لہر نے بھی بھسپ میں جنم لیا اور
میلون میں ندم، موانعہ اسے بے شمار بھسپیں خزانے اردو نے نئی سے نئی راہیں
نکالیں۔ قاسم کاظمی، شہرنازی، فیروز گلا، کن لکے عسوی نے جدید شاعری کو بھسپ
جوڑ دیا۔

(۱) اردو نظم کے ارتقاء میں بھسپ کا حصہ ڈاکٹر ایچ۔ جے۔ مدنی مضمون
ماہنامہ ”ہیوارڈ اپ“ جنوری ۱۹۸۲ء جلد نمبر ۱ شطوط نمبر ۱۔۲

۱۹۴۷ء میں ملک کے تقاضے کے مطابق کو تقسیم کر دیا۔ اردو اور اردو والے کثیر تعداد میں مشرقی پنجاب سے مشرقی پنجاب پاکستان چاہتے ہوئے ہوں سے بھی یہ واقعہ پاکستان میں پیدا ہوا۔ ہمارا مقصد وسطی پنجاب کے سرحد علاقوں سے لے کر لہہ عالی ہوگا بلکہ اردو بھی ہے۔ سلاوطن ہوگئے۔ سوچ رہے تھے کہ اردو شعراء اور شاعری۔ ان کے دم قدم سے اور ۱۹۴۷ء کے بعد ہونے والے اردو شعراء کے لئے ہمارے پنجاب میں پھر فتح شعراء روشن مواقع اور سلاطین پھر سے بچھائی گئی۔ اب کے پھر ہی تعداد میں پنجاب آزاد شعراء ہمارے مکتب سے پنجاب میں اردو شعراء کے گستاخ کی بہترین کر اس شہین زبان کی شعری خوشبو کو بہار سے پہنچانے میں لگ گئے۔ آئندہ سلطنت میں پنجاب میں آزادی کے بعد کے اردو شعراء کی حیات اور ان کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان میں کئی وہ نام ہیں جو پیدا ہو آزادی سے بہت پہلے ہو چکے تھے مگر ان کا مقام و واسل بعد از تقسیم نمایاں ہوا ہے۔ بلاؤن پٹواری، عزیز طبعی، حجاز، طبعی، ساحر، عویشا، پوری، ساحر، جالکوی، آزاد، کلائی، کرشن ادیب، بیہم، کار، پٹار، ڈیرو، ڈیرو، علاؤ الدین، بہت سے نام وہ ہیں جو آزادی کے بعد پیدا ہوئے اور آزادی کے کئی برس بعد ادب میں چکے اور اب نام کا ایک مقام بنا چکے ہیں اور مزید بڑھ رہے ہیں۔ ڈیل میں ان تمام شعرائے پنجاب کی لہر سے ہیں جن پر آئندہ سلطنت میں مسلسل روشنی ڈالی گئی ہے۔

آرہ ڈی۔ جین

آرہ ڈی۔ جین کی پیدائش پنجاب کے ضلع ضلع (موجودہ ضلع) امبالہ شہر میں ۱۹۱۹ء ۱۹ جنوری کو ہوئی۔ ان کے والد مدرس تھے۔ ابتدائی تعلیم گورنر اور وطن میں ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۵ برس کی عمر میں الہ و اس لڈ کی میں صلا داخل ہو گئے۔ چار سال تک دستکاری کا کورس پڑھا اور مدرسہ سے نکلا۔ ۱۹۴۱ء میں سرکاری ملازم ہو گئے۔ ۱۹۵۲ء میں امریکا

گئے اور طعنی لکھتے اور جدید لکھتے پر طعنی تسلیم و قبولت حاصل کر کے ایک برس
بعد وطن واپس ہوئے۔ انڈسٹریل ٹریڈنگ انٹرنیشنل ٹریڈنگ کمپنی میں بوسیدہ رہے اور
بھارتی حکومت نے ان کی خدمات میں شہید ہو گئے۔

آر۔ ڈی۔ جین کو ساحر طعنی سے شعری شہید ملے۔ خود ایک جگہ
اپنے صاف میں لکھتے ہیں کہ —

”سحر طعنی کا شوق دیرینہ ہے۔ ساحر صاحب طعنی کی ادبی
سجائوں سے شہر کھلنے کا شوق پیدا ہوا۔ مگر اب بھی طعنی
کا شوق زیادہ ہے اور کھلنے کا کم۔“ (۱)

والفہ جین صاحب نے بہت کم کہا ہے۔ ان کا کون سا شعر بھی نہیں ہے۔ زیادہ تر
کلام دسپورہ زبان ہو گیا۔ کلام کا تصور کے طور پر چند انصاف پسند ہیں۔

حشر کہ لاکھ اسے بدائین دین
وقت گزرا ہوا نہیں آتا
سو کر گویا اسے مسکالی
نہ جانے گا شکستہ ہستیاں

لاکھ مجبور ہو انسان ہے پھر بھی مختار
حسن تدبیر سے تدبیر بنا سکتا ہے
اس فسون آباد کا فکے نہیں تدبیر پر
اس جہان میں ہر جگہ تدبیر ہی تدبیر ہے

میں مطلع سے بہم آؤں واک و خاک و باد
عقوبت ہے تیار گوشت تدبیر ہے

(۱) بہار طعنی۔ ساحر طعنی۔ ۱۹۶۲ء مرکز تعلیم و ثقافت بھارتیہ بھارت

آزاد گورداس پتھری

آزاد گورداس پتھری کا نام مہندر سنگھ ہے اور محلہ آزاد ہے جان کی
پیداں ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ظفروال ضلع گورداس پتھری پنجاب میں مولیٰ معلم
پتھری ہائی اسکول میں ادبی شوق بڑھان جڑھا ۔

آزاد گورداس پتھری کا محلہ عمری "دستان داغ" سے ہے ۔ وہ حسرت
نور علیا کے شاگرد رشید ہیں ۔ ان کو نثر اور نظم دونوں اصناف پر یکساں
صور حاصل ہے تاہم نثر لکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں ۔ ان کا کلام پنجاب اور بیرون
پنجاب کے متعدد ادبی رسائل اور اخبارات میں اشاعت پذیر ہو چکا ہے ۔

آزاد گورداس پتھری کے کلام میں "داغ دستان شاعری" کی خوبیاں بدرجہ اتم
موجود ہیں ۔ ان کے کلام میں شوقی و شوافعی کی بڑھتی شہدگی کی پہچان میں
دیر پردہ کی طرح دکھائی دیتی ہیں ۔ ان کے کلام میں صہباز رکھ رکھاؤ اور
سوز و گداز کا حسین توازن قائم ہو چکا ہے جو انھیں دیگر صہباز شاعرانہ اور دہلی
شاعرانہ ہر لاکھڑا کرتا ہے ۔ ان کے کلام میں بلا کا قافیہ ہے ۔ نثران میں رنگ و نثر
خاطر خواہ ہے ۔ ہوائی عمری بکرتے مظہر کوہن کرتے ہیں ۔ تشبیہ استعمال
ملاحت مضمون کا استعمال ان کے کلام کی جان ہے ۔ حسن لفظ کی تلاش کا
غور و فکر استعمال دیکھتے ۔

لغز میں کو شوکت کوہار کہتے آئے ہیں
سہل کو جو طہہ دھوار کہتے آئے ہیں

تلمب کا استعمال تشبیہ کے ہوائی میں اور بھی دلکش اور دلکش ہو چکا ہے ۔
آزاد کا یہ عمری ان خوبصورتی کی حد میں سمجھو ہے ۔ کہتے ہیں کہ ۔
رہا ہے دل میں صہباز کے بازار کی طرح
دیکھے تو کوئی آئے صہباز کی طرح

لب و رخسار پار کی لئے گل و گلاب کی تشبیہ کی خصوصیت ہے استعمال کی ہے آزاد
 گھوڑا سہری کا انداز لڑا اور الہ ہے۔ چنانچہ یہ شعر قابل فہم ہے —
 ہر چیز ہے نگاہ میں گل ہو کہ بر گل
 کوئی نہیں ہے لب و رخسار کی طرح
 تشبیہی نظام کی خصوصیت ظاہر ایک اور شعر دیکھئے —
 سبیل احمد گیا ہے تصور میں زلف کے
 ہو گئے کھڑی ہے طالب دیدار کی طرح
 آزاد گھوڑا سہری کی شاعری میں سادہ و آسان ہے۔ ان کی غزلیں خاص طور پر سادہ
 مشاعرہ میں کافی مقبول ہوئی ہیں۔

آزاد گیسٹا فسی

اصل نام کلاپی ہے اور آزاد بعد۔ جان کی پیدائش ۱۹۲۵ء میں
 کالا باغ میں ہوئی جو اب پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد
 قائد مشرقی پنجاب میں آگئے۔ پیدائش کی جگہ آپ کی شعری و فنی تعلیمات
 میں بڑا اثر ہے۔ جان دھون آزاد انگریزی کے استاد کی حیثیت سے گورنمنٹ کالج میں
 کالج قائد علی کالج پنجاب میں تدریس خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے
 ۱۹۵۶ء میں انگریزی میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا تھا۔ آزاد کلاپی
 کی درج ذیل تصانیف ہیں —

- ۱۔ صلیب نام
- ۲۔ آئین خیال
- ۳۔ حسرت کا بن بانی
- ۴۔ نکلن کا کتب
- ۵۔ دشت جدا

علاوہ اس آزاد گلابی نے انگلیزی لڑائیوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ آپ عہدِ اردو اردو دہائیوں میں لکھے ہیں ۔

آزاد گلابی کو درج ذیل اصناف مل چکے ہیں ۔

- ۱۔ آلِ ایلایا میر اکادمی ایوارڈ دیا گیا
- ۲۔ مسکے اسٹے پنجاب کا ۱۹۶۴ء کا پہلیں تخلیق ہونے سال ہون ایوارڈ ہائٹ "علت لم" دیا گیا ۔
- ۳۔ ۱۹۱۱ء میں "آلویہ خیال" پر مسکے اسٹے پنجاب کی طرف سے سال کی پہلیں تخلیق کا ایوارڈ دیا گیا ۔

آزاد گلابی بنیاد طور پر نثری گزشتہ میں حادیہ شمعہ کے مطالعے میں نثری شاعر، زیادہ تخلیق کرتے ہیں ۔ ان کی نثر میں گرمی کی طرح "یونان کی فلاں" اور "فلاں کی فلاں" ہائی جاتی ہے تاکہ خلائی ذہن سے جو کہیں اپنے آپ سے سوال کرتا ہے تو کہیں باہر کی دنیا سے استعارہ کرتا ہے ۔

میں اگر خود میں نہیں میرے ہوا کرتا ہے
میرے باہر کرتا ہے میرے اندر کرتا ہے
میں اگر جسم تھا تو آستان پر کرتا تھا
اور اگر ایک روح تھا تو میرے گھر پر کرتا تھا

آزاد گلابی کی نثر میں نثر اور نثریات کا حسن معیہ نہیں ملتا ہے ۔ ان کا اہمالہ ولہجہ اور لہجے کا کیا بن اردو نثر میں دور کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔ ان کی نثر میں گہرائی و گہرائی سطحی و سطحی کتب کے احسا کے ساتھ ساتھ کئی کہلیات پکڑا ہوگی میں جن سے ان کی نثر کا ایک طرز انداز نکھر کر سامنے آتا ہے جو خود ان کی پہچان بھی ہے اور ان کی نثر کے دوام کی ضمانت بھی ۔

جدید لب ولہجے کو اپنانے کے باوجود روایت کا سبب احترام آزاد کا عبور ہے ۔ چنانچہ نثر میں روایتی معیہ کے اعتبار کی یاد آزاد کے اس شعر کو

ہر دم گرفتار ہو جاتی ہے ۔۔۔

حب سے لڑتیے جوا ہے تل اس کے گال کا
اک کہکشاں سے کم نہیں ظلم و ستم کا
تھپائی کا عہد احساس لم کا پاس اور امید وہاں کے سائے آزاد کے امن و دل
پر اس طرح مسلط ہوئے ہیں کہ ان کے اندر کا انسان دکھی ہوا سمجھا ہے ۔ خاکسار
لم تھپائی حب انصار کے ہیکوں میں ڈھلتا ہے تو قاری اور سلج کے ذہن پر
بیضاء اثر چھوڑتا ہے یہ شعر ملاحظہ فرمائیں ۔۔۔

گوشا ہے کہی ہن مری تھپائی کا احساس
بہن ہو، آواز سنی دل کے خلا میں
لم سلطان کو اردو شاعری نے کئی روکن اور پہنچنے سے محفوظ کیا ہے ۔ آزاد نے
" ا لم " کو اپنے لئے خسرواہ بنالیا ہے اور خود کو لم لازوال کا حامل بنا کر
عمر کا اظہار کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ۔۔۔

جو تویں ۔۔۔ کو لم لازوال پختا ہوا
وہ زندگی میں رہا ہوا رہتا بن کر

آزاد کی فنل ایک حساس شاعر کی فنل ہے جو مشرقی زندگی اور اس کے فنل کو اپنے
اندراں طرح سے جاب کئے ہوئے کے اس سے ہماری مشرقی تھاپ اور تھاپ کے
کوب و طرب دھون سمجھ کر ایک نئے ہوا بہ انہار میں ڈھل گئے ہیں ۔ چنانچہ
ڈاکٹر ظہیر آغا کے یہ الفاظ اس سبب کو مزید اجاگر کرتے ہیں ۔۔۔

• آزاد کلاں کی ناز و نراون کو پڑھتے ہوئے ۔۔۔ بار بار
احساس ہوا کہ اس شاعر کے مان فنل کے معسر کیوں کے
بارجہ مشرق کا یہ نسلی مشاعرہ اور انکشاف ذات
کا حل ایسی خوبصورتی سے ملنے آیا ہے کہ فنل کا
نازک آہیکہ قدری تھپا سے ہگھٹا اور نئی سے نئی

سورج میں ڈھلکا ہوا نذر آئے لگا ہے۔ (۱)

ایسٹ سوسائٹی

ایسٹ سوسائٹی کا اصل نام گنگا رام ہے جان کی پیدائش ۱۹۱۵ء کو سرحد
پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ آزادی وطن کے سہاویں رہے۔
شیرداد پ سے شروع ہی سے دلچسپی رہی ہے۔ ۱۹۴۴ء میں محکمہ مال میں
ملازم ہوئے اور ۱۹۴۳ء میں ریٹائر ہو گئے۔

ایسٹ سوسائٹی فلم و فنل دونوں حلقوں پر عبور رکھتے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں
علامہ سیاح اکوٹاوی کے بالادہ شاکر ہوئے۔ علامہ مرسول نے اپنی حیات
میں میں فارغ الاصلاح قرار دے دیا تھا۔ مثل سخن نے ایسٹ سوسائٹی کو ایک مضامین
ہوئے اور مسند شاعر کی حیثیت عطا کر دی۔ ادب میں جدید رجحان کے انقلاب
کے قائل ہیں۔ ان کے کلام میں جوت پسندی قدرت خیال کہوئی و گہوئی
حسن بیان سادگی زبان اور تازہ وراسلوب نگارن پروردہ اہم مروجہ ہے۔ کلام کا
نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

نذر آئے ظلم سواپ کیا ہے
ن حیات پر رفیق نلاب کیا ہے
حالیات کا ہوا نہیں انور کی ہر
میں سے حشر کے دن احتساب کیا ہے

(۱) "آزاد کلاسی کی نئی نثریں"۔ ڈاکٹر طبر آقا۔ مشعلہ دشت صدا۔ آزاد

کلاسی ۲۰۔ ۲۱۔ ۱۹۴۶ء ناشر فیڈلاریک انجینیرنگ پبلیشنگ

مطبوعہ سو لیٹریچر ہاؤس دہلی "عالمی مشرق" دہلی

ابن سوری کے ہاں عشق ایک سار گاہ ہے ۔ اس کا خطاب نہیں خواب ملتا ہے ۔
جوابہ کہا ہے کہ ۔

حوائل دل میں رہتے ہیں داد دیتے ہیں
گاہ عشق بھی کار خواب کہا ہے
ان کے ہاں سرگام بھی طبیعت کو اس آجاتا ہے اور سر میں خواب وصل
میں سویت رہتے ہیں ۔

لم یزاول بھی اس آگیا طبیعت کو
نیرے وصال کا پرکھ خواب کہا ہے
ان کے دوشمیر اور دیکھتے ۔

نظام دھرم میں غلطی نہیں اگر کوئی
و انقلاب بنے انقلاب کہا ہے

سبب قطرہ ہے بھی اب نہ مرعابہ
عہال گوش، حام خواب کہا ہے

ادھے سنگھ شمس الدین

نام ادھے سنگھ اور تخلص : شاعر ہے ۔ ان کی پیدائش ۱۸۶۵ء میں ان
کے آبائی گاؤں " مہائی " ریاست لہند کوٹ (موجودہ ضلع لہند کوٹ) پنجاب میں
ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم لاہور میں پائی ۔
کالہ کی تعلیم کے دوران لاہور میں انھیں ادبی ہوش کے مواقع ملے ۔ وکالت پاس
کی اور وکالت کو پیشہ بنایا ۔

ادھے سنگھ شاعر کی شاعری ادیم و جدید کا حسین امتزاج ۔ کہیں سادگی
ہے ۔ نثر اور نظم دونوں پر یکساں قدرت حاصل ہے البتہ نثر کے دل دادہ
ہیں ۔ ان کے قصے بہت طویل ہیں ۔ جسے حسب ذیل شعروں سے

فری مضمون جہاں بھی گئے ہم
 صہبہ کی اک داستان چھوڑ آئے
 شائق کے مان پڑے مسلمان اور پڑے الکافران طرح استعمال ہوئے ہیں کہ ان میں
 نش جاشی پیدا ہوگئی ہے۔

سواحن سے 'وا دو گھنٹ ہی کر شیخ لیواہن
 کہ حقہ بادہ خواہوں کی ہے یا برہمنگانوں کی
 اورے سنگھ شائق کا شمار بھاب کے استاد قزل کو عسراہ میں ہوتا ہے۔ ماضی میں
 کسی کا، مکتب فکر کا خود کو مظہر نہیں بنایا بلکہ ہمیشہ آزادی روی اختیار کی۔
 ان کی اردو شاعری بالعموم بھاب کی اردو شاعری کو قابل قیاس قرار دیا جاتا ہے۔
 انہیں "لسان الاصاغر" کا خطاب دیا گیا ہے۔ یہ اصغر الحسن ارباب ظم لیے
 دیا تھا۔

نہایت دور سے ہی آئے اور لاہور سے اہل اہل۔ ہی کے دیوان میں ان کی شاعری
 چند اشعار تھی۔ مثلاً: کو لاہور میں حضرت علامہ کا حور صاحب آبادی اور مہلا رام
 رٹا کے ساتھ ان کے کہیں ادبی تعلقات کا حوالہ دیا گیا ہے بلکہ دیہاتے ادب ان
 تہذیبوں کو "استاد علامہ" کہیں تھی۔ آپ کے دو شعری مجموعے ہیں۔
 ۱۔ حیرت کہہ
 ۲۔ طلسم کہہ

اورے سنگھ شائق کے کلام میں سادگی اور سادگی ہے۔ گہرائی و گہرائی ہے۔ زبان
 سہولت برائے اور لطیف احساسات کی حامل ہے۔ لہذا کلام کے طور پر ایک قزل
 کے چند اشعار دیکھئے۔

اللہ یہ دور ہے وطنی • اب ہم ہے ذکر آسمانی
 اے شیخ یہ ہے کہہ ہے اس میں • دھنسی ہے لہائے پارسی
 انکھوں میں نہ کون • رہا ہے • بھیکا ہے حال کیانی
 آگے ہے ابھی خون کی قزل • چل اور ڈو شکستہ ہانی

دیکھیں آگے ہو کیا جتن ہیں • ان کے یہ تھا دور ابتدائی
 بوجھا تو ہے مری سے لیکن • کوئی ایسی خبر نہ آئی
 لاہور میں رکھ نظر کو شمال • موحائے کہیں نہ کہ مہمانی

اپنیخ - مسطور

آپ کی پیدائش ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو پٹنہ صاحب (حسن ابدال) ضلع
 بہاب (موجودہ پاکستان) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء
 میں عربین نصاب سے ماکر ہو کر حضرت کی اور مشرقی بہاب اور وسطان چلے آئے
 اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ بہاب پٹنہ میں چلے آئے۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۱ء میں
 ام چائے کا۔

آپ کو شاعری سے دلچسپی حالات کی ظہور کی دین ہے۔ "خوشبو کا
 ستر" کے نام سے شعری مجموعہ بھی شریب دیا۔ مگر شاعریام ہو یہیں ہے۔ آپ
 کی غزلیں کی زبان سادہ اور سلیس اور روان دوان ہے۔ بطور نثر ایک نثر ہیں
 ہے۔

راہ ہائے می بادہ خائے کی • ہفتگی چہ گئی زمانے کی
 اشک بن بن کے آنکھ سے نکلی • جو تھا بھی مسکوائے کی
 ان کی آنکھوں میں رہا ہوا ہے • کہ وہی شواب خائے کی
 آپ نے مسکوا کے کیا دیکھا • ہوگی ابتدا سٹائے کی
 مسکویا میں سو کر اکبر • آندہ ہے اور مسکوائے کی
 اے سحر وہ صبح کو باد آئے • جب بھی بدلی نظر رکھنے کی

الفضل ملک مالیرکولہ، علیہ

اصل نام محمد الفضل علی وسحاق نام الفضل ملک مالیرکولہ، اور محمد اقبال ہے۔ پیدائش، یکم اگست ۱۹۱۲ء کو محمد ابوالہم صاحب کی عاز مالیرکولہ علی سنگھ پنڈت میں ہوئی۔ نیز پشتون ہے، آبائی پیشہ ہے کر۔ ہے اور اردو کو در، وند ہے۔ سے وابستگی ہے۔ ملا محمد ویناز سولی تھے اور غالی دیہہ، ہمیں اسی سب سے گھرانے میں رسول کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ کی۔ عانی اسکول مالیرکولہ اور اسلامیہ عانی اسکول مالیرکولہ سے پائی۔ سرکار، کالج مالیرکولہ سے ۱۹۳۲ء میں بی۔اے اور ۱۹۳۵ء میں اردو میں ایم۔اے طبعی طبعی اور اعتبار، نیز کامیابی کے ساتھ پایا۔ ۱۹۴۰ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اردو میں ایم۔سائنس کیا اور نوردار مقام کے محکمہ میں بی۔اے۔ کے لئے تعلقہ کی ہے۔ ۱۹۴۶ء میں یونیورسٹی گوانڈ، کمیشن آف انڈیا کا مطالعے کا امتحان کیا (NET) نیشنل ایجوکیشنل ٹیسٹ پایا۔ کرکے J.R.F. یونیورسٹی، لیلوش اور S.R.F. سیرس لیلوش وائلڈ حاصل کئے۔

میں نے سے شمولوں کی طرف تھوڑا سا مل ہوا اور ۱۹۴۴ء کو پہلی بار لاہور، نرل کہی جو ۱۹۴۵ء میں مقامی اخبار "لیڈ" والا "مالیرکولہ" میں شائع ہوئی۔ ا۔ کے بعد سے کا حق ان وقت تعلیمات محدود تھیں اور پاکستان کے متعدد شہر، حوالہ و اخبارات میں شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں۔ اہم شہر، مجموعہ یہ عنوان "شہر شہر کہانی" محکمہ "الک" پنڈت کے مالی تعاون سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ کی بدولت "آواز" کے بعد پنڈت کا پہلا مستعار صاحب دیوار "سیر" ہونے کا اعزاز و شرف حاصل ہوا ہے۔ محکمہ "الک" پنڈت سرکار کی طرف سے ۱۹۸۵ء کو ۱۹۸۵ء کا اول

اسلام ملا ہے۔ "آزاد" کی چند کتاب کا پہلا مسلم شاعر" ہونے نے خود کو سراہنے
 ہونے ادارہ "کتاب و قلم" پر اقبال سے بھی عسوسی مالی اعزاز دیا گیا ہے۔
 علاوہ انہیں "نوبل پرائز" اور "کتاب زندہ مفاخر" دوسری مجموعے اور
 سر مجموعہ کتابیں ہیں یہ عنوان "کالی رات روحان دے ڈیے" پرنٹ ہوئے ہیں۔

"شہر شہر گہائی" میں ایک حد تک نثر و نثر اور ۵۲
 زبانیں شامل ہیں جہاں لکڑا اور سید نے لکھا ہے۔ علاوہ انہیں ڈاکٹر
 آغا احمد ندیم قاسمی قبل طائی کی آرائے گولی نے پاکستان سے اور ڈاکٹر علی
 اہم ڈاکٹر پتھر بدر کوسن ادیب آزاد گلابی کی آراء مقدوسان سے شامل
 مجموعہ ہیں۔ "شہر شہر گہائی" کی شاعر پر مشتمل ہے تمام درجہ و
 اعلیٰات میں تیسری اور مضامین شائع ہوئے ہیں ان میں اور "سرگودھا پاکستان
 کتاب نما دہلی" ہمارے زبان دہلی و پورہ میں شامل ہیں۔ دہلی میں ایک تیسری
 سے الگ ملاحظہ کیجئے۔

"الغالب ملک" صاحب نے بلاشبہ عزیز دل میں انگلیاں ڈھونڈو
 شاعر، تخلیق کی ہے کہ جو حدیدیت کی اعلیٰ تہذیب کی بھی
 کوئی ہے اور ریاضی اقدار کی با دار کی دہانہ دارانہ
 امیز بھی ہے اسی صورت میں از کے ہزار دوز اوصاف کا
 نہایت خوبصورت اور کامیاب امتزاج بھی ہے۔ اس کے باوجود
 یہ دعوہ نہ تامل کیا جا سکتا ہے کہ الغالب ملک صاحب ریاضی
 شاعر ہو کر نہیں ہیں۔ ان کے الغالب ملک کامیاب نام کوئی ساتھ
 ساتھ کامیاب فنل گو بھی ہیں۔ ان کی تلمیذ کی طرح از کی
 تلمیذ بھی حدید شاعر کی پھر تہذیب کی کوئی ہیں ہزار کے
 ہزار کرت خود کلامی احساں گہائی کی سطح کو سر
 آگہی ہزاران ذات و رنگ کی گہائی و گہائی حالات کا صیغہ مطالعہ

و ہر شے کے ہر گاہ پہنچے یہ کارِ مثال
 یہ عشا ہے جسے دوسرا کائنات کی
 ابرو ہو چہل کا اور نعر ہو جہالت پر
 اتر پھر اے یہ وہ تالیفِ منزلت کی
 غل سا کھن کرور ہیز جو ہو الفنا
 مرا۔ شمع سے جھون کو شاعرات کی

اپہ ما چکوا اور اپہ قولا دیکھتے —
 جانیگو — برہنہ - سم

اپہ صہب ظلم کا مٹار
 طرزِ عمر کا تلوار کا کرے ہے
 (جہی برہنہ - سم کا مٹار

نظم — الفنا و طرز ہے دھوب مارا
 کہ میں دیہاتی نہ میں شہر
 سب کی خاطر روشن ہونے میں
 سور کی ہون گور سلیم

مثنوی "میلِ احلم کی دعا" کا اپہ الفنا دیکھتے —

نہیں تار سرور چہیز کا ہر ہے
 (۱)
 درجستہ ہر میل کا۔ ہر ہے

(۱) آگہ کے قہر سے ہر سہکے ہیز حیرت نہا علم چنن رحمت اللہ علیہ کا لہر —

و طائے لئے طائفہ مشق کا عین
غم و درد میں غرق سوں لٹا ہے

کس ہفت تو کوئی نہیں شہہ کو لیکر
نہیں ہے تو یہ ایک نور لٹا ہے

سوداں پر گھڑی ہے کون ا کو طائفے
اجے ہے یہ با عدا کو بھر ہے

تلخے ہوئے درد کے واسطے ہر
کون مقام ہے یہ ہی مسافر ہے

نہ وہاں بیابان صحرا ہوا ہے
نہیں کوئی سایہ نہ کوئی شجر ہے

دل و جان میں غم خاموش ہے لہذا ہر
صفت کو ہے یہی کس سرسبز ہے

(۱)
ہکا ہوا "اکبر" نے واللہ عام آ
ہر اولاد کا درد تر پسر ہے

پسر کی طلب نے کیا کا لالہ
ہر ایک سلطنت سے بڑا پسر ہے

سلاوا کسوفسن گسپال مسلم

کسوفسن گسپال سلاوا اصل نام ہے اور مسلم مسلم ہے۔ ان کی پیدائش مہینہ دھول
 صلح ایک مہینے پہنچ (موجودہ پاکستان) میں ۱۸ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوئی ہے۔
 ابتدائی تعلیم بیہن سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم دیال سنگھ کالج لاہور سے ۱۹۳۸ء
 میں ہی حائے پاس کیا۔ سرکاری ملازمت اخبار کی۔ ۱۹۴۲ء تک چلتا
 رہا۔ تعلیم پہنچ کے بعد هندوستانی پہنچ میں آگئے تھے۔ چار سال مہینے
 سال کی سیاحت میں گزاریے جہاں وہ کرشماتی شعر کا سلسلہ مزید تیز ہو گیا۔

دیال سنگھ کالج لاہور کے تعلیمی ایام کے دوران بیہن میں کیے شاعری شروع
 کیے مزید۔ سلاوا ہی اور شعر گوئی میں بالاد کی آگئی۔ اسی اثنا میں لاہور میں سر
 عبدالقادر اور علامہ قاسم صاحب آبادی کی سہولتوں میں تربیت ہوئی۔ انہیں کی
 صحبت بہت بہتر رہا۔ ۱۹۳۹ء میں مسلم صاحب علامہ غورکھپور کے شاگرد ہو گئے۔
 ۲۵ برس تک یہ سلسلہ قلم جاری رہا۔ پھر آپ ہندوستان آگئے۔ طویل سیاحتیں
 انور سے بھی کسب بہتر کیا۔ آپ کے دوستوں میں ایک "پہنچات" کا ہے
 اور دوسرا "بھارتی وطن" ہے۔ پچھلے پچھلے پہنچات نے دوسرے سال کا اول
 شعر ایام عطا کیا ہے۔

سلاوا کسوفسن مسلم کی شاعری میں حسن و عشق کی داستانیں روحانیت
 کی فعلی و فعلی چھانیں دور تک پہنچیں ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ نام ناک کی
 کے پیچیدہ مسائل اور غم حیات بھی مسلم کی شاعری کے موضوعات ہیں۔ ان کے
 کلام میں پختگی اور گہرائی و گہرائی ہے۔ زبان عام نہیں سادہ اور سلیس استعمال
 کرتے ہیں۔ نثر میں بلا کا فن اور اثر ہے۔ باسٹور اور پڑھو کی زبان کا
 وہ بھی ان کی نثر میں کی اہم خاصیت ہے۔ شہد حیات کے مختلف جہاں
 مسلمان ان کی تنبیہات و استعارات میں پہچان پڑاتے ہیں۔ چند شعری مثالیں
 بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

امیک میں چاروں رو کر حب واپس آئے گورخان کی حمت کمال بادگی کی باد

یہ اچھین نکالنا اور بدن گیا موئے سے
 چکا دمکا ^(۱) جہان چھوڑ آئے
 ہم اک حمت گل رخاں چھوڑ آئے
 بہاروں نلس ہم گئے مین جہان بھی
 رہیں اک شان گل نشان چھوڑ آئے
 عالا دعا مضمحل مین کدل کر
 وہ لہ سے دریاں چھوڑ آئے

وہ بادوں سے زخم کو مٹا رکھے کا فن بھریں حالے مین سے
 رکھے مین میرے اب تک دل مین کچھ زخم پہاں بادوں سے
 دیوانہ بنا رکھا ہے مجھے جلد ایک ہوائی بادوں سے

مضمحل کی غزلوں مین مکھڑا، باد مین، رات کی رانی، ہوائی اور پہاں باد، ہانکی جھین،
 دیا کے تھوڑے مچلے ہوئے، ڈھیرے باغی کے دیوے، عروہ کی واہ، ایسا سلطان عسوی
 یہ سب سار ہو کر ایک ظفر عسوی، ماحول مہیا کرتا ہے جو مضمحل کی الگ پہچان کا کام
 کرتا ہے۔

بسمیل کسپروہسٹری

نام گوردھال اور خطہ بھگل ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۱۰ء میں سری پرمپال کے خان آبادی وطن کپروہلہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ کپروہلہ میں ایک ماہر کے پاس کرکے اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور گئے اور دھال سنگھ کالج لاہور سے بی۔ اے کی تعلیم حاصل کی۔

شروع میں سے شہر وادب سے دلچسپی رہی۔ لاہور میں علامہ قاسم علی شاہ آبادی دھال سنگھ کالج میں اردو اور فارسی کے پروفیسر تھے ان کی نگاہ کم سے کم اس ذوق کو اور جلا ملی۔ بعد میں آپ نے سوشل سائنس کے آگے ہاتھ دیا۔ زائفی ٹیٹل نہ کیا۔ آپ کا ایک مجموعہ کلام "سارونگہ" کے نام سے چھپا تھا جو دستیاب نہیں ہے۔ بطور نغمہ ذیل میں ایک غزل کے چند اشعار پیش ہیں:

حسوت ناکام سے کھلا گئی

نہدگی آلام سے کھلا گئی

یہ شکست تیرے کی آواز ہے

یا سوا سے کھلا گئی

نہدگی مر عجبوت ہو رہی

گھٹن آلام سے کھلا گئی

میری نظریہ وقت سے کھاکر شکست

اٹھاتا جام سے کھلا گئی

اللہ اللہ تنگی کا حوصلہ

ان کے لہر طم سے کھلا گئی

ہسنگون داس قصیدہ

نام ہسنگون داس غلط، عمدہ ہے جاپ کی پیدائش، مالدیو کوٹہ میں ۱۹۱۲ء
اکتوبر میں مالدیو کے خان مونی، ابتدائی مسلم مالدیو کوٹہ سے مونی اور اعلیٰ
مسلم کے لئے پتہ و علی گڑھ گئے۔ مہندر لالہ پتہ سے ہی جاپ کا مالدیو کوٹہ
سے انگلینڈ میں ایم۔ اے اور اہل جابل۔ ہی جاپ گئے۔

ہسنگون کا شوق بہت ہی سے تھا۔ "شاعریہ عمدہ" ۱۹۲۲ء میں لکھا
شوق کیا جس کی تہہ لڑائی گورکھپوری، لے لکھی تھی السور، کہ یہ دستورہ زمانہ
کی دار ہو گیا۔ مشہور مالدیو کوٹہ کے داماد طاہر حسین طاہر (جو میں حوالی میں
نوت ہو گئے تھے) کے شاگرد ہوئے۔ بقول عمدہ ان کی شاعری ان کی والدہ اور
نانا نانی کی دین ہے۔ ان کے نانا سلامت رائے کو تاریخ انیس سے گہرا عشق رہا
تھا۔ کلام بہت کم دستیاب ہے۔ بطور نمونہ ایک قطعہ اور ایک غزل کے اعمار
ذیل میں پیش ہیں ملاحظہ کیجئے۔

قطعہ
ان سے کہدو کہ حالہ کے لکھیاں ہم میں
اجسے آنکھ اعلیٰ کی حیات نہ کہیں
معدیت نہیں یہ دہش ہے جان بانڈن کا
کرچکے میں جو حیات وہ حیات نہ کہیں

غزل -
میرے عزائم میں کوشش لے رہا ہے جذب مسامحانہ
کہاں ہے اب تقدیر حواش کہاں ہے اب گداز زمانہ
حیات کی لکھنوں کے مدھے نہ سوز پانی نہ ساز پانی
نہ میرے دل میں سورھ سلی نہ تیری آنکھیں خواب شاہ
ہوا کے دامن نشاط ساحل سے کون اس شب کی ظہون میں
بہا رہا ہے ادھر میں کشی جو مرہوا ہے مسخاں گاہ
کسے شہرک ملوں یہ سائر بدست شب کے حسین لہجے
لڑا میں دیر اور جا گئے گا کہ ختم ہوئے کو ہے نساہ

عجب ظلم ہے کھنکھ کا تھپہن پھاؤ کدھر کو جان
جو کھینچن ہے ادھر مسیت تو کھینچتا ہے ادھر نکالہ
اسے لڑائی کی بھلیاں کیا اسے اساتھن کے آدھیاں کیا
کہ جس نے بھوکا ہوا آپ میں اپنے ہاتھ سے اپنا آشیانہ
بنا کر دیا ہے وہاں کے دونوں کی لہ سے نکل میں جان
جس کو دیر و دم سے آگے ہے دو دم پر غوطہ خان

ان کی لڑائی میں نکل ہو سیت اور سڑو گدار بھلیاں ہے ۔ لڑائی میں ان کا
انفرادی روم بھلیاں ہے ۔ میں اپنے کسی قصے کو سب کے لئے جان کر کے عام
کر کے کا فن حال دکھائی دیتا ہے ۔

پسرگان نسانہ پسرگن

اصل نام پسرگان نسانہ پسرگن ہے ۔ والد کا نام لالہ واجی دا ، پسر
نسا ۔ پسرگی پیدائش ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو قصبہ رام دا ۔ طبع امرتسر پنجاب
میں ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم وطن میں ہوئی ۔ بعد ازاں اردو میں ایم اے کیا
کا ۔

پسرگان نسانہ پسرگن نے ۱۹۴۴ء میں عمر کھٹا شروع کیا ۔ ان کی پہلی تخلیق
نزل تھی ۔ ان کی شاعری میں بالکل ہی ۱۹۴۶ء میں آئی ۔ آپ کی دوسری نزل
نسانہ پسرگن پسرگن میں ہے ۔

| | | |
|-------------------------|-----------|-------------|
| ۱۔ نکل زار (عمری پسرگن) | ۱۹۵۱ء میں | نکل ہے |
| ۲۔ سادہ و نخل | ۱۹۶۲ء میں | اپنا |
| ۳۔ خوابوں کے گلاب | ۱۹۷۱ء میں | جھڑی گڑھ سے |
| ۴۔ مرقان مسیت | ۱۹۹۱ء میں | گولیا سے |
| ۵۔ باد نسا (تالیف) | ۱۹۵۰ء میں | نکل سے |

” خواہن کے گلاب ” پر بہار اردو اکادمی نے اشعار جمع کیا ہے ۔

برکاتِ لالہ بھڑ نغم اور نزل مرد وسط سخن کے شاعر ہیں جان کی
شاعری کی زبان سادہ و سلیس اور عام فہم ہے ۔ ان کے کلام میں ہنس مکھ اور عشقی
و عاشقانہ ہے ۔ کہوئی و گہوئی الہیہ پری قدرت خیال حدت طواری قلقل
عشق کا استعمال بول چال کی زبان کا رنگ مضامین کا استعمال ایسی ان گنت
خصوصیات کلام بھڑ کی اہم خصوصیات ہیں ۔ استاد فن ” صاحب سخن ” حضرت
مولانا ابراہیم گوری (مرحوم و مصلح) کے ہاتھوں سے شاعر ہیں ۔ اس سبب سے
کلام میں روایت کا احکام ہر دم بحور کا استعمال اور عموماً کی خاطر خواہ ہاتھ پاؤں
بھڑ کا طرز اشعار ہیں ۔ قرابت کے اشعار کا مختصر سا نمونہ دیکھتے ہیں

ہم نزل گوہیں مگر آج یہ معلوم ہوا
پیری آئینہ کو بھی آتا ہے لڑکھوؤں ہوا

مری طوفان بستی ہے جسے گویا بھجھا دیا
وہی صورت بدل کر اب کلا ہوا جاتا ہے

بک بک ہو کسی کا خیال آگیا
بچ بچ خود ہوئی دل کو حال آگیا

نظم کی دنیا میں بھی اشعار نے مقام پایا ہے جان کی تمام گویا مختلف موصوفات
پر مبنی ہے جن میں حب الوطنی، خدمت و وحدت، شخصیت، طواری، موصوفات، معاشرت
ماتریات، فلسفہ، حیات و موت و پھر اہم ہیں ۔ خدمت و وحدت کے چند اشعار دیکھتے ہیں ۔

خیال اللہ ہے نام محمد

بہت افضل ہے مقام محمد

مطاری تیرے قلب و نظر کی

تجلی پاؤں ہے نام محمد

آباد اخوت سے ہے میرے حال میں کا

لہجہ میرے عشق ہے بھالہ میں کا

کے شان سے امت کو دیا درسِ محبت

اللہ ہے وہ اندازِ حکیمانہ نبی کا

سلام سوار کیا کائنات دیکھنے سے

"یاد حسین"

کے کی لڑتے ہیں قلم حشر قلا ہوا ہے
آ۔ احسانِ مولا عجلہ سوا ہوا ہے
آ۔ منظور ہے بھڑکے ذکر حسین
آ۔ کچھ درد میرے دل میں سوا ہوا ہے
دامنِ مرثیہ بہ ک۔ کا لہو ہے بھڑک
سج دم بن کے غلامِ حلو یا ہوا ہے

برکاتِ نالہ ہر روزیے شخصیاتِ نظم نگاری بھی کی ہے ما۔ سخن میں ان کی نظیمیں
"آ۔ ہر روزیہ، تلوک جلدِ مسہوم" (۲) شہیدِ اعظم سوار بھکت سنگھ (۲) آہ
۔ رتِ ابراہیمی گوری (۴) نذرِ نالہ ویرا قابل ذکر ہیں ۔ علاوہ انہیں دیگر
مختلف موضوعات پر بھی ان کی کئی نظیمیں نہایت قابل ذکر ہیں مثلاً تعہدِ کارِ رشہ
حسنِ خواہیدہ ۔ حسنِ سوارِ امام (سابقہ) ۔ جنتِ کم غدہ ۔ الحسن ویرا
ویرا ۔ حب الوطنی کا لہوہ ان کی نظیمیں "اے بھارت" "شہیدِ اعظم بھکت
سنگھ" "اے کشمیر" "آئینِ یادِ خطہ" "کشمیر" ویرا قابلِ تصنیف ہیں ۔

میری کئی ریاضی گئی اور قطعہ گویں میں بھی برکاتِ نالہ ہر روز ایک کتاب
اور بھکت کو شاعر ہیں ۔ انہوں نے کئی مہول ادبی شخصیات کے میرے تعلق کئے
میں جن میں حضرت حونِ ملیہائی بھکت شہیدی بہم دار بھی ۔ حضرت رائے رائے
ویرا کے نام خاص اہم ہیں ۔ ایک میرے کے جلد اشعار بطور تحفہ دیکھنے سے
حضرت حونِ برستار نزل تھے اے دوست
ان کی ہر بات میں اشعار نزل تھے اے دوست

صبرِ عیشہ و بیاض سے بھری کا

ظلال سے وہ سوشل نل ہے اے دوست

(الرحمت جوش ملیح)

رہی گئی ہیں بھی بھڑیے اچھے فن کار انداز پیدا کیا ہے ۔ یہ لفظ ملاحظہ کیجئے۔

دکار کو آگ ہو۔ ران کہتے ہیں

دلچسپ یہ بات اہل زبان کہتے ہیں

کہتے ہیں جوام آپ کے رشتہوں کو

نالین کو جواموں کا دھوان کہتے ہیں

قطبہ گوی ہیں بھی بھڑی کریمات حاصل ہے یہ لفظ دیکھئے ۔

۱۔ صہ کے وقت آگاہی ہیں • عام کے وقت مامٹاں ہیں

یہ حسین لوگ خوب ہیں لیکن • سرسبز باغٹ خواہی ہیں

برکا ، لاندہ بھڑی کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے محکمہ ایسے پنجاب اور شہر الدین

علی احمد مہجریل سوشل لکچرر ہے مالی اشکوک عطا کر کے موسول کے شعری مقام

کو نصبت دی ہے اور فن کا احوال کیا ہے ۔

بسیں کسار اشک

اصل نام بیہن کار علیہ اشک ہے آپ کی پیدائش یکم نومبر ۱۹۵۱ء کو

لہمپانہ پنجاب میں ہوئی ۔ آپ کے والد سورکھ کلہٹ والے ہیں شاعر نثار اور

سجانی تھے جن کا شمار متعدد پنجاب بالخصوص لاہور کے اساتذہ میں ہوتا تھا ۔

والد کا انتقال ۱۹۷۱ء میں کل ۲۷ برس کی جوان عمر میں ہو گئے کے باعث بیہن

کار اشک کے وقت سے پہلے اور شہرت سے زیادہ شہیدہ ہو گئے مایہ ناز ای تسلیم وطن

میں حاصل کی پھر جلد گورنمنٹ سے سول انجینئرنگ CIVIL ENGINEERING کا امتحان

پاس کیا ۔

۱۹۸۵ء سے عصر کہہ رہے ہیں جاوید غفرانی صاحب "پاسان"
 جٹ۔ گوہ اور کمال ہل کے رسالہ "نہیک" دہلی میں شائع ہونے لگے۔ آپ کا ایک
 شعری مجموعہ شائع ہو چکا ہے اور طبع دو صدیوں مظلوم برائے کوہین جان کے
 نام در۔ ڈیل میں ہے۔

- | | |
|---------------------|------------------------------|
| ۱۔ دورہ در | (مجموعہ نثریات) مطبوعہ ۱۹۸۰ء |
| ۲۔ چاندنی کے خطوط | نہر طبع |
| ۳۔ غزل تیرے شہر میں | نہر طبع بحیرہ پشاور |

یہیں کاراشک جدید لب و لہجے کے شاعر ہیں اور اپنے صوبے کے حوالے سے
 آپس ان کا آغوش سخن ہے۔ جس سے ان کے شعری طلسم عالیہ میں فن کی روشنی
 ۱۔ طرز نمودار ہوئی ہے کہ قاری کے دل و دماغ میں تبدیلیاں حل اٹھتی ہیں۔
 از کی شاعری میں صدمہ کا بھی کہیں کہیں خوب استعمال ہوا ہے۔ ماحولیات
 و مہمات اور علامت کا ایک نظام ہے جو اشک کے سخن کے میں بکھرا ہوا ہے۔
 یہ تمام شعرا اپنی تمام تر انفرادیت اور انہماک کے ساتھ یہیں کاراشک کی شعری
 شخصیت کی اس طرح تصویر کھینچ رہے ہیں کہ وہ ہم شہر میں دور سے الگ پہچانیے جاسکتے
 ہیں۔ صورت چشم آشنا و بیکار ہے جو۔ جسے فن کاروں کو اہل فن کی پہچان
 میں دیکھ سکے۔ اشک کی شعری زبان Diction سادہ و سلیس اور عام فہم ہے جس
 میں توسل و ابلاغ اور روانی قاری کے لیے آسانی فراہم کرتی ہے۔ کلام گہرائی و
 گہرائی۔ سوز و گداز، لہجہ اور غزل و غنائت سے ایک صوبہ سے پرکھ پیدا ہوئی
 ہے۔ ڈیل میں ایک غزل کے اشعار بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ مسدودین کی طرف میں نہ مہدودین کی طرف
 مری دھاتیں ہیز۔ لہجے ہوئے گہریں کی طرف
 نہر لہان سا وہ ہے لہان مہسٹر لہان
 کہ لہجے اچھے چلے آئے تھے مہن کی طرف

موا سٹائی بھی نہ سہر ملک اٹلا
ہر وہ دیکھ رہے تھے گلے ہون کی طرف
مزار چھوڑ کے تھا موادین مادہ کے اشک
تمام شہر بلند حائے گا گھریں کی طرف

ہون کار اشک کا عصری سٹرا بھی زیادہ عرا اور طوالت کو نہیں پہنچا ہے اور شاعر
ابھی واسطے میں ہے مائے اس خط مبارک کا انتظار کہیں ۔۔۔ پلید بلکہ طواریں
اشک کی قدم ہوس کو اپنے لگن اور مٹاؤ یا الیلا شاعر مٹ کر کے ہوس نقطے کو چھو
میں شاید کامیاب نظر آئے ۔

مستقیم کھسار کھسار

اصل نام ہم کار کھسار، نظر ہے۔ آپ کی پیدائش ۲ فروری ۱۹۲۶ء کو
موشاپور پنجاب میں ہوئی ۔ ایم جے انگیزی ایم جے سہاسیت ہاس کا ۔ کالہ
میں انگیزی کے استاد ہیں ۔ شاعری اور ترجمہ آپ کے مہداتک و مہداتک میں ۔
اپنے شمر گون کے مڑا ۔ کے بارے میں عالم کی طرف سے ارسال شدہ اخبار کوائل نامہ
میں لکھے ہیں ۔۔۔

طبعاً کم گو ہیں ۔ ذہور گو ہوا بھی کیا ضرور ۔ TABLE WORK

کے سخت خلاف ہیں ۔ کوئی کہنے کی بات ڈھن میں آئے
تو کہتا میں وہ مہداتک خاموش رہتا میں ۔ (۱)

ہم کار کی سنجیدی کی ابتدا ۱۹۵۵ء میں ہوئی ۔ آپ کا ایک مسودہ کلام
"لو بدن" - فروری ۱۹۶۱ء میں مٹا مٹا ہوا ہے ۔۔۔ بر حکومت پنجاب نے

(۱) کوائل نامہ ہایت آزاد، گلے ہمت پنجاب میں اردو شاعر، مریہ محمد اقبال
ملک ظہیر کوٹلی پنجاب ۔

ہٹائے ہر مسر ہو تو پھر اس پر اپنی عبارت کھد کرنا ہے اور یہ
عبارت بدن کے لہو سے متصل ہو کر ایک صہب سے ٹانہا کی
اور درخشندگی کا مظاہرہ کرتی ہے " (۱)

ہم کار و نظر کے مان نہ ہم کی شاعری کی مختلف جہتوں اور الگ الگ رہن
کو جس کرتے ہوئے یہ مختلف اقسام قابل فہم ہیں سے

میرے خیال میں چاہے بسند تھا وہ جسم
یہ کسی بھول ہوئی کہہ لی نہ اس کی کمال

صہب دشت ہوں کا سلسلہ ہے
بدن آواز بن کر گھسٹتا ہے

بدن کی اود سے نکلے گا ہے
و اپنا ڈالہ جگمگے گا ہے

دراصل " بدن " ہم کار و نظر کے مان سے پہلو لفظ ہے جس سے کئی طرح کے مرکبات
تراجمہ ہیں ۔ یہ لفظ استعارہ بھی ہے علامت بھی تشبیہ بھی ہے اور تشبیل
بھی ۔ " لوح بدن " میں ایک نزل تو مشکل اس " بدن " کی روایت سے مراد
ہے ۔ جس کا مطلع بدن ہے سے

اک ہل کی دوز دھوپ میں ایسا تھا بدن
میں خود تو جاگتا ہوں مگر سو گیا بدن
بدن کا یہ معصوم، غمیری احترام دیکر ہم سرِ عشاء کے مان اس اندر راج اور
بھیرور شاہد میں دکھائی دے سے

(۱) ڈاکٹر فیروز گلا ۔ لفظ " لوح بدن " ہم کار و نظر ۔ ۱۰/۹ ۔ شاعری

۱۹۷۹ء مطبع محدثہ آلسٹ بھوس خالد مرہٹا صاحب ناشر ممبئی ۴۰

مالل قانون ۔ ہونیار پور بھٹا صاحب ۔

مہاتما گوتم بدھ کے فلسفے سے "خواہشات کو کم کر دو تو دکھ کم ہو جائیں گے" کے مدعا پر اگر ہم اپنی آفتون کی دنیا سے لیں تو ہماری کوشش کا جہان بھی لہر تھلہ میں آجائے۔ مگر ہم اس پر شاید قہقہے سے قہر نہیں میں۔ ہوا صاف ہو ایک لامتناہی خواہشانی فلسفے سے اس طرح حوا ہے کہ مرگہ اپنی اپنی صفات کے حوالے پر جھکا ہوا انکے بارانگہوں سے لڑائی کے دکھوں کو دور رہا ہے جیسے میں ہماری دنیا ہے شاعری کے طوائے میں اپنی خواہشوں کی جس کو جگہ دینے کے اعتبار سے نہیں جو کہے میں۔ ہم کار نظر کے کلام کا گہوا مطالعہ بناتا ہے کہ کہے میں شاعر در حقیقت اس شاعر کی آفتون کے مدفن میں ہیں اور مر کر بھی وہ اشعار پڑھتے اور غور خان جائے سے

صبح ہو رہی تھا ایک جزیرہ لکھ دن
آ۔ کی رات اگر تھہ میں اور جاؤں میں
مطارکب سے میں اک دستہ کو باقی کا
وہ اگر شام ملاوے تو پھر جاؤں میں

ظہر ظہر لکھے گا ایک خواب سا دیکھوں
دیر سے یہ خواہش ہے اپنا ڈال دیکھوں
ہم کار نظر نظم نگاری میں بہت پیچھے ہیں البتہ "لو۔ دن" میں فرازون کے اشعار
میں ہیں صرفت و سحر آگے میں جو بالاعدہ نظم نہیں میں۔

ان کا دوسرا شعری مجموعہ بھی قریب یا چکا ہے مگر طباعت و اشاعت کی
گہرا کا تا معجز مقرر ہے۔ سابعہ اکادمی کے لئے "گہراک" نامی کتاب کا انکیز
اردو نظروں میں ترجمہ زیر نگین ہے سابعہ "لو۔ دن" پر۔ میں اردو اکادمی
کی طرف سے ایسا مل چکا ہے۔ معذرت سابعہ اکادمی کی جانب سے اعلیٰ افراز
سے بولا گیا ہے۔ کلا میں چلا، اگر لے اور مدد دیکر ظہر میں لے ان کے
ان کا خاطر خواہ احوال کیا ہے۔

اگرچہ انہوں نے فرائین بھی کہیں ہیں اور گیت و قطعات بھی مکرر داخل ان کی نظم گوئی ان سب پر بھاری ہے۔ ان کے شان سے ہن کا احاطہ پایا جکھوا ہوا ہے حوا ز کی حدت پسندی کا آئینہ دار ہے۔ "خوشبو کا خواب" کی اشاعت پر شاید اسی لئے فرائ کو کھجوری نے کہا تھا کہ ۔۔۔

"میں دوتا کے ساتھ کھٹا چاہتا ہوں کہ "خوشبو کا خواب" کی اشاعت میرے تخلیقی ادب کے لئے ایک نیا شکن ہے۔" (۱)

ہم کی ہن تو سبھی سے عطا رہیں قابل مطالبہ اور برکتیں ہیں تمام یہ۔
 انہیں اپنی مثال آپ ہیں اور اردو شاعری میں انہیں کی شکل میں ہن کی جا
 سکتی ہیں ان میں جگہ بہ جگہ ہیں ۔۔۔

"انتساب" "کافور" "مضمون کے سلام" "سکھ" "میں غزل ہوا
 ساز" "خانہ بدوش" "مہار" "انتساب" "کالا پتھر" "میں دہلیں"
 "میں کی مہم" "آئینہ" "نہ دل لڑکھو" "آئینہ مہر" "نہ تھا"
 "خوابوں کا خدا" "میں اندراپک حقدور" "وہو وہو" "ملاو انہی" ۔۔۔
 مکتوب، موعظت، ہر کہیں گئی لکھیں بھی اہم ہیں ۔ ان میں "سوقات اردو"
 اردو زبان کے بارے میں ہے ۔ یہ تمام چیز کے کہ طبعی حال پر لکھی گئی ہے ۔
 یہ ہندو اور ہند کے "سورج پر مبنی" یہ تمام ہے ۔۔۔ تاثراتی اور ۔۔۔ طبعی نظم
 ہے ۔ ایک بڑے ملاحظہ رکھئے ۔۔۔

یہ اردو زبان ہے
 جو ہم سب کی باز ہے
 اس کی حسرت گوہر ہم بے ہیں
 طبعی سوزن ہر اس کا ہے سہا

(۱) فرائ کو کھجوری نے "خوشبو کا خواب" کے بارے میں

-وہی کو در اس نے داد نہایت
 تو بڑھیں کو بڑھ کر گئے سے لگایا
 کہ اس کی نظر میں بھی ایک ہے میں
 بڑا دلیرا ہے بڑا مہربان ہے
 یہ اور زبان ہے

لفظ کوئی میں بھی ہم کو یہ طویل حاصل تھا۔ گو نظریں اور غراون کی
 نسبت لفظات زیادہ نہیں کہے تاہم جتنے بھی میں بہت خوب ہیں۔ بطور
 نمونہ یہ لفظات دیکھئے گا

ہوں دیدہ احساں سے آسودہ
 ہوں دل میں کسی یاد کے کھلے لہکے
 -ہے کوئی العزس کھوار لڑکی
 سور کی طرف دیکھ کے ہلکی چھلکی
 -ہے گہرے دل کے احسن آنکھیں
 دل سے دل مٹام ہو نہ سکا
 مانے مسکریان محبت کی
 مانہ اٹھے مٹام ہو نہ سکا

ہم وار بڑھنے سے جو غراون کہیں میں ان میں نام کا وہ حاور ہے۔ ا کا
 یہ مٹام ہرگز نہیں کہ غزل کے شعروں میں غزل کا لہذاں ہے۔ دواں
 و ایک نام کو شاعر میں ان کے ہاں نام ہی ملتا ہے۔ پھر جو کچھ بھی
 و کہتے ہیں ا ہر ان کی بنیاد چھاپ پھرتی ہے۔ غزل بھی نظم کے
 ا وہ سے میں نہیں ہے۔ جسے کہتے ہیں کہ اگر غزل میں گیت کا سا وہ
 ہو اور گیت میں غزل کا سا کہتے ہو خوب بلکہ بہت خوب ہوتا ہے۔ شاید ہم

کے ہاں وہ ملت نزل میں نام کے انوکھے لئے دوست ہے ۔ نزاہت کے جلد اشعار
ملاحظہ کیجئے ۔

خلیہ ہے مجھے تارن ہے لو لگائے کا
کہ میں جوام نہیں داغ کے گھڑے کا
اے خلعت کا حسین خوابوں کو اندازہ نہیں
بلدگی وہ گھر ہے ۔ میں کون دہوازہ نہیں
جھپٹا ہے سازش کو بدن سحر کا سکوت
ڈوب جاتی ہے اندھا خلعت کے پہلو۔ میں
کبھی تو کھل کے بر۔ اور مہربان کی طرح
مرا وجود ہے ختمے ہوئے مکان کی طرح
میں ایک خواب۔ میں آپ کی اطاعت میں
مجھے خیال کے رکھنے کا ۔ ہم وحاز کی طرح

ہم ڈر بھی قادر الکلام اور مجھے ہونے لہ ولہے کے ہوا دگر شاعر ہے۔
ڈاکٹر صدیق علی سے بنا لیا ہے کہ ۔

ہم ڈر بھی کے ہاز لب طہمت کا حومتا ہے
ہوا ہے و ان کی قادر الکلام کا لہجہ ہے۔ (۱)

ہم کی شاعر کے ہاں میں مہربان کہتے ہیں کہ ۔

(۱) ڈاکٹر صدیق علی از عشق کا خوا۔ (قلب کی آواز ہے)

" ہم واریوہی کی شاعر ایک طفل اور غلام گمار
 عہد حیات کے طعنے ایک ہیں بچوں ہم درد لوگوں
 اور حسن دائم کے جہان کا خواب ہے جو بچوں
 انسانی رشتے بگڑ گئے ہیں اور ہیں آدمیوں کے لئے
 خطاب ہی حقیقی ہے توازن ہیں موسیٰ کی فہم
 ہم اپنے شاعر پیدا ہوئے ہیں یہ صلی حیات کو صلی
 دہلے کے لئے " (۱)

بچوں کی شاعر

لاہور (پاکستان) میں ۱۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو بچوں کی شاعر کی پیدائش
 ہوئی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول لاہور سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدر
 ہو گئے۔ حصول تعلیم کو بھی حار رکھا اور ۱۹۳۵ء میں ادب فاضل ہا
 مل کی تعلیم کے بعد امیر مشرقی ہند میں آئے۔ در وندہ کی ملازمت
 سار رہی۔ پٹنہ میں کے بعد خود کو سہات کے پٹنہ سے وابستہ کر لیا۔
 ماحول "جن" کے مدیر رہے۔ ماحول "ہلال" کے نائب مدیر رہے۔
 ماحول "سازگار" کے نائب مدیر کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔

بچوں کی شاعر کی شاعر کو اوائل میں ہی سے شوا شعرا کی پیدائش ہو گیا تھا۔
 دز و دز لاہور کا ادبی ماحول ان کے لئے باران رحمت بنا اور ان کی کشت سخن
 میں نشے نشے گل ہونے لگے۔ علامہ طاہر صاحب آباد کے شاگرد ہو گئے۔

(۱) طاہر صاحب از میں الدراہ سندر (طلبہ ہرے)

انگریز سرکاری غلامی سے نو جوان بھینٹ چکے۔ عسکر کو سخت طاقت تھی بلکہ انگریز سامراجیت کے خلاف کھلم کھلا میدان میں کود پڑی۔ اپنی شہرہ گاہوں کو بھی انگریز کے خلاف بھڑکے گاڑنے اور از کی دشمنی نے بالکل بدل دیا۔ کو برائیت کیا۔ کے نتیجے میں انگریز حکومت نے انہیں خطاب کا نشانہ بنایا۔ سارے پھرنے لگے عسکر کو روکنا بھی رکھا پڑا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وہ آزاد ہیں اس بازار سہاٹی ہے اپنی شاعر کی تلوار سے دشمنوں پر ہواؤں کے اور اپنی شاعر سے حکم آزاد کو تیز کرنا۔

بھینٹ چکے عسکر کو پھانسی کے استاد غزل گو شہزادہ میں اعتبار تمام حاصل ہے۔ ان کی شاعر، جسے قورنام اور غزل مر دو اعجاز سخن کی حامل ہے۔ اور دونوں پر انہیں ملک و قدرت حاصل ہے لیکن حلیت ہے کہ وہ غزل گو شاعر کی حیثیت سے زیادہ اہم مانے جاتے ہیں۔ ان کی غزلیات کے مجموعے بھی ہیں۔ چکے ہیں۔ ان کے نام ہیں —

۱۔ امداد غزل

۲۔ عام و تعداد

۳۔ شانہ

بھینٹ چکے عسکر کو کئی اطلاعات مل چکے ہیں جن میں حکومت انہیں روکنا کے احکامات بھی شامل ہیں۔ علاوہ انہیں حکومت پھانسی کی پھانسی سے انہیں مانے امداد بھی مل چکی ہے۔ وہ کئی ادبی انجمنوں اور اداروں کے سرکار و غیر سرکار سطح پر فہم دار بھی رہے ہیں۔ پھانسی میں انہیں قوی اردو نے سرباز بھی رہے ہیں۔ ان کے کئی شاگرد بھی ہیں۔

بھینٹ چکے عسکر کی شاعر میں لہجہ پستہ۔ جوتہ پستہ کے ساتھ گہرے مٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ انہیں میں غزلیہ امداد اور غزلوں میں بلا کا تفسیر اور بالکل ہے۔ مہر و طا، موسم گل، مسودہ، سار، بیواسر گل، مہکدہ سار

شہر آسہ کا راز سہستہ گود، وقت نہر والا گرفتار دام بلا وراثت
 حادہ اُٹھنا دیروکھہ خیرورہ دشمن ساز، خون بوا لڈر سوک و سدا
 اہستے یہ شمار الگا، عواکھ و حیران، از کے کلام میں دلکشی پیدا کرتے ہیں -
 از کی انفرادیت کا ظلم خانہ - گنگا اٹھتا ہے - یہ دوشعر دیکھتے سے

دشمن بہرور بوا لگا ہے
 پھر بھی وہ خون بہلا لگا ہے

سہستے سہستے میں بہار لگا ہے
 شہر آسہ کا لگا ہے

از کی شعر بہار میں، یاد کی سلاست بہار میں، تائید اور کلام میں گہرائی و
 گہرائی عشق و عاشقی اور ملاکت ہے - از کا اسلوب نکھرا ہوا اور خلرہ ہے
 اب غزل ملاحدہ کہتے سے

غم سے ہم ا بھر آشنا ہو گئے
 راز سہستہ بھی آئندہ ہو گئے

بت کویت ساز کرم ہے بوجہ نہ تھا
 دن کو سجدہ کیا وہ عوا ہو گئے
 - و بلاق سے لڑتے رہے سر پھر
 وہ گرفتار دام بلا ہو گئے

عشق، راز الٹ الٹ میں بر ہوا
 حادہ اُٹھنا میں - و لگا ہو گئے

یہ گئے دیروکھہ کے ہم باہر سے
 خیرورہ آج کے لڑتے ہو گئے
 اُٹھنا بھی دشمن ساز بوا لگا ہے
 عوا بوا لڈر سوک و سدا ہو گئے

حلیہ خالد دھرمی

حلیہ خالد دھرمی سن ۱۹۰۰ء میں خالد دھرمی پیدا ہوئے۔ نسیم بازار کے تمام پاکستان کو مدد دینا دیا تو وہیں کے مورھے اور تادم آخر پاکستان میں رہے۔ ۱۹۰۲ء میں پاکستان کی طرز کی خاک کے پیڑ ہوئے۔ پاکستان کا لہجہ ترائی کی یادگار ہے۔ "شاہنامہ اسلام" بھی ان کی اہم دہیز ہے۔

حلیہ خالد دھرمی، تادم اور قزل دھرمی کے مسلمان تھے اور استاد شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں میں رحمانیت یا، رحمان قنوت سوز گداز اور اب کا خدا کی کہانت پائی جاتی ہے۔ مگر یہ اور قنوت الہیز PESSIMIST نہیں۔ پائی بلکہ اپنا احسان کوئی برا، اور سے آمادہ کوئی ہے کہ یا میں امید یا سہو تحمل پیدا ہوئے لگا ہے۔ قزل کا یہ تصویر، خدا فرمائی ہے

"میں میں بھی نہ کوئی بات یاد نہ تم کو آسکے
تم نے مجھ پر بدلا دیا، میں نے مجھ پر بدلا دیا"

حلیہ خالد دھرمی کی قزل کی ساراز کا کامیاب تھیل ہے۔ "تربی پسند تھیل" ان خطوں کے بالوں کا، عہد میں جو مسلمان قزل کی آہوں پائے ہوئے تھے ان میں حلیہ کا کام پائی لانا سے مجھ پر بھی ہے اور قزل کی عزت و آہوں کا امیز بھی۔ اردو قزل بالوں سے مجھ پر بھی ہے، ان اردو قزل کی قنوت حلیہ کی غزلوں کو شامل کئے بغیر مرتب نہیں ہو سکتی۔

حلیہ خالد دھرمی نے قزل سے زیادہ تادم پر تخلیق وقت صرف کیا ہے۔ ان کی یہ دہیز تو اردو میں ایمانی کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کو دہیز نہایت اہم ہیں۔

شہسوار کوہلا تین قلعے قوی قوی کشی کا ملا۔ اس کے علاوہ - لہذا
 کا مہم کارنامہ اور اردو ادب کا شاہکار "شاہنامہ اسلام" ہے جس سے لے
 صرف اسلامی ادب بلکہ اردو ادب میں بھی اسلامی تاریخ کو تقویت ملی ہے۔
 فارسی شاعر نودوسی نے مسعود غزنوی کے کہنے پر "شاہنامہ" رقم کر کے شاہان
 ایران کی کہوں قوی طعن کا سواغ لگا کر انہیں قوی زندگی عطا کی تھی۔ جس
 سے اہل شاعر پاکمال کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ - جاوید ہو گیا۔
 حالانکہ کوہلا اس طرح ان کے "شاہنامہ اسلام" نے زندہ - جاوید بنا
 دیا ہے۔ یہی کلام درج ذیل ہے۔

جواب (نام)

وہ بلندی جس پر ہیں نوابوں کی بستیاں
 ہوں کی آبادیاں ہوں کی بستیاں
 قلعے سوئے ہیں - ہاں خاموشوں کے ساز میں
 سوئے ہیں بھی وہاں کہ ریزہ خواب لازم
 دستِ قوت میں مہر خوابوں کا ظلم
 بن گئی مٹی میں بکھر رہا ہوں کا ظلم
 گویں رفتار نے چھوڑا مجھے خواب سے
 گویں اعلیٰ کہسار میں قلعہ کتاب سے
 میں اتر آیا نواز کو سے گاتا ہوا
 اہی مٹالی روش میں تم کو کہیں لگاتا ہوا
 باسائوں نے بہت گھبرا بہت روکا مجھے
 مٹی میں بہت تاکہ دیواروں نے بہت روکا مجھے
 کبھی نہ بن آیا میں جس کی جگہ کے ساتھ
 میں روہیز بہت گئے آئے حرمہ کو تھا مجھے

ابرے آسرو بہا کو صمد کو رخصت کر دیا
 اور اچھے موشوں سے میرا دامن بھر دیا
 دولت کھسار لیکر دامن سہلاب میں
 آخر کار آپس میں خطہ بھٹاب میں
 مدھن گرن میں اس فردوس میں رہتا ہوں میں
 یہ ہر رادوں کی وادی ہے یہاں نظاموں میں
 اس زمین پر چاہئے والے میرے آباد میں
 شاد میں دھون کلائے مریطوں سے شاد میں
 ان کے دل روشن میں میں دوستی کی آگ سے
 ان کے گھٹن کی سدا ملتی ہے میری رائے سے
 میرا السانہ بھٹا ہے ان کے السانوں کے ساتھ
 آہ میرے شع وابستہ ہو ہواؤں کے ساتھ
 حسن و سورت عشق والہ کا لہریں کال اس کے
 ہر طرف آباد میں سوہنی مہیوال اس کے
 نوحے میں ہوں موجوں پر کش کئے گئے
 رہ دکھلائے میں اک اللہ لئی کئے گئے
 یہ ہوا لہریں سے حور و شکست و مست ہے
 ہر نئے راتھمے کی مٹھی پائسری سے مست ہے
 ہر دوشیزہ دیکھتی ہے صمد میں نشہ میر کا
 بن گیا ہوں آئینہ میں میر کی تصویر کا
 گہری میں صمد کو ان سادہ دلوں کی ٹولیاں
 پہلی پہلی سوزن میں مٹھی مٹھی ٹولیاں
 اچھے سوز کی طرح سے پالتا ہوں میں انہیں
 حوصلہ کرتے ہیں یہ دے ڈالتا ہوں میں انہیں

میں ہون کی طرح آتے ہیں میرا گود میں
 کہہتے ہیں اور سوجاتے ہیں میرا گود میں
 ان کو طوفان حوادث سے بچا لیتا ہوں میں
 اپنے دامن محبت میں چھپا لیتا ہوں میں
 منسوب ہے کہ اللہ ہے مجھے خطاب سے
 خون ہوں میں پتھریوں کی خون بہتا ہے

غسفل -

و سوحوش دے کہ زلزلہ کی کوشاب سے بہرہ یاب کوئے
 میں خیالوں میں رہا بھڑے میں لہو کو شواب کوئے
 حلقہیں آشکار کوئے سداقین سے خطاب کوئے
 مراہک ذرہ بہ کہہ رہا ہے کہ مجھے آفتاب کوئے
 بہ عرب کیا ہے بہ زشت کیا ہے جہان کی اصل سوشت کیا ہے
 بڑا ہو ہو تمام جہیں اگر کوئی ہے کتاب کوئے
 کہہ تو راز حیات کہہ دوز حلیہ کاغذات کہہ دوز
 وہ بات کہہ دوز کہ پتھریوں کے جگر کو بھی آس کوئے
 خلاف تدبیر کر رہا ہوں پھر ایک تدبیر کر رہا ہوں
 پھر ایک تدبیر کر رہا ہوں خدا اگر کتاب کوئے
 نہیں کم کے مسائل کوئی کوئی ہے چھوڑا ہوں
 مرد خداہیں غبار کوئے میرا سزا کا حساب کوئے
 حلیہ سے ہے ہر عرصہ ہے خدا میں نصف کتابی
 کسی کی دنیا نہا کوئے کسی کی عین عذاب کوئے

گیت ۔ (۱۰) سوزش

۱۰ سوزش ۱۰

پھر اس انگار سے • میرا اچھے کار سے
سیر کی زبان سے • شعر الامکان سے
جاں اچھین دلین کے پھا

۱۰ سوزش ۱۰

۱۰ اے دگر نیر • ۱۰ اے دگر نیر
۱۰ اے زبان سوز • ۱۰ اے زبان سوز
۱۰ نیر کو تیا
۱۰ سوز عشق ۱۰

حسگر حسانہ حسری

اس نام و حرم ہال مریا تھا ۔ گھر ہے ۔ پیدائش ۱۸۰۱ء - ۱۸۰۲ء
کے دن کھتری خاندان میں دیہہ را۔ مریا کے ہاں راد کے کالی واقع موضع
سارنگ پور تحصیل اٹالا ضلع امروہو میں ہوئی ۔ ۱۸۰۲ء میں تاسیس وطن
کے نتیجے میں یہ گاؤں پاکستان میں چلا گیا تو ۔ گر اپنے افراد خانہ کے ہمراہ
۔ اللہ مر گئے ۔ ابتدائی تعلیم مذکورہ گاؤں کے مدرسے میں اور اعلیٰ تعلیم
پنجابی یونیورسٹی سے پائی ۔ ۱۹۲۰ء میں یونیورسٹی سے انجینئر کے ساتھ اہل اہل میں
گیا ۔ ادیب ناضل تھا ۔ اللہ مر ہی کو وطن مان لیا اس نسبت سے ۔ گر
۔ اللہ مر کے کہلاتے ہیں ۔ ۔ گر تھل اہل انصاحت پدم شر ۔ حوان طبعی کی
دین ہے ۔

۔ گر اللہ مر داف تلخی طبع کی تھیں فصل سے تعلق رکھتے
میں ۔ وہ ۔ تاب ساحر سہا لکوش کے شاگرد ہیں جب کہ ساحر موصوف
اہل انصاحت صاحب حوان طبعی کے تھل اور حوان موصوف حضرت داف کے
رشد شاگرد ہیں ۔

گر کی تصانیف حسب ذیل ہیں —

- ۱۔ سحرِ حکر مطبوعہ ۱۹۷۲ء (پہلا شمارہ مجموعہ) (غزلیات قطعات)
- ۲۔ لعلتِ حکر • ۱۹۷۹ء (دوسرا • • •) (غزلیات تصانیف قطعات متفرقات)
- ۳۔ خونِ حکر • ۱۹۸۲ء (تیسرا • • •) (غزلیات حرکات نظریہ اعتبار)
- ۴۔ اندازِ حکر • ۱۹۷۷ء (چوتھا • • •) (غزلیات خطِ رسم (بہ زبانِ خطِ رسم) الخطِ میں اردو غزلیں)
- ۵۔ اندازِ حکر - (اپنا) (پنجاهی گوشتی رسم الخط میں)
- ۶۔ دردِ حکر • ۱۹۹۰ء (پانچواں شمارہ مجموعہ) (غزلیات تصانیف قطعات)
- ۷۔ شمعِ حاکم - نثر - (دیگر شمارہ کا کلام)

گر کوئی ادبی اعزازات و اعصابت طبع میں ان میں سے اہم یہ ہیں۔

ادبیات و اعزازات اور ایوارڈ —

- ۱۔ پدمی - اردو اکادمی ایوارڈ ۱۹۷۰ء
- ۲۔ بہتہ الثیون بہ ایوارڈ پوائے "لعلتِ حکر" پشاور ۱۹۷۱ء
- ۳۔ پدمی - اردو اکادمی ایوارڈ ۱۹۷۵ء
- ۴۔ اعجازِ میر ایوارڈ آل انڈیا میر اکادمی ۱۹۷۵ء
- ۵۔ ساحرِ لدھیانوی ایوارڈ آف اے • ۱۹۷۷ء پشاور
- ۶۔ پشاور پشاور ۱۹۷۸ء
- ۷۔ سولڈر ایف • سوپر میڈل پشاور گورنمنٹ پشاور ۱۹۷۷ء

۱۹۸۸ء

۷۔ جڑ دی کا لہریں اہوار

۱۹۹۱ء

۸۔ شریفی کا ہتکار اہوار بے حساب سوکار

حکمرانِ قلم کے ہر شعر شاعر کی روایت پرست ہیں۔ البتہ وہ لکیر
 کے نظریات ہیں جن کا یہ قدیم روایتی تشبیہات استعارات اور تراکیب کو ان
 طور پر لے کر لایے ہیں کہ ان میں معنی کی نئی پہچان پیدا ہونے لگی ہیں۔
 ہم یہ حد ڈھونڈتے ہیں کہ داغ کے روایتی دستار سے بالادہ
 اور مکمل راستگی کے باوجود حکمران کے کلام میں نئے اور پرانے ہونے ایک دوسرے سے
 ملتے ہوئے نہ صرف نظر آتے ہیں بلکہ قدیم و جدید کا سنگم کا پیدا کرنے میں
 بھی کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت کی داد بخار بارو ہتکوی نے بھی
 - کرکود - ہے۔ جگہ لکھتے ہیں کہ -

" بنیادی طور پر موسیقی قدیم روایتِ قلم کے دل دادہ
 ہیں۔ مگر ادب اور وقت کے جدید تقاضوں سے گھبرا
 بھی نہیں لپکتے۔ ان کے کلام میں قدیم و جدید روایت
 سخن کا یہ حد حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔" (۱)

جدید شعری تقاضوں کے لیے شعریہ دیکھتے -

مرا وجود سوا ہا گاہ گار رہا
 تیرے کرم و محبت کا اظہار رہا

و - قانونِ معین و کرتے میں
 مہربانی سے مہربانی ہے

(۱) علی ہر رائے از بخار بارو ہتکوی شعریہ درد - حکمرانِ قلم
 مطبوعہ ۱۹۹۰ء مطبع معرود الہیہ - حکمرانِ قلم شعریہ - حکمرانِ قلم
 - حکمرانِ قلم ۱۹۹۱ء/ گلی قلمبر - گلی قلمبر کالونی پتالہ بھابھ - پتالہ پتالہ

ان کے لئے خدا سے دعا مانگے رہے
 پہلی ہم آپ اپنی لگا مانگے رہے

مسکراتا زور ہر وقت میں
 کوش سیکھے آپ کی قصہ سے

خوف کلا ہے مٹا ہے اندر
 سانس کے غلو سے ڈر سانس میں

(قصہ) خوف کی زد میں ہے ہر آنکھ بیان
 جب کا ہر لب و بیان بہرہ ہے

اے - گو شہر عموشان کی طور
 اے - ہر شہر میں سقا ہے

- گزرتے وہ سورج کا شاعر کو - گو کے خون سے ہالا ہے ملک شہر و سخن
 سے سورج واپس کی کو تاپ سجد کرتے ہوئے ا - ملت ہر زندہ رہا ہے کہ شاعر کو
 شاعر عبادت سانس - ہوتا اور آری گردانے سے

نہیں شہر و سخن سے سورج واپس کی سورج
 یہی ہے بلندی سورج یہی ہے آری سورج

حسین سجاد آزاد

اردو کے نامور شاعر اور صحافتی آزاد، تلک جلد محرم کے فرزند ارجمند۔
 - کتاب حکمت قائم آزاد کی پیدائش عیسٰی عہد میں پہلی مہماؤالی طریق پنجاب (موجودہ
 پاکستان) میں مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں
 حاصل کی بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی لاہور (موجودہ پاکستان) سے ایم اے
 (سہ اول) کیا۔

ادبی سہولت سے ملی زندگی کا آغاز کیا۔ پہلے پہل پنجاب یونیورسٹی
 کے "سینٹر" "ایڈیٹنگ بورڈ" کے مدیر رہے۔ پھر "حیات" نامی اخبار کی سہولت
 میں "آ۔ کل" "سلطان" "نورمال" "رسالوں کے معاون مدیر کی سہولت
 سے کام کیا۔

بعد ازاں وزارت اطلاعات حکومت سندھ کے کسکے رابطہ عامہ میں
 "انویٹر ہو گئے اور اس عہد سے ریٹائر ہوئے۔ ان کے بعد "حیات" یونیورسٹی
 کی سہولت اردو سے بہ سہولت یونیورسٹی ہوئے اور صدر سہولت رہے۔

- کئی قائم آزاد شاعر ماحر القیامات اور قائد وادب میں مختلف
 موضوعات پر آپ کی تہہ نہ کہ شائع ہو کر مظهر عام پر آچکی ہیں اور متعدد
 انعامات و اعزازات عطا کئے جا چکے ہیں۔ حضرت علامہ القیامات کے سہولت
 شاعر اور "القیامات" آپ کا سہولت موضوع ہے۔ طالبہ ماحر القیامات میں آپ
 کا کام سب سے اول میں آتا ہے۔ سہولت سے کہ صرف سندھوستان میں بلکہ پاکستان
 میں خصوصاً دہلی کرچکے ہیں۔ متعدد یونیورسٹیوں سہولت اور اداروں میں
 القیامات پر تہاہت قیاماتہ لیکچر دے چکے ہیں۔

پہلے۔ خود پر آپ شاعر ہیں اور ابن الشاعر ہیں۔ آپ کی شاعر
 میں القیامات انداز۔ حدت سہولت استعارات و تشبیہات کے لئے مظاهر اور زبان

کی سادگی و ہر کاری دلکش و دل نشینی ایسی ہے جہاں خوبان پائی جاتی ہیں ۔
 نوری کلام ملاحظہ کیجئے ۔

غزل
 یہ حال دونوں حوا کے سر لٹے پھرتا ہوں میں
 کیا خبر تیروں میں کھٹا در لٹے پھرتا ہوں میں
 نرسو کیا ہو جھٹے ہو آ۔ کے حالات پر
 آ۔ اپنا سر منہاں پر لٹے پھرتا ہوں میں
 ان میں کچھ بیکر میں خوابیدہ تمہاری طرف
 یہ حوا کے ساتھ میں پھر لٹے پھرتا ہوں میں
 ان کا حضور صمد کو بارو کے قدم میں
 ان کے حضور کا نشان سر پر لٹے پھرتا ہوں میں
 دیکھ کر عباد کی نظریں یہ ہوا ہے گار
 نہ ہوا ہوا میں لٹے پھرتا ہوں میں
 ان کے حلیے کو کر رہا ہے کہ آئین کے کھی
 کون نگاہوں میں و نام و در لٹے پھرتا ہوں میں
 فن کی فاعل ہے اے آزاد ہون دل ہے ادا
 ہے ۔ کے کوئی گھر لٹے پھرتا ہوں میں

غزل ۔
 دل کو پیش کر کہ ہواں بٹائے رکھا
 کچھ نہ ہوا تو بادوں سے جھانے رکھا
 رتہ درد سے باعدہ نہیں رتہ کوئی
 مرے اس بات کو جھانے سے لگائے رکھا

بھگ گئے اب کے تو شاید کہ جہنم پہرہ کھی
ان جوانوں کو ہوائ سے بچانے رکھا

جسٹولا پسرشاد شامی

جسٹولا پسرشاد شامی تخلص ہے۔ آپ کی پیدائش نسبتاً ملتان پور میں ہوئی۔
تحصیل گھڑ (سابق ضلع ایبٹ آباد) میں ۲ جنوری ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔ ابتدائی
تعلیم میں شامی اسکول ایبٹ آباد سے حاصل کی اور ایف ایچ اسکول
ایبٹ آباد سے ملحق ہو گیا۔

شیر و شاعر کا جہنم ہی سے شوق رہا ہے۔ ان کے جہاں بھگت ہوئی وہ
دار سوانح اور بھگت کالورام انیس کی تھی اور ان کی صحت سے ان کے
خیالات و افکار میں حد لگتی ہے۔ ۱۹۵۰ء میں اپنا کلام پسرشاد اصلاح ابراہیمی
کوری کو بھیجا اور ان سے اصلاحی تخلص لایا گیا۔ "شعلہ احسا" اور
"روز احسا" دو مجموعے تیار کئے۔ جواب دشنام نہیں دیتا۔ بطور تہنیت
کلام نہیں دیتا۔ ان کے افسانے ہیں۔

لگا کے دولت دہائیے طشتی میں ہے
- جہاں حسن کو بخش ہے زندگی میں ہے
میں تار سے ہوا ہے لہو زخم بہار
- جہنم میں پہلے بھلا ہے ہر گلی میں ہے
- جہنم شوق - مکانی ہے ذری ذری ہر
- قدم قدم پہ ادا کی ہے بھگت میں ہے
ہلے میں ہے۔ زبان میں - کر کے داغ
مہر و محرم کو بخش ہے روشنی میں ہے

نہی کوہ کے سہارے امید کی کشتی
تلاطم غم مٹتی ہیں ڈال دے میں نے

حسرتِ طسہائی

لیٹوٹاؤم - حو، طسہائی نے موضع طسان طبع - اللہ مر پنجاب میں اپنا
غریب پراہمن کے ہاں یکم فروری ۱۸۸۲ء میں جنم لیا - ۱۹۰۲ء میں ان کا
انتقال ہوا -

حو، صاحب پیدا ہوئے تب مولانا الطاف حسین حالی ہالی پٹی کی شعر
الامیون اور سرسید احمد خان کی اصلاحی مصلحتی کا زیادہ تھا - صاحب داغ و دھلو
کا ستارہ صوفیہ پر تھا - ہلواں پنجاب میں طسہائی میں - حو، صاحب نے عام
کلیا شروع کر دیا تھا - امیر مہاشی سے بھی حو، متاثر ہوئے مگر داغ نے انہیں
مکالمہ کی طرف کھینچ لیا اور یہ ان کے ہاتھوں شاکر ہو گئے - ۱۹۰۲ء میں
داغ کے شاکر ہوئے اور ۱۹۰۳ء میں یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا
کیونکہ اس برس بھی ۱۹۰۳ء میں داغ نے انتقال کیا - حو، صاحب نے خود
میں بھی ان کی زندگی گزار رکھی تھی کہ نسیم بھرتی ہو کر نے اپنے ساتھ شفقت میں
لے لیا اور حو، ان سے مشورہ سخن کرتے لگے -

حو، صاحب کی دہن سے یہ ہر ہے کہ الاموز نے داغ دہستان
طسہائی کو خا کر داغ تلخ طسہائی کو ہاتھوں رندہ رکھا بلکہ اس نے ہر
ان کے کی سطور میں منتقلی کر دیا - طالبہ عرا طسہائی طسہائی اور دیگر
میں طسہائی نے ان کی شاکر اختیار کرنے کی سزا ان کے لئے تلخ کراہی
پر لایا بلکہ رو داغ کو پسند نہ ہو سکا اور ان کی سطور میں طسہائی لیا -

چنانچہ - کہ حالہ مراد - حکم دیو شو اس کے آرڈر - شو تائیر اور اسے ہی بہت سے
شعرا - اس سلسلے کی انکی فصل نے پیدا کئے ہیں تاہم یہ سلسلہ جاری ہے -

حوا - صاحب کہتے ہیں استاد قادر الکلام شاعر اور ماہر زبان و بیان
نور گار تھے - از کے کلام میں روایت پسندی کوہ کوہ کر رہی ہے - روایت اور
مرد کی باہد - از کے ہاں شعروں کا لاوہ ہے - مصنفین کا استعمال عروس
مہر و صہن کی تمام لہو کی باہد - اور روایتی شاعر کا سارا رکھ رکھاؤ حوا -
صاحب کے کلام کی خاصیت میں - زبان دانی مطبوعہ ہندی - اچھی تصنیفات
سلانی بیان ہوسل الفاظ تازہ کار ہندو شہن - حسین اور دل نہیں اسے ایسی معنی
آہستی سے لہو تراکب ہر جگہ شگفتہ اور سادگی کا آمیزہ لہی واردات کا
ہیامہ حسن طرز ادا کا ایو کا ہن - لہجہ کی نکات کی گرفت اسلوب کی خو - لہجہ کی
اسی زندگی کے شعروں کی مشاہداتی روش نگاہی ہائیکو گہرائی و گہرائی و گہرائی
و گہرائی تمام خوبیاں یکجا ہو کر کلام - حوا - میں آئی ہیں -

شعر - طالبان حاسر خدمت ہیں -

اے مت روت بہ - حوا - نہ رہے گی
- حسن بہ نازان ہے وہ ہر تیرا رہا ہے
بہ - مر - تدبیر حوا - یا تر - تیغ - حوا
اور اچھی جگہ ہے کہ کہ گھاٹ کا پانی مجھے
اب ہم بھی کچھ اظہار عطا نہ کہیں گے
وہ روضہ گئے ہیں تو ہمارا بھی خدا ہے

حسرت بھارتی

- دھرم بھارتی کی پیدائش ۱۹۲۰ء میں مشرقی بنگالہ میں ہوئی۔ منظم بھارتی
حاصل کی پہلا سال میں اپنے عرصہ سرگردان رہے۔ فلم میں بھی آئے
تحت آرمی کی مگر تا دیر قدم نہ گئے۔ فلمی مکتبہ تھیں کی ان میں ناکام ہوئے
نہ بھی میں بھارتی "بھی" کے متعلق ظہور ہو گئے۔ ان کے علاوہ مکتبہ
پہلی بھارتی "آراد" بھارتی "انسان" روبرو - رات و اشعار کی ادارت بھی
کی۔ بنگالہ میں انٹرنیٹ ڈیپارٹمنٹ میں گھر رہے۔

- دھرم بھارتی ہندو اور اردو دونوں میں لکھتے ہیں۔ بنگال کو بہار گھر
- دھرم بھارتی نے سے شاعری بڑی اور عرصہ بڑا ہے۔ کلکتہ میں تمام رہا
- بہار میں۔ گاؤں کی کوشش میں شری رہتے کی بنگالہ شری ڈوٹا کو
مہرہ شریہ ملی۔ اہل بلا تاہم لکھتے علامہ بھارتی لکھتے علامہ - بہار مہرہ
دھرم کی سمیت اپنی زبان سے بھی - دھرم بھارتی نے کہا ہے کہ - دھرم بھارتی
بنگالہ - دھرم بھارتی کے شاعر ہیں اور ان کا ایک مجموعہ "غزلیات" رہا ہے۔
۱۹۵۰ء میں بھارتی بھارتی بھارتی کے مالی تعاون سے شائع ہو چکا ہے۔

- دھرم بھارتی کی عمر بڑا سادہ اور عام ہول حال کی زبان ہے۔ بیان
میں بڑا اور تاثیر ہے۔ دلکشی - لذت رسانی اور ترحیل وکالہ کی فراوانی
الطوف کی تازہ کار - لذت خیال اور لذت بھارتی کا ریحان ان کے کام کی
ہا - خوبان ہیں۔ - دھرم بھارتی ڈھرم "رات" کے لئے ہیں کہا ہے سے
کوئی سونے نکل گئی ہوگی
نام میں سے بھارتی رہے رات
اپنے دل کے چند اشعار دیکھئے سے

دائیں دل میں سچے ہوئے غم کی دہا
اپنی ہی ذات کے ساتھ میں گھڑا ہوں تنہا

لم کا داوان بکولہ کا زمانے کی دوا
 دیکھتے کون بھٹاتا ہے میرے دل کا دیا
 بھول بھٹاتے ہیں میں نے بھی - واپس آ کر
 میں کسی شخص نے مجھ پر کوئی پتھر پھینکا
 قرب دہانتے موت کا ہے حاصل ہے مگر
 میں کسی گناہ کے پتھر کی طرح مرنے لگا
 قافلے والے مجھے مہل کا پتھر چھوٹے
 والے قسمت و کسی قبر کا پتھر نکلا
 آپ کی یاد بڑا آں میرے دل میں چھوٹے
 اپنا تپتے ہوئے سحر میں دوا کا - دھوا
 ایسی زلفوں کی گھٹی چھایاں میں دم لیتے دو
 نعت گما ہوں میں غم نہتہ کوڑھوا ڈھوا
 جس کو مجھ کو لگے پھرتا رہا گشڑ گشڑ
 غدا ہے خوب پھرایا مجھے سحر سحر
 اپنا بھی آئینہ ہے آئینہ نہیں لگا جوہر
 مر گئے ہم تو کسی شہر میں طام کا دوا

راہنمائی نصاب راز

راہنمائی نصاب راز کی پیدائش ۱۱ اگست ۱۹۷۵ء کو برطانیہ ضلع ملتان
 بنیاد میں ہوئی ۔ یہیں تعلیم پائی اور سرکار شاہی اسکول برطانیہ ضلع
 ملتان بنیاد میں مدرسہ رہے ۔

راہنمائی نصاب راز بنیادی طور پر بنیادی زبان کے شاعر اور ادیب ہیں
 مگر اردو میں بھی قدرے اور صبر رکھتے ہیں ۔ اردو کی اچھے شعرا میں انہیں

یہ نگہ دور دیکھا جاتا ہے ۔

و بنیاد : طور پر غزل کے شاعر ہیں ان کی غزلیں علم ضرور پر مستر بحر
میں ہوتی ہیں اللہ کم الفاظ میں بڑی بات کہتے ہیں ۔ میر کا انداز نوازش
میر تقی میر اللہ چھوٹی چھوٹی بہروں میں غزل کا شمار علیک پہلے کہتے ہیں
نہایت خوبصورتی کے ساتھ کہتے ہیں ۔ گہرائی و گہرائی حسز ادا ریاں کی
سادگی و سادگی روایتی و روایتی اسلوب کی تار و کار بہت وقور ہیں
خوبان ان کے قلام میں ہے ۔ اہل غزل بطور نمونہ ملاحظہ
فرمائی ۔

میرے دل میں بہار

سرف مایوسان

ہائے کہ : رہے

رہ گئی بدگمان

فرانز ہر گئی

لہ گئے کاروان

رحم کھا کر بھی ہم

شادمان شادمان

دل سے کٹے رہے

آہ ابد گم ہلکان

وہ کے دل میں می

غم بھی ہیں شادمان

کا ہوتا کڑی

زار کا زار دمان

رام رتن منظر

رام رتن منظر کی بھان، سر اے وال تحصیل اور غل امرتسر میں
میں سنہ ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ تعلیم بھیڑ پائی۔

مضمر کا میدان غل دہم اور غل دہم۔ الٹ و ام غل گوتامہ کی
"بھن" سے زیادہ جائے بھیجائے جائے بھیڑ مار کی دور فہر کتابت مضمر کا
پر آجی بھیڑ —

- ۱۔ نوائے منظر
- ۲۔ نوائے سوز
- ۳۔ دستائے گل
- ۴۔ رو سوز
- ۵۔ مقام رٹا
- ۶۔ جہان

— رو سوز کی علاوہ ادبی صفحات سے بھی وابستہ رہے بھیڑ۔ ۲۔ ام
بھیڑ (لاہور موجودہ پاکستان) سے "ظہر" نامی رسالہ بھی جاری کیا تھا۔

رام رتن منظر کی سب سے زیادہ مقام اور ادبی خدمات کے حوالے سے انھیں
مختلف احرار، واعمال، بانی ملیے بھیڑ۔ از کی تحصیل میں ہیں۔ —
۱۔ "نوائے سوز" کتاب پر پھانسا تھا۔ پتہ۔ سرکار کی دربار سے
..... رتھی کا اہم تھا کیا گیا۔

۲۔ "مقام رٹا" کتاب پر انبردہ۔ اردو اکادمی لاہور پوسی کی۔ ادب
سے اہم دیا گیا۔

رام رتن منٹلو کی شاعرانہ طبع ہم زبان سادہ، سلیس اور شستہ ہوتی ہے۔
 کلام میں اثر پذیر کھڑائی و گہرائی قدرت و وحدت پدرسہ اتم موجود ہے۔ ہر ایک
 مقام پر انی تشبیہات اور ہر ایک استعارے کو اپنے حق پورا پور میں سمجھ سکتے ہیں۔
 پہلاں کا فن مضمر کو پیش کرتا ہے۔

رنگین پٹھانوں

رنگ پٹھانوں کی پیدائش ۱۹۰۷ء جولائی ۲۰ء کو موضع پٹھانوں ڈاکھانہ
 گامان ضلع گورداس پور پنجاب میں ہوئی۔ بہتیت مدرسہ طبع و قوم کی خدمت
 کی۔ ۱۹۲۷ء میں ریٹائر ہوئے۔

رنگ پٹھانوں عرصہ دراز سے ادبی اور قادر الکلام استاد شاعر ہیں۔
 پہلی کتاب "وفا" طباطبائی سے شرف تلمذ حاصل کیا بعد میں دل خواہ - ہزار پیر
 سے تلمذ قائم کیا۔ دبستان داغ سے خود بھی وابستہ رہے اور پہلکون ہونہار
 ساگر دین کی صف میں دبستان کوٹہا کی۔ زور گوئی اور زور تخلیق کا یہ عالم
 ہے کہ درجنوں کتب کے مصنف ہیں۔ تنہا تخلیق اور مراد سے مثلاً "مکاتبات
 تنہا" ہیں۔ ہر درجن ہزار کتب غیر مطبوعہ شکل میں یہ۔ مالی کی و
 کی ہیں۔ درج ذیل شعری مجموعے ہیں - ان میں سے آخر کے دورہ مجموعے پر
 مکتبہ اسٹیم پبلیشرز انعامات دیتے ہیں۔

۱۔ نرنگ لار

۲۔ بہشت لار (مکتبہ اسٹیم پبلیشرز انعام یافتہ)

(پہلا)

۳۔ انداز لار

رنگ پٹھانوں کو تمام اصناف سخن پر قدرت حاصل ہے مگر نثر ان کی دلچسپ صفت
 سخن ہے۔ قد شعری نثر یہ ہیں۔

ہو گھیز اسان راہ خود کی دشواریاں
 ہے خود دل کی ہوئی ہے راہ پر میری لئے
 مہم کو وحشت ہے کیا ہے کہ دور مرد دل عزیز
 مانع پہملائی ہے مرا کہ وہ گد میری لئے
 میں تلاء پر میری خود میں سوا ہوا خود
 رضی لانہز کے کاغذ دھیر میری لئے

مہد اب غزل پانچویں دیکھئے ۔

- جس حسرت کی رختی آنکھوں میں سما جائے
 - جسک نظر افسوس محبوب نظر آئے

غزل کا تعلق کوہن کو بکرائے
 ایسے میں پہلا غزل خود چل کر کہ کھڑا آئے

طوفان صحت میں ہر مرد سلجھ گیا ہے
 اسان ساحل سے دھوکا لے لوئی کھائے

اے عشق گراں ماہ اے حسن دعا پاہ
 تم اپنا ہو دوڑو میں تلخا کہ ہر پاہ

وگھنی وحشت ہے وہ رہا ہوا آکر
 ہم سحر گشتار کو سحر امیر انعام لائے

حسن ابہ صفا ہے عشق ابہ پہچان ہے
 بیٹا میں ریز کئی ا راز کو سمجھانے

رشی پشمالو

اصل کام بام دہر اور رشی پشمالو نعل ہے۔ پیدائش ۱۹۰۲ء - ۱۹۰۷ء
کوہی کلاز، ضلع مونیار، پنجاب میں ہوئی۔

۱۔ دل تسلیم کے بعد سرسریہ گارہوں اور ملازمت کا آغاز پشمالو میں اسٹیشن
میں آئے پشمالو سے کیا بعد میں ضابطی پشمالو کے ذاتی مسند *Perpetual*
Secretary رہے۔ اور ملازمت میں بھی ہوئے ایکسپورت *Export*
Limited کے زونل منیجر *Zonal Manager* کی حیثیت سے رہا ہوئے۔

رشی پشمالو کو ذالہ علی کے رہائے میں سے لکھنے پڑھنے اور شعر گوئی
کا شوق تھا۔ بعد میں عنوان شاعر میں بالادہ، شعریں گوانہ تیار کیا۔ پہلے
پہلے تو سائنس سے مشورہ کرتے رہے۔ بعد میں حضرت جو
مسیحا کے آپ صوف شاگرد اور مسند شاعر خطاب نسیم نور علی کے تلمیذ ہو گئے۔

رشی پشمالو کبیر صاحب کے شاگرد ہیں۔ نام شاعر اردو کی قد
نے پھر ان کی تحفیات کی تعداد درجن کے آ رہا ہے یعنی ہے۔ کئی کتاب
انعام یافتہ ہیں ان کے شعر مجموعے یہ ہیں :-

۱۔ پہلے روز

۲۔ آوازِ دل

۳۔ لہو پکاری کا آستین کا

۴۔ ہفتہ چہرہ

۵۔ پشمالو کے تشکیل کردہ عروہ اردو پڑھنے کے مرکز میں رہے ہیں۔

رشی پشمالو نے داستانِ دانا سے خود و راستہ رکھا مگر قدیم روایا
کی اکثر پیروی کرتے ہیں۔ پشمالو کی شاعری میں مبالغہ نہیں رکھا جاتا۔

انہوں نے جدید لب و لہجہ میں ملت کھٹا زیادہ مختصر اور قابل قبول سمجھا۔
مگر حدت پسند کے باوجود روایت کا احترام ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا۔
جدید شعری مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

ان کو پوچھو جن سے ہے دل ہنگی آزار سے
عنا کی غفلت ہے راستہ غلب و دار سے

نظرت آدم ہے اچھی زبان پر گامزن
سہری کو کیا ہوا پھسری کو کیا ہوا

پے خودی لڑی خودی ہے پے خودی کو کیا ہوا
اہل دل اہل نظر کی آگہی کو کیا ہوا

فکروں میں خذہ و جرات کی سرکوں نہیں
ترجمان حق و حکمت کی خودی کو کیا ہوا

دوسرا مسنگہ امیر

نام دوسرا مسنگہ امیر تھا۔ امر ہے حباب کی پیدائش ۱۹۱۰ء میں پشاور
میں بہتہ نوبت داس وقت کے مان ہوں۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۲۰ء
میں مہاراجہ ہاس کا۔ "آسٹریا کی لڑی" "وادی کے گہ" دو کتابیں چھپیں
اپنے ترجمان دوسری نظم میں۔ اب دستاویز نہیں ہیں۔ ۱۹۲۴ء کے مسادات
کی نظر ہو کر آپ کا بیشتر کلام تالیف ہو چکا ہے۔ اگر قسمت نے ہمارے کی ہوئی
تو مزید کتب چھپوائے۔ چنانچہ ایک کتب خانے تیار کو رقم کر کے ہونے لگے
ہیں کہ۔

"اے رات میری تیرا تسلیف تو طبع میں اول مسرور
 غزلیات سے اول یہ جوان "گلن حارید" - میرا
 خود نوشت سوانح سلطان "میرزا رام کہانی" اور
 تیسری اساتذہ کا مسرور سلطان "عقلم آگہ"
 بطور حیات مرے کے تیر تیر جسے شائع کرنے کا
 بارزادہ صحت پائی ہے۔
 اسور کہ ان کے یہ مسرور شاعرانہ ہر آگے - اپنا غزل کے اعتبار سے
 خدمت میں ہے۔

میرزا کا وہ شوخ ابھی گل کی ہلت ہے
 کہہ دہر کی نہیں ہے اس گل کی ہلت ہے
 اے شب میں کیا ہوا تو میں غم ڈرا ہوا
 باغ جہان میں گل کی ہلت گل کی ہلت ہے
 سد جہان ان کا اہل نظر میں نظر ہے
 وہ لوگ جن کی کم نگہی گل کی ہلت ہے
 ہر جہاں جو میں نے غم سے پیدا ہوئے تھے ک
 اے آہ بھر کے ہوا میں گل کی ہلت ہے
 دنیا میں انبار کسی کا نہیں اور
 دھوکا دیا تھا دل ہے ابھی گل کی ہلت ہے

روشن بین بھائیوں

ظلم روشن لال ہے اور خط روشن بھائیوں - آپ کی ہمدانی لالہ رام
جون دا ایڈووکیٹ کے عاز ۱۹۰۹ء کو بھالہ میں موٹی - امدانی
مسلم گھر موٹی - ۱۹۲۰ء میں مہندرا کالہ بھالہ سے ہی جاتے - امتیاز کے ساتھ
با - کا -

کالہ کے زمانہ طالب علمی ہی سے شاعر سے شغف پیدا ہوا جا رہا
کے مشہور شاعر حسن قریبا پرشاد طاس گیارہ کی تحفہ پر شاعر شریق کی
بعد از ان استاد شاعر علامہ ڈاکٹر شوہر سہائے اللہ سے بالکلہ اعلاہ لیتے
لگے - ادبی صحافت سے شغف لے ریاض و حوائد سے واسطی عطا کی - اس سے
شہر ذوق میں اعلاہ اور لکھا رہا - سو کلام کے طور پر ذیل کی غزل
ملاحظہ فرمائیں -

موسمِ روغنِ خزان فصلِ بہاروں میں بھی ہوتا ہے
یسا اوقاتِ اندازِ گستان میں بھی ہوتا ہے
کوئی تدبیرِ مرگِ کارگر بھی نہیں ہائی
کبھی مہرِ مرہلو سے انسان میں بھی ہوتا ہے
ہیانِ رہتی ہے جب آئینہِ روانِ موعے میں انگلیں سے
کبھی رازِ درون میں نمایاں میں بھی ہوتا ہے
بلا دیتا ہے زہرِ مرگ کے دو گھونٹ چمکے سے
میں غم بہ جا رہے گا احسان میں بھی ہوتا ہے
کبھی مقلعے میں مر مرگم پر مر مرگ و زین
مسافرِ راہِ اللہ میں مواسم میں بھی ہوتا ہے
عجب کیا ہے نواہیِ نسیم کی وا آجائے
کہ دردِ عشق میں جاتا ہے دواں میں بھی ہوتا ہے

جولہوز کی طرح ہوتے ہیں روشن داغ اللہ کی
میں دس ہیں انہی حسن جولان ہوتا ہی ہوتا ہے

زار غلامی

" غلام الصوفی " غلام سحر مشق آباد کے شاگرد ہیں۔ زار غلامی تخلص
اور اصل نام ام پرکاش اگروال ہے۔ از کی پیدائش بھابھہ میں ۱۹۲۲ء میں
ہوئی۔ ڈاکٹر ہیشہ کیا اور اپنی مدت کا مال روڈ پشوالہ میں کھیت لائی
رہے۔

زار غلامی اپنی روایتی شاعری میں اردو کی غیر معروف شاعریوں پر مبنی
اپنے تخلص میں روایت پسند کے لئے قدر کی نگاہ سے دیکھے۔ انہی میں
انہوں نے اپنی والدہ جمیلی دہر کے کہنے سے گیتا کا مضمون ترجمہ بعنوان
" سرمد بھگوت گیتا " اور لکھنؤ نے انہیں کلام کا ترجمہ مدام "۔ جس
سلسلہ " کے نام سے کیا ہے۔ اب کا ایک شعر مشہور " تہلیات "۔ انہوں
میں پشوالہ بھابھہ سے طبع ہو چکا ہے۔ کے لئے مسئلہ اللہ بھابھہ پشوالہ
بھابھہ سرکار کا روٹ، مہارن ملا تھا۔

زار غلامی نے نظم قطعہ ریاضی ایسی اہم اعطاف معزز میں لکھا۔
طبع اریاضی کی ہے۔ از کی نظمیں ہیں " مٹی کی کپکپناز " " فکر کا چہرہ "
" لہلوں کے جام " " کف کی ہے " " بھولوں کی مہ " موجود ہے۔ لہلوں
کلام کے خیر پر ریاضی قطعہ اور "۔ نظمیں کے بعد ہیں خدمت میں۔

اے حسین اہل طوطی طوطی

اے شہید کیلے تار اہم

از دے کراہے ہے سچا ہا دہے

(از مدام حسین)

کاکل حالہت کے یہ وہم

لہام " عورت " میں شاعر نے عورت کو شہم و حسا اور صفت و طقت کی پاکیزہ
عورت سے منسوب کیا ہے ۔

بکر شہم و حسا بکر صفت عورت
بکر مہر و دلا بکر اللہ عورت
راہ و رزم میں ڈھلا ہوا دلا بھکار
بکر حسن وادا بکر عزت عورت

(" عورت " - تعلیقات)

نظمات و رباعیات میں زار صاحب کو قدرت کلام اور ملک سخن حاصل ہے ۔
رباعی ۔ " حام وحدت "

دامان خود حوزن وحشت سے سی
اے دار کا میں شان و شوکت سے سی
مان بادہ انگور ہو یا شہت وصل
پختے جو بلا وہ حام وحدت سے سی

خمیات بھی کہی ہیں ۔ ان میں بیانیہ انداز اور لفظوں کی صفوں اثر پذیر
ہے ۔ حسن پیدا کیا ہے ۔ الفاظ کے استعمال میں شاعر حد درجہ محتاط
و پراکٹا ہے ۔ اپنے مثال دیکھئے ۔

خمر ۔ " اے شیخ حرم "

ہے قاعدہ نسب کے دائرے کا پورا
اے وقت کو اے شیخ حرم میں نہ گوا
وہ کونسی عس ہے جو بادہ میں نہیں

نادان نہ بن ہوئے میں آسام انعام (از تعلیقات)

زار ملائی نے نظمات بھی کہے ہیں ملاحظہ فرمائیں ۔

شر قدم پر شکست کھا کھا کر
 ہمت دل ابھر ابھر آئی
 آؤں اطمینان میں دب دب کر
 رنگائی لکھر لکھر آئی

(از تصانیف "آؤ اطمینان")

زارعلائی کے ماز غزل پر مشتمل سخن اور طبع آویانی ثابت ہے۔ "تصانیف"
 میں اب بھی غزل موجود نہیں ہے۔ زارعی روایت کا یہودی احترام کیا ہے۔

زارعلائی بھٹاب کے استاد شمس المیز سے توہمیز ہی انہیں مامور
 موز کی حیثیت سے بھی حاکم حاکم ہے۔ و ا۔ پہلو سے کھر روایت برکت
 اور اہمیت بواز میں۔ موز کے موزیج ہراز کی تصنیف "کلید موز"
 کافی مشہور ہوئی ہے۔ لہذا سوجد نے لکھا ہے کہ۔

"۱۔ میدان (موز) میں آپ (زارعلائی) نے علی
 کام بھی انجام دیا ہے اور متعدد اشعار آپ کے حلقہ
 تلامذہ میں شامل ہو کر لکھنا۔ ہو چکے ہیں؟" (۱)

(۱) رسالہ "بروز اہل" - ولایتی ایگٹ - ۱۰۸۵ء - ۱۰۸۶ء - ۱۰۸۷ء - ۱۰۸۸ء
 اول غزل نمبر ۱۰۸ - محکمہ اہلکے بھٹاب۔

ساحر سہال کوشی

تعداد : ساحر سہال کوشی اور اس کا نام رکھیر دا ہے ۔ پیدائش شہر الہال
سہالکوٹ ضلع کی ایک تحصیل لکھ (موجودہ پاکستان) میں ہوئی ۔ ابتدائی
تعلیم اس نے کتبہ میں حاصل کی ۔ بعد ازاں سلطان دھرم کال لاہور سے
بی۔ اے کیا ۔ کیا ۔ تعلیم پنجاب کے بعد خالدہ مرچلیے آئے اور قادم آخر اس
خانہ کے مورھے اور بہن انتقال کیا ۔

ساحر سہال کوشی کو سہالت سے بچہ خدا تھا ۔ اس نے بہت سہالت
کو فریضہ کیا ۔ بھائی اور مدینہ روزانہ پنجاب خالدہ مرچلیے ساتھ ساتھ رہے
اور اواخر عمر میں قائد مدبر بھی رہے ۔ بھائی : طور پر ساحر سہال کوشی شاعر بلکہ
نثر گو شاعر ہیں ۔ ان کے دور قبل عمر : مجموعہ ہیں ۔

۱۔ شمع سخن

۲۔ حیم سخن

انہیں قلم اور نثر ہر دو علاقوں پر قدرت حاصل ہے ۔ مضامین و قطعات
بھی کہتے ہیں ۔ دیوان تعلیم میں ابوالاکر حبیب خالدہ مرچلیے علامہ تاجور
نصیر آباد ، مرزا باغ ، بگاہ جنگیز ، ہلات مرچلیے جگہ آخر ایسے پاکستان کی
حیثیت پر ۔ زبان مہر آئی جن سے ان کے شعر : حقیقہ کو قلوب بخش ۔

دھرم میں بہترین ادبی دسترس ماحول میں ہوئے ۔ پانچ بچے بعد صحت
نے ماری ۔ خالدہ مرچلیے پنجاب میں آئے تو سلطان سخن نے سیر سے آواز
نہیں بچائی ۔ دستار دہائی کے نام پر بہت کتاب : اور مہمانی کے ساتھ مل
گئے ۔ خالدہ : ان کے تلمیذ ہوئے ۔ شاعر غلام : قابل استاد ہے ۔ انہیں
فارغ از حد قرار دے دیا ۔ پھر اب وقت و آہا : ساحر سہال کوشی خود اس

دہنے لگے اور اچھے اچھے شعراء از کے حلقہ قلام ذہن آگئے۔ اہ۔ گ۔
 ساحر موصوف کے شاگردوں کی تعداد بجا سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ (۱)

ساحر سہالکوش نے دستارِ دام کے لئے خود کو وقف کر لیا تھا چنانچہ
 ۱۔ سر دستار کی تمام عیناز از کے کلام میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔
 ۲۔ وہ، مہجائی کے قائم مقام کہے جاسکتے ہیں۔ از نے کلام میں سادگی و
 برکات، شعری لوازمات کی خاطر خواہ نسبت و اعظام، سمعیت کا طعنہ خاطر
 رکھنا ورمہ کا استعمال، شعر بیان عام فہم اور سلیقہ مولا اہم ہے۔ چ۔ گ۔
 سر طالبین بہ خدمت ہیں۔

ہے کہہ دہن سے کم دل وشت اثر
 ڈھونڈا تو ہے دہن نہیں آیا مگر

ساحر کو یہ عین، ہزار کا اثر کہیں
 دل ہے کہیں خیال کہیں سر کہیں

دل کم ہوا ہے کونے ہزار میں۔ ط۔ گ۔
 کل میں گئے تھے حسرت ساحر ادھر کہیں

ہے آستار ہر ملال میں کو یہ شوق
 ۔ ہکا ہے وہ دہر میں رنگین کا سر کہیں

(۱) "ساحر سہالکوش" (معارف) مسعود، ماحولیات "ہزار اور" "غزل شعری"
 - ولایتی اگست، ۱۹۷۰ء شمارہ نمبر ۵۔ ۶۔ - لہ اول، طابع گلزار ہونہ
 اینڈ مشینری (پریس) - لکھنؤ، ۱۹۷۰ء۔ تاثر (اگرچہ پشیمان پشیمان) - لکھنؤ
 پشیمان پشیمان ۱۹۷۲ء۔

دل میں وہی غلغلہ غم غرت کی سرگ
 پہلے کہاں نہ جہن سے ہم سر پھر کہیں
 کہے جائے کون بہ لوگ غلطیے نہیں ہوتے
 حلیات میں تیرے دیوانے دیوانے نہیں ہوتے
 وہی ہوتے ہیں ہوائے - لافے سوزم - سن کو
 سو آکر شعہ بہ - لگتے ہیں ہوائے نہیں ہوتے
 اچھڑ دل نذر کر کے کچھ توغ نہ رکھائے ماحر
 غم سے سو دیتے - انہن وہ غلطیے نہیں ہوتے

ساحر لدھیانوی

اصل نام محمد عبدالغنی اور ساحر لدھیانوی تخلص ہے۔ لدھیانہ میں
 ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے والد چوہدری فضل محمد (رضی لدھیانہ)
 سے تاحوشکرات کے باعث تعلقات مطلق ہوئے اور آپ کو جہیز میں میر والد
 کے خلعت بدری سے معزز ہوا پڑا چنانچہ ان کی طبعی فطرت کی
 اسی کم ہوشی کی حالت میں ہی کرناؤں ہوئے اور اسکول سے نال میر آئی۔
 گو بعد کال لدھیانہ میں ہی جانے کے دیوار میں سرور ادبی کی دنیا میں
 اظہار شہرت پائی اور علمی سعادت میں بھی نام پیدا کیا۔ آزاد کی وطن کی
 مع کا ہوا ہوئے کے باعث عبدالغنی کو کال سے نکالا گیا۔ (پچاس سال
 بعد اس کال نے ساحر کو بعد عزت و احترام بلایا اور ہوئے کا عہدہ اہتمام
 دیا اور نراضی ہوئے ہوئے نے "گی ساحر" کے نام سے اپنا لٹریچر پیدائش
 کار کیا) آپ آزاد کے بعد لاہور چلے گئے اور "ادب لطیف" اور "سہرا"
 کی ادارت سنبھالی۔ کچھ دیر "بھٹ لڑی" امیر کے پتہ کی رحالے کی

ادارت بھی کی۔ بالآخر یہی چلے آئے اور فلم دیا۔ بہت اچانک شروع
 کی۔ بہانہ بناوا ایسا جتنا کہ تادم آخر عروہ ہو رہے۔ سچکین فلم کہتے اور
 غزلیں مغلطہ کہتے اور فلم کو ادب کے قریب کر دیا۔ فلم ڈاکٹر ایسوسی ایشن
 Film Writers Association نے صدر رہے۔ ممدوستانی نو کے لئے نغمہ
 ساز کی جس کے احواف و تشکر کے طور پر ممدوستانی نوں جو کہن میں سے ایسا
 کا نام ان کے فلم سے موسوم کیا گیا۔ بدم سون کا اعزاز حکومت ممد نے دیا۔
 ۱۹۷۱ء میں والدہ سوہارہنگم کا انتقال ہو چکی تھی۔ ساحر کی صحت بھی گری
 لگی۔ ہاز سے بیہوشا طہمت اور بیمار تھا۔ اسی خیال سے شاد۔ بھی نہیں
 کی مبادا ہو۔ ہاز کی خدمت میں روزہ نہ بن جائے۔ اعجاز کے بچے
 بچھے ۱۹۸۰ء میں اکبر کی بیوی کا پوتہ کو محمد عبداللہ ساحر لدھیانوی
 میں ظالم بلا میں ابھی مان کے پاس انتقال کر گئے اور جسم ہسپتال میں (حالی
 انتقال) کی خاک میں پوشیدہ ہو گیا۔

ساحر لدھیانوی بنیاد طور پر تادم گو شاعر ہیں تادم انہوں نے غزلیں
 میں بہت خوب کہیں ہیں ہاز کی قزل میں بھی تادم کا اظہار اور انداز ملتا
 ہے۔ ساحر کی غزلیں کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

میں اور تم سے قرب صحت کی آہ
 دیوانہ کر دیا ہے تم رنگارنگ

خود دایہ کے خون کو آواز نہ کر سکے
 ہم ابھی سوہون کو نگاہ نہ کر سکے

اے دروہ دل شکن تھے صحت کے حادثے
 بحر زندگی میں ہم کوئی آواز نہ کر سکے

ساحر کی نظم نگار اور دو نظم میں ریودست اظافے اور عطا کی حیثیت
 رکھتی ہے۔ عطا طور پر ان کی نعل نظم "پرہانہاں" امر ظالم کے موسیقی پر

سب سے پہلے اور سب سے پہلے نام ہے ۔ کا اندازہ لگائی اور لگائی ہے ۔
 مدار گزارہ کردار گزارہ لگائی ہے (FLASH BACK) ایسی خوبیاں ا نام
 کی حیات ساری کی خاصیت ہیں اور خود یہ نام سحر کو امر کو دینے کے لئے لگائی
 ہے ۔ ا کے علاوہ سحر ہے ا نام میں ا عہد کا سب سے اہم اور بڑا سوال
 اٹھایا ہے ۔ کا جواب تمام انسانوں کو دینا اور ملکوں کو دینا لگائی ہے
 اور سب کے کو سحر ہے ۔ یہ سوال ہے انسانیت کی بنا کا اور امر علم
 کی ضمانت کا ۔ چنانچہ امر علم کے معنی پر دینا کے انسانوں کی اکیت
 دستخط کر دیتی ہے ۔ " برہاننام " نام کی کہانی تھی تھیک برہاننام ہے ۔
 سحر ہے پہلے لگائی تھی کے بعد لگائی دینا سے حاصل کیا گیا سحر
 ہے بلاشبہ اور وہ نام کو لگائی تھی تھیک عطا کی ہے ۔ ا نام کی کہانی کا
 مرکز کردار (جو لگائی خود سحر ہے) ایک ہر ملکوں جاننے والی رات میں دیکھے اور
 لئے ہونے دل کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور خوبصورت رات کی باتوں میں دو
 - راز ہمارے والے انسانوں (ماکروموت) کو دیکھتا ہے اور انہیں دیکھ کر
 اپنے جسم میں لگائی تھی کے عطا تمام کار کو یاد کر کے بلایا
 اٹھتا ہے اور ان لئے ہمارے والوں کو ہمارے احاطہ دینے کے لئے
 ہر کوئی کے خلاف مردہ روحیں اور زندہ انسانوں سے احاطہ کر دینے
 امر عالم کو نام رکھنے کی تلقین کرتا ہے اور تھیک لگائی ہے کہ اگر اس کو
 ہ روکی گئی تو گشت خود میں تو جسم میں ملے تھے اس کے لئے میں
 برہاننام بھی حل کر لگائی ہو جائیں گی ۔

گشت خود میں گھر میں حل کر لگائی
 جب نہیں کہ یہ برہاننام بھی حل جائیں
 گشت خود میں پھر حل کر لگائی
 جب نہیں کہ یہ برہاننام بھی حل جائیں
 (برہاننام)

علی سردار جعفری نے درست لکھا ہے کہ ۔

” ساحر لکھنوی نے اس نظم کے ذریعہ اردو کی ظہل

نظمیں اور امن ظلم کے ادب میں ایک خوبصورت

ایضاح کیا ہے۔“ (۱)

اس کے علاوہ ساحر کی نظم ” کا۔ محل “ بھی نہایت باغیاج خیالات کا اظہار

کرتی ہے۔ اس نظم نے پہلی بار کا۔ محل کو مطلق پہلو سے دیکھنے کی ہنگامہ

بہر دعوت فکر دیا۔ شاید اسی باعث یہ نظم عرصہ طویل و عام کے ذہن پر قائم

ہو گئی۔ خا۔ محاورہ پر یہ شعریان زہ عام ہوا ہے

اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر

ہم فرعون کی محبت کا اڑیا ہے مٹا دیا

(کا۔ محل)

ساحر نے مولا غالب کے ہم حسن و عدا کا براہل اقدار کے ساتھ حق گوئی اور

معاذہ۔ حرافت سے کام لیتے ہوئے غالب کے نام پر اردو نوازی کی سازش اور

” اردو “ کا پردہ اس طرح اٹا دیا ہے

” اکہ ہوں گئے آزاد، کامل کو

تیرے حاکم کہیں ہم کو غلام کا خیال آیا

محبت ہے کہاں اس کی صکن تھا کہاں اس کا

اب اپنے سچے ہونے ڈھونڈ میں سوال آیا

سو حال سے جو محبت جاوے کو فرشتہ نص

اب اس پر غیبت کے پہلوؤں کی نشان دہی ہے

اردو کے مسئلہ سے کبھی ہمید نہیں نکلتا

یہ حسن و عدا کا حکم خدمت ہے کا سار ہے

(۱) ” اردو گوئی خواب بین “ دیباچہ ۱۰۱ ۱۹۸۲ء اسلام آباد کشتار

- عہدِ حیات نے یہ زیادہ زبان کھلی

ان عہدِ حیات کو مرحوم کا نام کون ہے

غالب جسے کہتے ہیں اردو میں کا شاعر تھا

اردو یہ علم ڈھاکر غالب یہ کم کون ہے

(حسن غالب - لہوری ۱۹۸۱ء)

علاوہ انہیں دیگر ان گنت نظموں نہایت پائے کی اور کتاب تخلیق ہیں

ان میں سے بعض اہم نظموں کے نام یہ ہیں - " گود " " جگمگے " " فنکار "

" گل اورا " " اسی دیوانے پر " " ایک شام " " ساگر " " نور جہان کے "

مزار پر " " مادام " " طاقت " " تپا سحر ہے پوائے جواں گل کرد " " شکست "

زندان " " لہو نظر دے رہی ہے حیات " " آؤ کہ کوئی خواب بھین " " ایک "

ملاقات " " خون پھر خون ہے " " لب پہ باغدی تو ہے " " اے شہناشاہین "

" میں زیادہ ہیں " " عدوت ہے " " اے تکی نسل " " بڑی طاقتیں " " میں "

ہل دوہل کا شاعر ہوں " " فذر گاہ " " روئے " " گلشن گلشن بھول "

دھڑ دھڑ -

ساحر لہ حلیوی اردو دنیا کے وہ سب سے خون دلہا شاعر ہیں کہ جن

کے شعری مجموعے کے سب سے زیادہ ایڈیشن شائع ہوئے ہیں - خاک - کر

" تلخیاں " کے کئی درجن ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں - کئی زبانیں ہیں اس

کے شعری تراجم ہو چکے ہیں - اہم ہفت یہ ہے کہ یہ عزت و شرف ساحر کو

ان کی حیات ہی میں حاصل ہو گیا تھا - ساحر کے شعری مجموعے یہ ہیں -

۱۔ تلخیاں - پہلا ایڈیشن (عہدِ زیادہ طالب علمی)

۲۔ آؤ کہ کوئی خواب بھین

۳۔ گاتا جائے بھٹاؤ

شاعر بہان ایک کتاب۔ نزل گو اور مطلق نظم نگار ہیں۔ وہیں ایک نہایت کامیاب اور منفرد گیت گار بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے گیتوں کو نظمیں سمیت کے لئے مکتوب کر کے بلوچ بازار بن اور سولہا ہز سے ہمیشہ پہنائے رکھا۔ نظم دنیا میں بھی ادبی مسبار کو نام رکھا جو دوسرے کسی نظم شاعر کے مانا اور قدر اہمیت کے ساتھ ملتا ہے۔

شاعر نے اگرچہ بھوپر نادی ہائی مگر ان کی نادی میں بھپائی اور خلا بہت ملا تھا۔ لیکن ا کے بلوچ شاعر مردانہ وار چلنے اور ٹانگیں بہت میں مشغولین خلا کے لیے اہل نظم سے بے خوف ہو کر چلنے لگا۔

”نہ مدد چہا کے چلنے نہ سر جھکا کے چلنے
شکوہ کی نظر سے نظر ملا کے چلنے
اب ایک رات اگر کم چلنے تو کم ہی میں
بہی بہت ہے کہ ہم مشغولین خلا کے چلنے
(آؤ کہ کوئی خواہ بہیز)

مسلم شاعر ہوشیار پور

راہپڑا، نام اور شاعر کا ہے۔ حجاب کی پیداوار ۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو ہوشیار پور کے ایک مکتوب گھرانے میں ہوئی۔ فارسی زبان واد۔ میں اہم کام کیا۔

شاعر ہوشیار پور سکون پور میں ”دام دستار شاعر“ کے بہت ہیں۔ انہوں نے ۱۹۲۸ء میں بالکل حجاب جو مسلمان کے سامنے زانوئے قلند نہ کیا ہے۔ حجابہ دام دستار کی تمام خوبیاں ان کے کلام میں مدورہ ائم عورتہ میں۔

ساحر ہوشیاروں کی شعری زبان نہایت عام فہم سہل اور سادہ و
 سادہ ہے۔ شائستگی و شستگی ان کا خاصہ ہے۔ ان کے کلام میں قہقہہ
 مہم ہے تشبیہات و استعارات سے شعریہ کی حاکمیت ہے یہ بھی انہیں
 ملکہ حاصل ہے۔ ہمت کو اسی طرح ادا کرتے ہیں کہ طبع اور فکر کے دل و
 دماغ کو چھو سکتی ہے۔ ان کی شاعری مبالغہ کا۔ وطم ہے۔ بطور مثال چند
 اشعار دیکھئے گے

محبت کرتے والے کم نہ ہون گے
 تو، محل میں لیکن ہم نہ ہون گے
 دلوز میں تلوین ہوئی وہیں کی
 اگر کبھ مشورے باہم نہ ہون گے
 تو اٹھانا اگر مل بھی جائے
 تو، فرقت کے سچے کم نہ ہون گے

۱۔ غزل کا مطلع زبان زد عام و خا۔ ہے۔ ان کے ہاں میر کا درد غالب کا بھی
 مومن کا تھیل اور داغ کی زبان دانی ہے۔ حاکم کو رایت کی محبت اور کہبت
 پیدا کرتی ہے۔ ان کے شعریہ میں بے گاہی ہے۔ ان کے ہاں غم و دواں بھی
 ہے اور غم کا تاز بھی۔ وہ بہت بڑی زندگی مسرت اور انسانی نفسیات کی
 بھی بہت عطا۔ ہیں اور ذاتی و غم کے شاعر بھی۔ چند شعریہ مثالیں یہ
 ملاحظہ فرمائیے گے

میں مسخو ہات ہات میں ہے
 کہا حادو یہ القات میں ہے
 نگاہوں میں کبھ ہات موی رہی
 ادھر ملاقات موی رہی

ساحر بلا سہ ایک مسکرا اور مسعد شاعر ہیز ۔ ان کی دور۔ قبل تالیف نظر
ہم پر آجکی ہیں ۔

- | | | |
|----|-------------------|-----------------------------|
| ۱۔ | سحر نزل | (شمر مجموعہ) |
| ۲۔ | سحر نغمہ | • • |
| ۳۔ | سحر حرف | • • |
| ۴۔ | حل ہوا | (شمر مجموعہ دیوناگری ہیز) |
| ۵۔ | یہ نظر کی کہانیاں | (انگیز سے اردو ترجمہ) |
| ۶۔ | پیکر کا | (انگیز) |
| ۷۔ | یادگار حور طیبانی | (نثر) |
| ۸۔ | نشاط فکر | (نثر) |

ساحر ہوشیار اور کورد۔ قبل اشعارات و اعزازات مل چکے ہیں ۔

- ۱۔ ایمن اردو ادب دہلی کی طرف سے ۱۱۰۰۰ روپے کی تمغی
مہ سہا ہوائے خدمت ادب اردو دی گئی ۔ ۱۹۸۸ء۔ ۱۵۔۸۔۱۵
- ۲۔ سلامت دہلی دہلی کی طرف سے ۱۱۰۰۰ روپے کی تمغی
مہ سہا دی گئی ۔
- ۳۔ خیالہ اردو اکادمی کی طرف سے سید منظر حسین بولی ادبی انعام
۵۱۰۰ روپے کی تمغی مہ سہا کی شکل ہیز دیا گیا ۔
۱۹۸۸ء۔ ۹۔۱۰۔۹
- ۴۔ سلامت کلاہ دہلی انعام کی جانب سے ۱۹۸۸ء۔ ۱۰۔۱۰ کی لئے
۵۱۰۰ روپے پر مبنی سالانہ انعام دیا گیا ۔
- ۵۔ انٹرویو اکادمی لکھنؤ کی طرف سے " سحر حرف " شمر مجموعہ
کی لئے ۲۰۰۰ روپے کا انعام عطا کیا گیا ۔

سیاحیہ شعلانی

لاٹل پور (مشرقی پنجاب - پاکستان) میں یکم ستمبر ۱۹۲۷ء کو "کلہیت
سویا" کی پیدائش ہوئی۔ تقسیم وطن کے بعد مشرقی پنجاب میں آگئے۔ سرکا
میں طرحہ پھالہ میں گزارا۔ پھالہ میں لوہار سار نے جو مسطادہ
پنجابی سار نے اسی سے تربیت پائی۔ آزاد گلابی نے لکھا ہے۔

"لوہار سار نے پھالہ میں اپنی تعلیم لیکن اہم ادبی مرکز
پھالہ تھا۔" سے پہلے کٹر سار شعلانی مہمان پھالہ
رہے۔ راستہ رہے اور اپنی عمر کاوشوں سے پنجاب کے
اردو شعراء سواہ میں آگے آئے رہے۔ "آزاد گلابی" (۱)

پہلے پہل سار شعلانی نے اپنے ازان اربعین دین لایا۔ میں تمام
بغیر تھے اسی دوران لوہار سار سے ملاقات ہوئی اور لوہار سار کے کہنے پر
سار شعلانی نے "سار شعلانی" ہو گئے۔

سار شعلانی کا ایک شعر: مسعود ستمبر ۱۹۲۷ء میں "اساز" کے نام
سے چھپا ہے جو کہ دھن غزلوں اور قطعات پر مشتمل ہے۔ چھپا ہے غزلیہ
کی نام سے ہے۔ میں دھن میں "دوسرا حصہ" "خام ناکل" ہے جو غزلوں پر
مشتمل ہے۔

سار نے جب شعر سار کا آغاز کیا تو تری ہند ادبی تحریک کا وقت
دم توڑ چکی تھی۔ تمام اثرات اپنی لگاؤ میں شعلانی نے چھاپے۔ ابتدا میں

(۱) اذکر آزاد گلابی۔ "آزاد" کے بعد پنجاب کا اردو شعراء۔
۱۹۲۷ء مطبع طالب پور، بہاولپور / گورنمنٹ کالج لاہور، پنجاب

شاعر کے کلام پر مرثیہ دہن کرکون ہمسافہ طیفوں کے لئے نہایت نرم گوشہ اٹھایا گیا ہے۔ یہ اثر دوازل ترقی پسند تحریک کے بالائے کاتبہ نہیں بلکہ شاعر عثمانی کی ذاتی زندگی اور گرد و پیش کے ماحول سے پیدا شدہ تحریک کا ثمر ہے۔ حدیث، حکایات کی بجائے ان کے ہاں حدیث غم و دیوان حاوی ہے۔ ان کے کلام میں عثمانی دیوان شکایات زیادہ زیادہ اور استعاروں کے حلیوں کی تعمیر سے اور ایسی کیفیت پیدا ہوگئی ہے جو کل ملا کر انہیں ایک اچھا شاعر بناتی ہے۔ غزل ہوا نام دونوں میں شاعر نے کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔

شاعر عثمانی کی نظم کوئی مکمل موشجات کی حامل ہے۔ غزلوں اور قطعہ و رباعی میں بھی انہیں ملکہ حاصل ہے۔ مثال کے طور پر ایک نظم قطعہ رباعی اور جملہ اشعار غزل کے ملاحظہ کیجئے۔

(نام) * مرثیہ بکتاب *

حس کے ذہن میں تاروں کی تابلیان
چوٹا ہے حسین حس کی عزت ہون
حس یہ قربان ہے حجت رقیہ ویر
ہے مراد یہ بکتاب کی سرزمین

مرا بکتاب زندہ دلوں کا وطن
ایمن ایمن شادمان شادمان
اس کے عقدہ حیلوں کی قہر سے
رہگرو رہگرو کہکشان کہکشان

نوح جبل قلعی دلہن کی طرح
ا کے پہلو میں خط کشیدہ ہے
درد مہا ہرک کی سورہ دستار ہے
اور ماحول میں غارت کی تصویر ہے

دلہ لالہ موتے اس نہیں ہو کہی
اور دُور سے شاعر کی منزل سے
سازِ لطیف اعلیٰ جو اقبال نے
رقہ کہنے لگی وہ میں زندگی

حب بھی عشق و وفا کی کہانی جلی
عام واسطے کا دنیا کو تنہا گیا
حب کہی چھوگا تذکرہ حسن کا
میر کا حکم آئینہ میں لہو کا

یہ وہ شمع ہے جو ہر کئی دور میں
ایسے ماحول کی آغوش سے لڑا
یہ سلیقہ قلاطم کی آغوش میں
رقہ کرتا ہوا سوئے مغل پرہا

اس کے موعظ بہ نظم کا گیت ہے
اس کے ماحول میں صبر کا خار ہے
اس مہلقے کے نقش کی پرستش ہے
اے تھے دور نہیں کا آثار ہے

ہم کی جان میں امن کے باستان
اس کے ہاتھ سوادِ پہلے حوں
ہے ہوا وہ پہاڑ کی سر زمین
نعرِ مددستان شانِ مددستان
(از جالستان)

(پانی)

تقدیر کی تصویر نظر آتی ہے
انوار کی تقدیر نظر آتی ہے
ہوت ہے وہ شاہکار کہہ کے دل میں
حالات کی بھی تصویر نظر آتی ہے

(از جالستان حور و فکرت)

نظمہ) بہت کا پہلہ رہی شب کا شان جہیل ہوا
 سلم کو تعلیم ہوئے شاعر غلامان نظریں
 دودلوں کی دھڑکن کا ساز و آواز چاندی
 کیا ابھی تو نہیں سمجھ لے زہر و حیر
 (از: الشان سوداگر و نکیت)

نظریات، سائنسائی مین گارن اور طبع کو ابھی طور و موسم کو لہجے کا اثر
 موجود ہے۔ ان کی نظریات مین وفاق خیال جواب و سوال اور استہمام کی
 علاوہ سادگی اور پاکیزگی کا آمیزہ بھی اور کرب و احساس کے چھٹے موسم کا
 کی کرچن کا ہیز بھی۔ انسان دوش اور خلق خدا سے محروم کا حادہ
 اخلاقی بھٹکا اور حقیقتِ محبت ایسے ظاہر سے سائنس کی نزل کا پرخلو ہیکر اور
 بھی دلائل و مواضع ہے۔ افسار دیکھئے۔

حاصل ہے زندگی محبت ہی کو نکات
 یہ چیز وہ نہیں ہے حوا۔ ائی کل گئی

محرم رہ۔ ولم ہیں میں خوش محسوس کرتا ہوں
 محبت مین سور زندگی محسوس کرتا ہوں

سے نام سنگھ خٹکار

سے نام سنگھ نام عمارتِ عمارت ہے پیدائش آپ کے والد سرجن سنگھ
 کے نام پر سے ہوئے گاؤں جہ سرجن سنگھ علی مظفری (حال ساہیوال پاکستان)
 میں ہوئے۔ ابھی ایک ہی برس کی عمر تھی کہ والد یوسف کا انتقال ہو گیا۔
 مگر تقسیم ہوا تو سندھ و سوات مین متولی پنجاب چلے آئے۔ یہاں تکلیفات مین

معلوم ہے کہ سارے مہمانان طوبیٰ کو شاعر مہینہ نام گئی تھا
 کہ مہینہ بھی از کا تھا۔ مہمانان ادب سے مل گئی تھی جسے انھیں بہت بھی
 دے اور بھی خدمت بھی ملا کی ہے جان کی غرض، نیاز، عادیہ، سلام، نام
 اہم اور سہل ہے۔ یہ بھی اور جو، وغیرہ ہے۔ کلام میں پاکیزگی کا حسن سوشلہ
 ملا۔ اور درمیانہ حالت کی آئینہ دار ہے۔ تمام از کے ہاں مسائل
 دیوے کا بیان کس بلاتدریج اور دوسرے ہفتے کے تحت نہیں آیا ہے۔ ہاں کے ہاں
 نہایت عمدہ تشبیہات و استعارات اور جدید قسم کی خوبصورت عکاسی ہے۔
 عورتا ہے دلکش، عمو، بیکر تواریخی ہیں کہ قاری اور جامع پڑھ کر اور سو کر
 مہنو بھی ہوتا ہے اور بہت بھی ہے۔ از کی نقلیں سے جلد منتخب اسرار
 بالورق ہے۔ خدمت مہینہ ہے۔

دام کون میز بھی - قاب عتوکہ شکہ سار کو دورت فر میسر ہے - لائین ہے
 کئی کامیاب لائین نہایت مؤثر ہوتے ہیں ا۔ طور کئی میز کے کار کے ذہن و
 دل پر دام کے لغز میں آتا۔ یہی وہ قائل قبول کوئے ہیں - عین یہ ہے کہ یہ
 انریڈ ہوں نہایت بے ساختہ بن لئے ہوتے دل میں اتنی ہے - ایسی ہے اب مثال
 از ن دام "محبت" ہے ا۔ کے جگہ پہلو ذیل کے اعمار میں دیکھئے -

- اگر ہر زخم کھا کر بھی محبت مسکرائی ہے
 محبت دار پر بھی مسکرائی اور گئی ہے
 لب لہے سے ٹپکی ہے ہوں سوز الم ہو کر
 ہیں طر ضرب پر قطعہ عین سٹائی ہے
 ہیں آباد ہوئی ہے ا۔ دل کو بھی اللہ
 محبت میں سٹائی کی طر - محبت کو سٹائی ہے
 محبت میں سے ہوا - پھول پٹا ہے گستان میز
 اس کے لب سے ہوا - کئی بھی مسکرائی ہے
 محبت میں عطا کوئی ہے خلعت نور کا ا۔ تو
 محبت میں چراغ آہد کو - گمگئی ہے
 (از دام "محبت")

اسی طر دیگر مختلف النوع قصید ہیں - ہواز نے عین اور وہ پہلو وصف کی
 غامز ہیں - از میں - کہ اب لائینز کے نام یہ ہیں - (۱) اے دوست
 (۲) شہد وطن کی قدر (۳) زندگی (۴) اللہ (۵) احتیاط کہ خدا وند
 فر اور دام کے میدان میں کامیابی سے ہم کار دہنے کے ساتھ میں قطعات کئی
 میز بھی عتوکہ شکہ سار کو ملکہ حاصل ہے - از کے قطعات کی یہ ہے - یہی
 برتیز دراصل از مختلف النوع قصید ہوتی ہیں کہ بھی نشان دہی کوئی ہیں -
 اب اب قطعہ میز کئی کئی - ہواز سٹائی پرشیدہ ہیں -

اسیر عشق سے تالین ملا کے دیکھ ڈرا
 نیازِ خدا کو اپنا بنا کے دیکھ ڈرا
 قبلِ پاس و جان امید رہ جائے
 ہم شمار اور مسکرا کے دیکھ ڈرا
 (از نظم - احتیاجِ خدا)

مذکورہ شاعر کا شمار گراہی ساری ہے۔ میرزا کے اُعداء کے شمار
 گراہی کے رکھتے ہوئے ان کے حوالے کی داد دینا دینی ہے۔ از کا وہ
 حوالہ جو انھیں اردو شاعر، میرزا بالخصوص، شمرائے بجا ہے۔ ہم ظہیر میرزا
 اپنا تو مفید دراز کرتے ہیں کامیاب کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

سولہوی گھوڑچن سنگھ کوشان

ان کا اصل نام سولہوی گھوڑچن سنگھ اور محلہ کوشان ہے۔ ۱۲۶۱ھ
 ۱۸۴۵ء کو آبائی وطن سنگھ پور، سولہماں ضلع پٹیالہ میرزا ہوئی۔ گھوڑچن
 حالات ناخوارگار ہونے کے باعث ماں اسکول کی تعلیم پر میرزا مطلق ہو گئی اور
 مفید تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ مطالعہ ساری رکھا اور اعلیٰ استعداد پر رہا۔
 والد کی مختلف شعبوں میں روزگار کی جستجوئے پشیمانے رکھا۔ سعادت سے
 وابستہ ہو گئے۔ پٹیالہ بھجاب سے "پھول باغ" طبع رسالہ نکالا۔ مدت روز
 "۔۔۔" لکھنا بھجاب کی ادارہ سے وابستہ رہے۔

کوشان صاحب کو لڑکپن ہی سے شعروادب سے گہرا دلچسپی تھی۔
 دم و شہرہ در اعلا فادب سے از کو تعلیمی واسطہ ہے اور دہلیز پر مشور
 ہے۔ ان کی دورِ اہل کتب معارف عام پراچکی ہیں۔

۱۔ پھولوں کا گہ

۲۔ من مہی

۳۔ ہم مہن ہالہ اپہ ہاکے

۴۔ سب کے ہمارے ٹالک

سواہی گویا جن سنگھ کوشان کے کلام میں سادگی و ہرمان و رنگینی و
عومی سادگی سے لہجہ ہائیکین شائستگی و شعلگی طہر ادا کی دلچسپی اور اسلوب
کی تازہ کاری۔ ایسی بے شمار قابل قدر خوبیاں ملی ہیں ۔ چند اشعار بطور نمونہ
دیکھئے ۔

ہٹا ہٹا ہے حوا ، دلیا مہن بہ کبہ ہونے والا ہے

وہی کبہ روشنی ڈالے اسے کہ لے ہٹا ہٹا ہے

غمور ہوں ، تو حاضر ہونے چلے مہن ہے مہن

حقین میں اب رہے رہبر اس کا کہ سہارا ہے

ادائے حسن دلیہ کو کوئی سہ ہے تو کیا سہ ہے

اس میں کہو گئے وہ سب حقین نے اے کہو دیکھا ہے

حوا ، اور حوام مہن مہنہ کشتہ دیکھی

امید زندگی قائم رہے ابھی بہ دلیا ہے

خود ، کو ۔ صوفی کو ہانا سکون تیرے رضائق مہن

میرے دل کے حیرتوں مہن تھا میں اے ۔ اے ۔ اے

سایر مرثیہ نویس

اصل نام سحرین سنگھ ہے اور سہرنگھل - پیدائش ۱۸۲۸ء میں موضع الہواہ - خود طبع مرثیہ نویس بہت سب میں موزوں - مرثیہ نویس سے ہی طبع کیا - بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے - اللہ مرچلے آئے جہاں ۱۸۵۶ء - اللہ مرثیہ نویس سے ۱۸۵۲ء میں اہل - اہل میں - کن ڈگری حاصل کی - ۱۸۵۶ء سے مرثیہ نویس وکالت شروع کی اور اس کو پیشہ بنالیا -

سایر مرثیہ نویس کی شاعری میں جوت بسند - قدرت خیال بالکل طور ادا کا تہا بن لب ولہجے اور زبان کی شائستگی و شگفتگی سوز و گداز کہلائی و گہرائی اسلوب کی تازگی کاری سادگی و ہر کاری ایسی ہے عمارت کے پورے اہم موجد میں - ان کے ہاں نئی نئی تشبیہات و استعارات طالعہ ہونے لگی ہیں اور شعروں میں بلا کا اثر اور حسن پیدا ہو چکا ہے ان کے ہاں نظم کی بجائے غزل پر زیادہ توجہ صرف موزوں ہے - غزل میں تغزل کا رنگ نمایاں ہے - غزل کی تمام تر خوبیاں ان کے ہاں موجود ہیں - ایک غزل بطور نمونہ پیش خدمت ہے -

میں تری یاد میں طبعے ہوئے صحر کی طرح

دل ہے طوفان میں کھیلے ہوئے ساگر کی طرح

سو میں ڈوبی ہوئی واہ نکلی - اہی ہے

شہس آئندہ چمکی ہوئی ساگر کی طرح

سلاخیں سو کی مرتبہ پہ ہوں رہی ہیں

مر خیال آ - ہے صلی ہوئی جاہر کی طرح

نہرا باد کا سہیل سے ہوا ہو جسے

سوا سوا کا مڑا دل ہے اس گھر کی طرح

لم کے طوفان اعلیٰ لاکھ مکروہل ہے کہ ہے
 لہ پہلے ہوئے خاموش مکتوک طوم
 المصلین لاکھ حقین عزیز ہیں اے طام
 لم کی کسور بٹاتا ہوں کسور کی طوم

نسبہ طبع آبادی

اسل نام مہرلال سوری ہے اور تعلقہ گیا ہے۔ آپ کا وطن ہے آباد
 علیع امرتسر پنجاب ہے مگر ۱ فروری ۱۹۲۲ء آپ کی پیدائش کوڑھلہ (پنجاب)
 میں ہوئی۔ آپ آباد کو ہی اپنا وطن بتاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل
 کی۔ بعد ازاں انگلینڈ میں اہم جگہ پر گیا۔ بینکرک آف انڈیا RESERVE
 BANK OF INDIA میں ڈپٹی چیف ایگزیکٹو DY. CHIEF OFFICER کی حیثیت
 سے ملازمت کی۔

آپ کو شعری میں خاص شوق ہے۔ فرخ امرتسر، فیروز طغرانی اور علامہ
 سہاب اکبر آبادی سے صرف تلمیذ حاصل رہا ہے۔ آپ فنل نظم و نثر کی قطعہ
 ایسی اصناف میں بہت طبع آزمایا رہے اور عرب، سن کی زبانیں سیکھنے
 آتے ہیں۔ آپ کی حسب ذیل تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

- | | |
|-------------------|-----------------|
| ۱۔ حسن فنل | (مجموعہ نثریات) |
| ۲۔ دھوپ اور چاندی | ایک |
| ۳۔ طلوع | (مجموعہ قطعات) |
| ۴۔ اور مشرق | (مجموعہ نثریات) |
| ۵۔ گرد و آہ | (شعر، مجموعہ) |

۱۔ غیا کے سوغیر (محبوبہ اشعار)
۲۔ غمرا اور غمرا (مذکورہ اشعار)

غیا کے آبادی کے کلام میں خوش و سوسلی بیباکی و باطنی شگفتگی و
حلاوت شائستگی و شستگی اور گہرائی و گہرائی ہے۔ اب کی غمرا زبان عام
ہل جال کی اور عامہ سلیب، عام لہجہ اور سہل ہے۔ اثر پذیر، حسن ادا
اسلوب کا نگارین انفرادیت اور حادیت اسے غمرا میں جو اب کے کلام
کے غمرا میں ہے۔ جہ غمرا، مٹا ہوا دیکھنے سے

مرقدم مرقد بواک تازہ دھوا کہانتے ہے
حب ہوا کے حلقوں میں آتی کہانتے ہے

کائنات ہے کوان کو ک۔ طور کرتے اسو
وہ فکیل جو فکل حد فاکر کہانتے ہے

مادہ کراں کو میں جھٹکا ک سب کیدہ پالیا
غم و دانی یہ اب دل کہانتے شوائے ہے

حلقوں سے مشور میں م
برون میں مشور میں م

کالے سور سے کہہ دو
شع لب دھور میں م

نہا علم کہاں کا ہو • شوائی مشور میں م
غم میں دناور کی غیا • ناغرا ہا غمرا میں م

عبدالستار مایر کوٹلوی

اصل نام عبدالستار اور محلہ بہروز بعد اذان امام آذر اخبار کا ہے۔
آ۔ کی پیدائش مایر کوٹلہ میں یکم مئی ۱۹۶۸ء کو ہوئی۔ آبائی پیشہ سہ گری
اور خود کا درجہ وکالت ہے۔ تعلیم مایر کوٹلہ میں حاصل کی۔ پانچویں صفت
با کر کے مرکز یعنی اسلامیہ ہائی اسکول مایر کوٹلہ سے ہائی اسکول اچھے نمبروں
سے پاس کیا اور بعد اذان سرکاری کالج مایر کوٹلہ میں بی۔ اے کے لئے داخل
ہوئے۔

عبدالستار امام آذر بھادی طویل راہِ حیا، شاعر کا دل و صفا لکھ
عطا ہوئے ہیں۔ گواہی نوجوان میں تمام ان کی عمر، جہنم میں بلا کی
عہد کی اور صفت ہے۔ فن اور نام مرد و اصطلاح سخن پر قدرت حاصل ہے۔
از کے کلام میں مسائل، سوال و جواب، حیات و صفت، صرف آگہی احسا
کی صفت اور حایہ کی حدت، گہرائی و گہرائی زبان کی سادگی و سلاست اور
روایتی اس اہم خیال پر درجہ اہم موجود ہیں۔ انھوں نے کا شعر بالحد
کس کے آگے نکلے تھے کہیں کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہائی اسکول اچھے نمبروں
میں۔ خود ان کے اندر نہایت کتاب اور ذہن شاعر موجود ہے۔ ان کی
نواہن میں فنون کی نواہی، سوز و گداز کی نواہی نہایت دلکش پیدا کوئی
ہے۔ جہ اہم شعری مقالین ملاحظہ کیجئے۔

آ۔ بکا ہی نہیں حسن عہد اور تو ہے
کوئی ہوش ہی نہیں صبر کا بازار تو ہے
سب یہ ہوش کی طور ہی لگے الزام آذر
یا۔ دامن کوئی ملتا نہیں صبر کی طور

مات کہدو نہیں کوٹا دل اگر کا طا۔
 نام بدنام نہیں کرتے مسیحا کا
 صوب سے یوں کو قیام کیا ہے جو
 طے جہان میں ہم کو وہ اگر نہیں ملا

عبدالستار بھڑ نام اگر کو عمری مسجد ان کے لیے بھائی اقبال
 ملک ظاہر کوٹوی سے ملے جے جانیہ انہیں سے اصلا۔ بھی لیے ہیں ۔
 ایک عمری مسجد " ایک جے وا کے نام " سے نور تھپ ہے جو غلبہ ظفر
 نام پر آئے والا ہے ۔

عسری طبیبی

بال مکہ نام عسری تعلیم ہے۔ آپ کوپ میڈیام دہلوی کے مصروف شاگرد پلاٹ لیجو رام عسری طبیبی کے تعلق میں۔ آپ کی پیدائش طبیبی ضلع خالدہر پنجاب میں ۲۲ ستمبر ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول طبیبی سے حاصل کی۔ دیپالہ ایٹکو ویک اسکول ٹکودرا ضلع خالدہر) سے مڈل کیا۔ پانچواں واس ایٹکو مسکوت ہائی اسکول خالدہر سے ۱۹۲۲ء میں میٹرک پاس کیا۔ انجینئرنگ کالج راولپور پنجاب سے ۱۹۲۴ء میں انجینئر پاس کی۔ انٹر میڈیٹ ۱۹۲۲ء میں اور یو ایس ۱۹۲۵ء میں پوائنٹ طور پر پاس کئے۔

آپ نے مختلف محکمہ میں ملازمتیں کیں۔ اپریل ۱۹۲۸ء تا مئی ۱۹۲۹ء میں آپ اور سیرمیکہ انپا و پنجاب رہے۔ -نوری ۱۹۳۰ء تا نوری ۱۹۴۲ء گورنمنٹ انڈسٹریل اسکول لدھیانہ میں ڈوائز ٹیچر رہے۔ -نوری ۱۹۴۲ء تا اکتوبر ۱۹۴۳ء مسکوتہ پہلائی حکومت مدد فنی دہلی میں اسسٹنٹ رہے۔ -اکتوبر ۱۹۴۳ء تا مئی ۱۹۴۵ء شہادت موسیلی مسکوتہ اطلاعات و شہادت حکومت مدد میں ادبی معاون رہے۔ مئی ۱۹۴۸ء تا مئی ۱۹۴۸ء اسسٹنٹ مسٹر آف لیبر حکومت مدد رہے۔ ۱۵ مئی ۱۹۴۵ء سے نومبر ۱۹۵۵ء تک مامنامہ "آ۔ کل" (اردو) دہلی کے معاون مدیر رہے اور نومبر ۱۹۵۵ء تا ۱۹ ستمبر ۱۹۶۲ء اس عہدہ فائز کے مدیر رہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۲ء کو پشیم بر سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔

طریقہ کالہ میں مبتلا ہوئے اور ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ونگلن اسپتال میں داخل کر دیئے گئے بعد ازاں صبح ۲۵ ستمبر ۱۹۷۹ء کی صبح انتقال ہو گیا۔ اگے بڑھ چکی عثمان گہروالی میں نظر آئے کر دیا گیا۔ حکم

میر محمد، عرف مہین صاحب نے لکھہ رات کہا جو ہاں اختصار پر مشتمل ہے۔
آخر عصر میں تاریخ نکالی ہے۔ وہی ہے۔

تاریخ مرّ ان کی "عین" ہے ہاں مہین
مکتبہ کو مدح ہے مہین عسکری طبعی
(۲۵۰ طے ۱۶۲۹ - ۱۰۷۰ھ)
(حکم میر محمد، عرف مہین)

باب عرب طبعی بیاد، ظہور شاعر نے مگر ظہور ہی کالی کجہ
لکھا ہے۔ ان کی درجہ دہل عصر، مطبوعات یہ ہیں۔

(۱۰۵۰ھ)

۱۔ حدت رو

(۱۰۵۳ھ)

۲۔ جد و آہو

(۱۰۵۳ھ)

۳۔ آہو حجاز

(۱۰۵۴ھ)

۴۔ خوارزم

۵۔ بیو سیاگان

(۱۰۱۱ھ)

۱۔ عین

(۱۰۱۲ھ)

۲۔ لکھہ سہر

(۱۰۱۹ھ)

۳۔ کادھی گان

علامہ ابن "لا ارادہ" طبعی عصر، طبعی غیر مطبوع ہے۔ یہی غرائب
غرائب طبعیات کہہ رہے ہیں۔ "کلیات عرب طبعی" کے نام سے مشہور
مستند لا مالہ نام نے کلام و حالات عرب کو بجا کر دیا ہے۔

مرطبی ایسے والد معظم عرب طبعی کے علاوہ شاکر و رشید تھے۔
۱۔ طر آہ وستان دان کے دوسرے نسل کے اربعہ شعرا ہیں اہم مقام رکھتے

میں ۔ عری کلاسیکل شاعر ہیں اور ان کی غزل نظم ریاضی قطعہ تمام اصناف
میں کلاسیکی رنگت و سورت نمایاں ہے بلکہ بنیاد ، حنیت رکھتی ہے ۔ اعلیٰ
ہستہ کے سخت طبع اور دلدادہ تھے ۔ کافر روایت پرست تھے ۔ عا کر
کلاسیکل غزل سے دوا بھی ادھر ادھر نہیں لگے ۔ جلالہ مالک رام نے دوست
لکھا ہے کہ ۔

” غزل میں وہ روایت کے سوا اور زبان و بیان کے اسلوب
کے سخی سے پاک تھے ۔ ا میدان میں وہ تبدیلی
کے موہ تھے وہ تحریک کے قائل ۔ حنیت ہو یا مواد
اعز میں نے کلاسیکی غزل سے کہیں سوجھ بوجھ نہیں
کیا ؟ (۱)

عری طبیبی کی شہر نیاز میں داغ گھوٹے کی تمام طرح بیان
پائی جاتی ہیں ۔ ان کے ہاں ۔ سے زیادہ زہر نیاز اور روایت پر دیا گیا ہے ۔
مور و تواتر کی بائندیاں ہر جگہ ملحوظ خاطر رہتی ہیں ۔ یہی کلام ملاحظہ
کھئے ۔ اور غزل کے اشعار دیکھئے ۔

مستاق چشم شوق کسی کا حال تھا
لیکن ادھر نگاہ کا اعلا حال تھا
اجھا ہوا کہ شوق کو غزل نہ مل سکی
میں عوام قدم پر ہیں احکامال تھا

(۱) مالک رام ۔ پین لٹری ۔ از کلیات عری طبیبی ۲ اکبر ۱۹۳۷ء
طبعہ برقی آؤ ہو مہرود ۔ ہار دیا گ دہلی ۔ ناشر ۔
دور عری ۔ طبیبی نئی دہلی ۔

رہبر کا یہ کمال تھا وہ راہِ نین بنا
چھوڑا کہ ہم نے ساتھ پہ اپنا کمال تھا

وہ دن بھی کیا تھے گویا آغاز تھا، کے
انعام کا خیال وہ فکر مسائل تھا

سنا ہے تو سنا کہ حواحوالِ حال ہے
وہ حال کیا سنا کہ حواحوالِ حال تھا

میں کی تمام نگار، میں ہی میں قابلِ قدر ہے جی کہ نزل گئی ۔
از کی اہم ناموں میں چند ایک کے نام یہ ہیں ۔ پہل کی رات اشرف المخلوق
دور کی دنیا شعلے کی سیر تھا ۔ دیو دیو ۔ پہل میں دہم " پھاپ " سے
سے چند اشعار دیکھئے ۔

سوزِ مہم کا یہ بانٹے شہرِ ریز
میں کے مردان حوی میں شعلہ باروش شکر

میں کے مہمِ مہم کا حبِ خوب رہی کا حال
میں کے جہنم پر چھوڑے ہوئے کال

بھاگتا نکل کی میں نے یہ بدل سمجھو
اپنے نرگسوں کو میں نے بھی نہ بدھو

میں صاحب ا میں چھلے میں امن ۔ چھلے گا کن
کھیل ۔ مہم کے کھیلے میں ا میں و کھیلے گا کن

زخم ۔ میں اپنے سنے پر لیا تلمس کا
جاک ۔ میں اپنے مہم سے سنا تلمس کا

آدمؑ سے از مہز مرز کی نصت کوئی کاغز موجود ہے۔ خواہ غیر مسلم شاعر کے
 کہا۔ نصت کو مہز کا وصف اعجاز ہے۔ نصت کا اب شعر دہکاتے —

خِ مَطْلَعِ — کا حال اللہ اللہ
 زبان کا وہ حسن حال اللہ اللہ

اسی مہز فارسی نصتیز بھی ہیں۔ اب نصت کا مطلع ہوتا ہے —

مرحبا سید مکی مدنی السہی
 دل و جان باد نصابت چہ صفت خواہی

اب رہا ہی اور اب قطب بطور توجہ ملاحظہ کیجئے —

رہا ہی — دنیا کو جو کہتے ہیں قطب اب رہا
 اور وہیں رہتے ہیں وہ وہیں نشاط
 ان ظل کے اندھوں کا نہیں کوئی ملو
 دے سکا نہیں ان کو بصیرت نشاط

قطب — ہمیں کسی کو توڑا دور ہو
 فہ و کہا حرم واء دو گھڑ
 و ہلکے ہیں تو مہز کے لئے
 ہیں مہز سے سارن کی سہڑ

تسمیہ : مسرودہ

نام بلوچ حکمہ اور حکمہ، تہ : سرحدی ہے ۔ پیدائش : ۱۲۳۰ھ میں
 موضع بہاولپور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، صوبہ سرحد مشرقی پنجاب (موجودہ
 پاکستان) میں ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم اس گاؤں میں پائی ۔ ڈیرہ اسماعیل خان
 سے دھرم شاعت کا اظہار پاس کیا ۔

تسمیہ وطن کے بعد مشرقی پنجاب و هندوستان میں والدہ ہونے اور وہیں
 کے ہوکر رہ گئے ۔ قریب بہاولپور کا مسافر حالات میں ملازمت کی بعد ازرا
 ۱۲۰۰ھ میں مکہ النکہ پنجاب سے واپس ہونے چہاراز کے ادبی ملاقات
 کو برطان جرنیل کے کا موقع ملا ۔ اس دوران انہوں نے سلسلہ حصول تعلیم اعلیٰ
 سار رکھا اور کئی استاد حاصل کیں ۔ ان کی دور قبول مطبوعات مدرعام
 پراجک میں ۔۔۔

- ۱۔ گزارشات (گھر گھر حکمہ کے کلام کا مضمون فارسی
 میں ترجمہ)
- ۲۔ زیارات مرغیام (حمد : اور پندیں میں ترجمہ)
- ۳۔ حدائق (مرقب شدہ شعور کا مجموعہ)

تہ : سرحد ۔ کوچہ میں سے شہر کوئی سے کہا لگاؤ تھا ۔ دے انہیں
 آگے چل کرانہ : مہول اور سخت کارکن کار اور شاعر بنادیا ۔ ان کی شاعر اور دلی
 علاوہ فارسی اور حمد : میں بھی ہے ۔ ان کی غزلوں میں مسائل عمول پر خا
 ترجمہ مرکز کی گئی ہے ماکر اشعار سولہ راقہ میں ڈھیں ہونے سوسلی و
 لہد : سے لہجہ میں ۔ ان کے نزدیک خدا یا انہی مسویہ حقیقی یا مہرہ میں بلکہ
 خود انسان کے اندر ہے اور اسے وہیں تلاش چاہئے ۔ مگر ان کے لئے یہ
 قسم کی موشگافہ شعور ہے ۔ جلالہ کہتے ہیں ۔۔۔

میں ہوں۔ میں آیا تو یہ دیکھا کہ وہ مشوہ
خود مدد ہی میں لگے لڑتے پہاڑ کی طرح تھا

اے نزل بطور توبہ پہ خدمت ہے۔

کافر میں تو وہ بھی کسی انسان کی طرح تھا
باطل میں مگر جھٹھٹھٹھ کی طرح تھا

میں عشا ہوں وہ حسن پہاڑ کی طرح تھا
میں درد میں وہ درد کے دیوانہ کی طرح تھا

وہ پاک سیر طلعے تھا اس کے منسلک
دن مدد کو لگا جسے میں خط عیان کہہ رہا تھا

میں نے مجھے اس سے دیکھا تھا
وہ عداوت و عداوت عیان کی طرح تھا

وہ دور ہوا مدد سے تو چھایا جو اندھیرا
وہ کالا اندھیرا اب سوز کی طرح تھا

وہ حسن تھا وہ عورت تھا وہ لب کی روداد
میں عشا کے اسلحے کی ہوا کی طرح تھا

یہ صوفی کے کلام میں گہوانی و گہوانی حسن ہمارے ظہور ادا کا انوکھا ہوا
یہ دلہن کی عہدگی اور شائستگی تشبیہات و استعارات اور طلاقات کا
اسے حال نیاز کی عادی و سلاست اور وہابی ایسے عہد ہمارے اتم موصوفہ
ہیں۔

شعر - حلال آباد

اسلام اور برکات، بھٹار، اور محل، شعر - حلال آباد، آء کی بیداری
 ۱۰۱۷ء کو حلال آباد ضلع انیسویں صوبہ میں ہوئی۔ والد کاکو
 کے سرگرم رکن اور شاہد آزاد، تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں ہوئی۔ ۱۰۲۳ء
 میں کھیتلہ سے مہر کا امتحان ہوا، ۱۰۲۵ء میں رفقاء "برکات"
 اور "آزان رفقاء" ملا۔ سے سلاطین ضلع پر راستہ رہے۔ "ساروہلی"
 کے مدبر رہے۔ کھیل غلامی کو اسی واسطے کے ذریعہ آء کی ادبی دنیا
 سے روشناس اور بھارت کو پایا تھا۔ ۱۰۲۰ء میں پنجاب یونیورسٹی میں
 فلسفہ نگار کی حیثیت سے سہ ہوئے۔ ۱۰۲۰ء میں بھارت فلم فہمی میں
 سولہ اخبار کی۔ بعد ازاں تقسیم کے بعد بھی کی فلم نے میں فلم نگار
 نے بعد برآمد سلاطین اور وہیں انتقال ہوا۔

شعر - حلال آباد، نے شعر، ادب اور فلمی شاعر، دیویز کو اہل حال فر
 سے مستفید اور مالا مال کیا ہے۔ فلم میں ٹیپ دوسرے لکھے ہیں۔ خود
 بھی فلم ساز رہے ہیں صاحب میں شعر - حلال آباد، کو مستند نگار سے دیکھا جاتا
 ہے۔ ان کی شعر، زبان سادہ و سلیس، عام فہم گفتگو کا سا انداز لگنے میں
 میں ہے۔ بلاشبہ جسے تراکیب دلکش، تشبیہات و استعارات خوبصورت اور
 علامتیں دلپذیر ہیں۔ شائستگی و شستگی والیاں ہیں اور باتیں آء کی
 فراروں کے تغزل سے ملکر نہایت دلکش کہانیاں کو جنم دیتا ہے۔ کہ شعر
 مثالیں یہ ہیں ملاحظہ کیجئے۔

عصا میں لکھے طعنے میں فلاں دل ملائے گئے سراسیمہ گئے
 حورہ دل کھوئے حورہ حورے سکے و تر اہم سے نکالے گئے

- سن میز اسداون کی تھی کہاں عشق میز اب خداون کی گوی کہاں

شع بعد بعد کی خام کو کر گئے مہکے لہ کا پہلے والے گئے

- وہ علامہ اقبال کا یہ شعر شعراء کو بڑا کمرے سلامت یاد آتا ہے

وہ عشق میز زمین کو جان نہ وہ حسن میز زمین شوخ باز

نہ وہ غزل میز غزل بھی نہ وہ خم ہے رنک اہل میز

ذہل کے تیز شعراء دیکھتے

عجب سالی کی مٹل کا دستور تھا کہ کو رندوں کا دل رکھتا ملا و تما

ہو میز جو رہے ازا کو بوجھا نہیں گوی والے لہ کر سہما لے گئے

عجب بھائی گئی سب کو رحمت کی ہے پہلے والدین نے اواز نکالے گئے

کھٹے زاہد تھے جو دیکھتے رہ گئے سب گپہ اگر رحمت میز الے گئے

وہ مسافر حو کم ہوئے سائے کو منزل بھائی نہیں ہے

- ہے کہوں نہ مواہبی مسلی ہمارے کے قابل نہیں ہے

نور - لال آباد کی شاعر ہیں بھی ہے اور ریاض بھی - انھیں اردو غزل

پر خاص طور حاصل ہے - ان کا نام بکتاب نواز شعراء میں بالخصوص ۱۹۷۷ء

کے بعد کے طائفے میں بڑے شاعر کی حیثیت سے اہم اور قابل ذکر ہے -

نبیہہ خالدہ مرزا

نبیہہ خالدہ مرزا، متولدہ اور نام لالہ امجد ہے۔ ولادت اکتوبر ۱۹۰۲ء کو لیس کلان ضلع خوشابور پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اور ممتاز درجہ کا۔ لاہور میں ہی۔ آئے ہیں۔

شاعر کے علاوہ شاعرت سے شغف رکھتا اور پیشہ ہی شاعرت کو بنایا۔ روزانہ ملا۔ خالدہ مرزا کے پاس رہے۔

نبیہہ خالدہ مرزا کو جہیز میں سے شاعر کا غرض تھا۔ کبریا کی شاعرت کے مختلف ہیں۔ اکتوبر میں آج کتاب "وثن اوائن" ہے۔ اب عدد ۱۱۱۱ میں شاعرت سے بہت اور وہیں شاعر کا شاعر ہوئی ہیں۔ اب کو شاعر و ادیبانے خوشابور کی شاعر سے ۱۹۰۲ء میں "شاعر" کے مرقع پر انہیں انوار میں دیا گیا۔

نبیہہ خالدہ مرزا شاعر کا طور پر شاعر ہیں۔ البتہ انہیں نے ڈیڑھ اور پڑھائی مطالعے میں رقم کئے ہیں تاہم اب شاعر کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ انہیں نظم و نثر دونوں پر عبور حاصل ہے۔ انہیں میں نام و نثر دونوں پر قدرت رکھتے ہیں البتہ نثر انہیں زیادہ محبوب ہے۔ ۲۳ء میں مولانا مسد علی انور خالدہ مرزا کے قلم سے شاعر کا شاعر ۱۹۰۲ء میں شاعر کا شاعر سے وابستہ ہو گئے۔ انہیں نے بڑا راستہ "داؤد پستار شاعر" سے اپنے آپ کو حوالہ دیا۔ بظاہر ان کے کلام میں ان پستار کی شاعرانہ باتیں آتی ہیں۔ نیاز کی سادگی و ہرکار و نثر کا اسے مال حاصل اور انہیں ان کا اہتمام حسن و حسنہ لکھنا، وصال میں ہی شاعر کا کلام ہے۔ ان کا طور انہیں میں۔ انہیں نے شاعر کا طور پر شاعر سے خدمت میں۔

موگی جس سے صحت ہوگی
آگیا جس پر مرا دل آگیا

ہم خدا تھا، پتا رہا
بڑی کجہ طاقت ہوئی رہی

نہ میں آئی جسے خلق سے بھی اب مولیٰ
دام خود دل میں گاموں کے ہیز و سید مولیٰ

نہ وہ اپنا کیا اور میں مر رہی کیا
دو قدم ہم رو رہتی تھی اگر ہم مولیٰ

اب غزل دیکھئے —

ان گسل عاشقی ہوگی
خود کسی لڑ، میں ہوگی
کہ کا یہ آشیانی حلا
ہر طرف روشنی ہوگی

میں رہا ہوں تمام خدا
میں گئی ہمدی ہوگی
میر دہرائی نہ ہوگی
پڑ کے نوازگی ہوگی

تو، اچھی پر، عشا میں
— وہی کجہ ہوگی ہوگی

کسب و کار

کریال سٹاک ٹام ہے اور بیدار رکھنا۔ آپ کی بیداری آج ہی موقع کا منگواؤ گا
(مسیحی سٹاکٹا صاحب مشرقی پنجاب پاکستان) میں ۱۹۱۷ء کو سوداگروں
سال سٹاکٹ کے ہزار ہوں۔ ابتدائی مسلم گھریلو ہوں۔ ام جانے یا۔ کا۔
۱۹۲۷ء سے قبل سٹاکٹ لیشل کال۔ لاہور میں پروگرام رہے۔ تسلیم پنجاب ۱۹۲۷ء
کے سال سے مشرقی پنجاب میں آکر بسنے پر آمادہ ہو گا۔ یہاں اپنے ریاست
پہنچا () میں ڈیپٹی کمشنر رہے۔ علی ہوشد پنہالہ کے سیکرٹری
رہے۔ لیس ہمارا، جسے زندگی اس میں کوئی نہ تھی۔

کہاں سے کہہ سکتا ہوں کہ کلام میں کہانی و گہرائی اور سچائی کا کوئی
معیار ہے۔ یہ سچ کلام کے طور پر قبول میں عام کا ہند اور ایک غزل دیکھئے —

31-10-1952

میں نے اہ ماہ خراپان سے تعلق لیے کو
دل کے ہودام کو خوشید پٹاٹا جاہا

۱۔ جبکہ مؤرخہ جامعے کی دروغنمایی سے
اپنی نعت کی سبھی کو متاثر کیا

۱۰۰۰ کے قریب کے جو اشارے ہیں۔

مرد بلاں سے قہراً دکھائی جاتی ہے

۶ برق خود نہیں گزشتہ گوانی جانی ہے

کیا ہو تو بتانا ہے مہم سے مانی

لطف ہو تو وار سے ہلائی جاتی ہے

پیش رو بہت سے از کی حضور کہنے کی

هو کھنڈو میں سیدہ جہان خانم

کوششیں ادیب

کوشش ادیب لکھنؤ نام ادیب بنگالہ اور کوشش کارا علی نام ہے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۲۵ء کو ظہور طبع حالانکہ ہر پنجاب میں پیدا ہوئے۔ پنجاب میں میں تعلیم پائی۔ جس کا کہنا دہلی ایسے شہروں کی سیاحت ادیب ہونے سے ہے ان کے مشاہدے اور مطالعے میں گہرائی پیدا کی نیز تعلیمی جذبے کو توجہ و ترقی دی۔ ۱۹۴۷ء کے آس پاس آپ کا شعری ذوق کھیل بڑھ گیا اور ہم آزاد ہستی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پہلی شعری تخلیق رقم کی۔

کوشش ادیب بنگالی طور پر شاعر ہیں البتہ اردو نظم میں بھی قدرت رکھتے ہیں۔ درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائی ہیں۔

- ۱۔ آواز کی برجھائیاں (پہلی شعری مجموعہ) (۱۹۷۲ء دہلی)
- ۲۔ بھول گئے اور خوشبو (دوسرا شعری مجموعہ) (۱۹۷۱ء۔ لکھنؤ)
- ۳۔ ساحر مبادوں کے
- آئینے میں (مجموعہ شعری) (۱۹۸۵ء۔ دہلی)

کوشش ادیب اپنی معجز آواز اور ظریف لب و لہجے سے الگ پہچانے جاتے ہیں۔ ان کو کئی اصناف و اختراعات مل چکے ہیں۔

کوشش ادیب جدید شاعری کے لوازمات کو بہت سادہ اور سلیس طے لب و لہجے میں اپنی دیباچے شاعری کے ظہور کے ساتھ ساتھ مزے کا شعرا کا دور سرچشمہ کے ہوتا ہے۔ ان کا حساب ذہن اور قلب سے لیتا ہے۔ ان کی شاعری کے لئے وہ گوان مایہ ڈا ٹیام کرتے ہیں کہ قاری کو ان کا نام اہل نام محسوس ہوئے لگا ہے۔ نظم و غزل مرد و عورت کے ہر اہم قوت حاصل ہے۔ تمام فن لال غزل کو خالص طور پر میں انہیں

نہ فاروق ملک حاصل ہے۔ ان کے شعور، دیکھ مختلف، جہنم اور پہلچان کو
 احسا کر لیتے ہیں۔ اگر اعمار و آفتاب بن کے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ کس
 مسمو، دستان شاعری کے زہان کے زہانی نہ ہو کر مرغ زار بن کے آزاد مرغ
 ہیں۔ لیکن ان کی آزادہ روی فن کے لئے ہے وہ ہو، ہو کر نہیں ہوئے ہاں۔
 ترقی پسند شعرا میں اب، احمد اب، اور طحارہ مہاں، ان کے من پسند
 شعرا ہیں۔ مگر الذکر سے لیت بھی رہی ہے اور "طحر مہاں کے آئینے
 میں" میں ان لہجوں کا ذکر بھی۔

کوشش ادیب نے غزل کا تھیل لیں علامین تشبیہ اور لے احسا
 کے نقطہ سے اس طور آواز کیا ہے کہ ہر شعرا بار بار لے کو سن جائے
 ہے۔ ذیل میں چند شعری مثالیں ہیں۔

بچے بچے جب اجالک نام ہوا آئے گا
 کوئی حکو کوئی تارو نام میں لہوائے گا
 عر کا احسا، آئینے جگا ہے نظام
 اب سحر خواہشوں کا عشق ہوتا سائے گا
 بادہ غامین کی مسافت جب سحر ہوگی
 یہ مسافر تشہ اب تارو ہے دھوائے گا
 رہرم ہی کے احسا، ہوا ہے اگر
 اک تشہ اس میں بھی ہے لے شواہن کی طور

مزید اب غزل ملاحظہ فرمائیے۔

ہم گستاخ ہیں بھی میں خانہ خواہش کی طور
 دل کا ہر زخم مہکا ہے گلہز کی طور

زندگی ہے کہ کوئی درد کا تھا حسرت
 تھا بھٹکا ہوا دھڑ ہے سواہن کی طرح
 اب جو مل جائے تو پہچان نہ پائے اس کو
 کل جو رہتا تھا میرے ذہن میں خواہش کی طرح
 تم کہ ہو کر گواہ تھے کے زعموں کا حساب
 زندگی - جسے گزارا ہو طمان کی طرح
 کاں آجائے کبھی لوٹا کے وہ صراہیب
 کہ حسین جہیز کو بڑھے تھے کاہن کی طرح

کوشن مومنز

کوشن مومنز کی پیدائش ۲۸ نومبر ۱۹۲۲ء کو پنجاب میں ہوئی مومنز
 ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تعلیم پنجاب ۱۹۴۷ء نے طالعے لے
 محنت پر مشہور کیا تو مشرقی پنجاب آگے بہار سے دہلی روانہ ہوئے
 اہم جالے انکھوں اور شش حاصل ہیں۔ سرکاری ملازمت میں بدلتے رہتے گوارا
 اور ڈپٹی کمشنر (ایکم ٹیک) کے عہدہ پر پہنچے ہوئے۔

کوشن مومنز جدید لب و لہجے کے نقاد، اور نمایاں محقق ہیں اہم
 مقام کے حامل ہیں۔ ان کی عمر ریز طم اہم اور سادہ ہے مگر اساتذہ
 علامتوں اور فن فن سمجھنے کے سادگی اور تفہیم و بالاء پر انور لالا ہے۔
 یہ اوقات پیچیدہ انداز میں قائم کہتے ہیں۔ ان کی تفارق میں شعور کی سی
 نہایت ہے۔ حوت پسند اور قدرت خیال از کے خا اوقات ہیں۔ کہیں

نہیں علموں کا خوبصورت احاطہ بھی ملتا ہے حالانکہ زبان اور شعر۔ اسلوب
ہمز شہابی اور کثرت ہے۔

کورشن مومن کی کثیر التالیف ہمز جان کی تصانیف در ذیل ہمز۔

- | | |
|-------------------------|-------------------------|
| ۱۔ عجم عجم | ۲۔ دل نادان |
| ۳۔ تماشائی | ۴۔ نگاہ ناز |
| ۵۔ آہوں وطن | ۶۔ روپ و (دیوتاگری ہمز) |
| ۷۔ غزال | ۸۔ کھیل کھیل |
| ۹۔ ہمارے صبر کا کھٹا کی | ۱۰۔ دھوپ صبر کا کھٹا کی |
| (دیوتاگری ہمز) | (دیوتاگری ہمز) |
| ۱۱۔ شہزادہ مرگان | ۱۲۔ ہیرا کی پھول |
| ۱۳۔ ہلکے ہلکے | ۱۴۔ گہان مار کی لہریں |
| ۱۵۔ مریاتی تیرے خوشبو | ۱۶۔ کوشے ملامت |
| ۱۷۔ کھرستان | ۱۸۔ اصحاب |
| ۱۹۔ اداس کے ہمارے روپ | ۲۰۔ کھل کا کھٹا کیے |
| ۲۱۔ کورشن مومن کی شاعری | ۲۲۔ ہاتھیں احسا کا |
- (فارسی اور دیوتاگری رسم
الفاظ ہمز)
۲۳۔ دہلیا میرے آگے

کورشن مومن کو کئی اصناف اور اعزازات مل چکے ہمز۔ ان کی تفصیل یوں ہے۔

- ۱۔ آل انڈیا صنف اردو پروفیسر ایوارڈ
- ۲۔ انجمن اردو اکادمی کا ادبی ایوارڈ
- ۳۔ جامعہ کلا پریشد ایوارڈ

(مسلسل از سلسلہ سیر)

نوشہ کلام کوئن موہن

نظم "آن دی روڈ" کا ایک ناکہ دیکھئے

نثر کے چند افسانہ دیکھئے

بھول بھول کے دھول بھن م
حلم من کی عہدوں پر بھول بھن م

حلقہ میں لے کر بھول بھن م
دھند، بھن کہ رسل بھن م

روز و شب لے مین جھولن

مسی کا ہر رنگ لہولہ

اپنی بھلی نسل کی آزادی پر بھولن

دھول کے ہر عہدہ اہام کو بھولن

"کام" رچان کام کو بھولن

لہلی جھولن

(۱)

بھر مین دل مین حسرت ہے مین کو بھولن

سر بھلی جا رہی ہے نہ کہ گھلی جائے ہے
حلم کی خواہش کو بھلی جائے ہے

آ رہی ہے سکھ ملن کی جہی "اجلی سحر"
دکھ کی یہ ہے جہی اللہ بھری ہوئی گھلی جائے ہے

ماں کے حساس لہون مین بھی ہے کٹا سحر

شاہدہ احمد کی مسند سے لہلی جائے ہے

کام کی ایماط دھر کے ہنگام مین بھی

بھری یاد آئے عوجہ بھری بھی جائے ہے

حاکم اعلیٰ ہے جہر جہی آس اور بھولن کی
کوشن موہن کالا دھند کی چھلی جائے ہے (۲)

(۱) ۱۹۴۰ء کی طبع شاعری - مریہ کاریاں گہال ہل شاعر ہی کے پہلی کیشور ۱۹۱۵

نثر نام لکھی دھلی ۵ مطبع بھون بھونگ بھون دھلی - باراول ۱۹۴۱ء - ۱۹۴۰ء

(۲) ۱۹۴۱ء کی طبع شاعری - مریہ کاریاں بھون گہال ہل ۱۹۴۲ء - باراول

مطبع بھون بھونگ بھون دھلی - شاعر ہی کے پہلی کیشور ۱۹۱۵ نثر نام لکھی دھلی

- ۴۔ صدر ایوارڈ فار اردو پوٹری
- ۵۔ سہ ماہی کا بھندہ ایوارڈ
- ۱۔ بھائی بھوشن اردو سہ ماہی کے ایوارڈ
- ۲۔ ساحر لدھیانوی بھاشا بھاشا بھاشا ایوارڈ * یگانہ
- ۳۔ احسان کا برملا *
- ۴۔ اردو اکادمی دہلی کا شاعری ایوارڈ مبلغ ۱۵۰۰۰ روپے ۔

کمال الدین کمال ظہیر کوٹلہ

حال الدین ظام اور کمال کمال ہے ۔ پیدائش ظہیر کوٹلہ مین مونی ۔ ابتدائی تعلیم والدہ ہائی اسکول مظفر پور میں حاصل کی ۔ ۱۰-۱۱ء میں اسکول کو خیرباد کہہ کر ظہیر کوٹلہ واپس آگئے ۔ ۱۲-۱۳ء کے عرصے میں لکھنؤ میں رہا اور وہاں ۔ گورنمنٹ ہائی اسکول اور تمام رشتہ دار بھائی بھائی جعفر کوٹلہ کستان ۔ آئے ۔ آپ مزاحیہ ٹیویٹ اور دہلی ۔ ملک سے ۔ ظہیر کوٹلہ میں انتقال ہوا اور بہن داعی آرام گاہ ہے ۔

آپ کو ابتدا میں سے سائنس سے شغف تھا ۔ مظہر حسن ظام ظہیر کوٹلہ آپ کے باقاعدہ استاد تھے ۔ انہیں کی صحبت میں وہ علم و استعداد عطا کی ۔ و اسکول کی تعلیم میں وہ دے رہے تھے ۔ آخر عمر میں آپ ظہیر کوٹلہ کے استاد تھے ۔ مظہر کوٹلہ اور جے شاعر شاگرد جمیل ۔ ان میں بہم دار بھی شامل تھے ۔ ستر کٹر انوار احمد خان تھے ۔ سجاد حسرت و نیز قابل ذکر ہیں ۔ ہم کمال ظہیر کوٹلہ ان کی یاد میں بھائی کی نصرت ہے ۔

آپ کا کلام روایت کا احترام اور ماضی کی انوار کا اہم ہے ۔ کوئی مصروف کلام شاعر نہیں ہوا ۔ " زخم " کے نام سے کہہ کلام لکھ لکھنے کے طور پر لکھا

کنا تھا جو مدح و تحامیم پر نہیں آسکا ۔ قصہ کلام کے طور پر ذیل میں ایک غزل
 کے اشعار و خدمت میں ہے ۔

مجان شاعر یہ مرا آواز کا ایساں ہوا ہے
 نیں ہوا نہیں لیکن اسے ایساں ہوا ہے

کوئی یہاں ہوا ہے کوئی بدنام ہوا ہے
 ایساں صحت کا بھی ایساں ہوا ہے

بھاری یاد خود لہاد بن کر لب پہ آئی ہے
 دل بہتا ۔ تاجی ۔ مود الزام ہوا ہے

بھیرے گرد ، دریاں بہاں کیجہ دیو دم لے لہذا
 کہ مہتابی کے سائے میں ڈرا آواں ہوا ہے

لب لہاد کو صدمہ نہ کر حرف شکایت سے
 کہ ظلم ، صحت اس طرح بدنام ہوا ہے

حلقوں شوق ہوا ، کے خود بھی رستہ کوئی ہے
 جو دیوانہ بھیرے عشق میں بدنام ہوا ہے

کمال اور دیوان سے دشمنی کہتے ہیں کہ
 ہیں کامن کا ہر سویت برا ایساں ہوا ہے

کسٹوم ہسٹریسٹک ہید : سحر

کسٹوم ہسٹریسٹک ہید : سحر : آپ کی ہیدان ، بابا عروت سکر ہیدان کے خان ، مار ۱۹۰۹ء کو مظفر (موجودہ ساہیوال) پاکستان میں ہوئی ۔ آپ کا خلیہ نسب سکر سکر مذہب نے پائی اور مشہور سولی گورنمنٹ دیر جس (۱۹۲۰ء - ۱۹۲۹ء) سے بلی راست سولہویں سال میں حاصل ہے مابعداتی دلیم ریلز میں حاصل کی جہاز (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۶ء) سرکار ہائی اسکول اسکول مظفر میں پرائمری درجہ پائی گئی ۔ ۱۹۱۶ء میں چھ کالہ لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۵ء میں جہاز سے سبکدوشی کا ڈپلوما حاصل کیا ۔ بعد ازاں ۱۹۲۵ء میں گورنمنٹ کالہ لاہور میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۶ء میں جے جے کیا ۔

جون ۱۹۳۳ء میں آپ کی شادی بلوچ سکر سکر (ا) وقت کے ای ۔ ڈ ۔ ایم ۔ لیڈر) کی بیٹی سحر کو سے ہوئی ۔ یہی وہ موقع تھا ۔ ہیدان کے والد نے بھاپ کے قرضاتی سرکس درجہات خان سے ہیدان کو حکومت میں لے لیے کی درخواست کی جسے قرضاتی مونس نے بخوشی منظور کر کے ہیدان کو سپر جانی ملازم (P.C.A. PROVINCIAL CIVIL SERVICES) میں فائز کر کے لائبریری (موجودہ لیبل آباد) کے E.A.C. نے عہدہ برقرار کر دیا ۔ یہی سحر ہیدان کی ملازمتی زندگی اپنا آغاز کرتی ہے ۔ جہاز جولائی ۱۹۳۳ء سے دسمبر ۱۹۳۵ء میں رہے ۔ پھر ۱۹۳۵ء میں مسٹر درجہ اول رجسٹر کا عہدہ سنبھالا مار ۱۹۳۷ء میں تبادلہ ہوا اور جھانکی مسٹر خالد مرطوب ہوئے ۔ مئی ۱۹۳۷ء میں مسٹر مظفر اور اواخر ۱۹۳۷ء میں انسپکٹر کالنگو رہے ۔ ۱۹۳۸ء میں جھانکی ۱۹۳۸ء کو انسپکٹر جھلم جون ۱۹۳۸ء کو انسپکٹر رجسٹر اور ۱۹۳۸ء کو انسپکٹر لیبل وارنٹ ہوئے گئے ۔ ۱۹۳۷ء میں

ایڈیشنل انسٹرکٹر مسٹر (A.D.M.) کانگرہ کا عہدہ ملا۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء میں علی محسنہ دلی کے عہدہ پر فائز کئے گئے۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں سب ڈیوٹیل مسٹر سٹی پت اور ملک ایڈیشنل انسٹرکٹر کویتھنر لگائے گئے۔ ۱۹۵۵ء میں ڈپٹی کمنٹر گورنمنٹ اور ۱۹۶۷ء میں ڈپٹی ڈائریکٹر تعلیماتہ و سہاقت پنجاب جلا۔ گڑھ منتر کئے گئے۔ ۱۹۷۱ء میں ڈپٹی کمنٹر سکول نے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں ڈپٹی کمنٹر کوال ۱۹۷۴ء میں ڈائریکٹر تعلیماتہ و سہاقت پنجاب جلا۔ گڑھ کے عہدے پر رہے اور ۱۹۷۷ء میں ریٹائر ہوئے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد دلی میں مستقل سکونت پر رہے اور یہیں ۱۹۹۲ء میں انتقال ہوا۔

کیرمہندر سنگھ جی۔ شاعر ہیں جسے اور نثر نگار ہیں۔ البتہ وہ اپنی مختصر عمر، بھارت کے لئے کہ سوانہ دہائیے شاعر، میں مشہور ہوئے بلکہ شاعری کی دنیا میں بھی بہت ہی نام مشاعروں کی جنت سے پہنچے تھے۔ غلام سکھ کی ڈپٹی کمنٹر کے دوران انہوں نے مالدیو کوک (جو سابقہ مسلم ریاست اور اس غلام کی اہم اور مسلم اکثریتی راولپور تحصیل کے طور پر مشہور ہے) میں شاعری کی ایک کتاب لکھا تھا جس کی لئے تانبہ مالدیو کوک میں از کام بے شبہی حروف سے لکھا جائے گا۔ اس طرح موسیٰ بہت سی ادبی کتابیں سے وابستہ و کرنا دم آخر اردو کی خواہات اسلام دینی رہے اور آخر میں ایاز غالب دلی کے عہدہ دار ہیں۔ جی۔ صاحب مزارا ان قدر بڑے تھے اور لطیف گو تھے کہ ان سے ملی جملہ آدمیوں کے دانت عینہ دلائے سے کھٹے کودتے تھے جالیہ ڈاکٹر علیہ الام نے درجہ کیا ہے کہ

”بڑے حسن لایہ گوئی اور سحر جوی میں کیرم صاحب
کا جواب نہیں کئی غم چاہے جسے از پر جو آئی

امیر کہی تھے نہیں آئے گا ہمیشہ مدد کراہتا
 خواب دہن گئے کہ کہ جوتا کونے والے کے دانت کھٹے
 موہاٹھن ۔ (۱)

یہ ۔ صاحب اردو کے سرفہرست قلم کار اور غلبہ کار ہیں تھے بلکہ
 اردو اور اردو نہیں وہ بے وقوفان کی رہے ۔ شاہد محنت بن گئے تھے ۔ ہر دوسرے
 ضرورت تھے ۔ پہلو کو اساکو کھٹے مٹھے بنا لیا ہے کہ ۔

” اگر یہ کہا جائے تو شاید مخالف نہ ہوگا کہ سر حاکم
 مین از کی شخصیت اردو زبان کی مادہ کی شہسوار
 روادار وسیع الصبہ اور انسان دوستی کی علامت بن
 گئی ہے ۔ (۲)

کھرمہندو سنگھ بہت ۔ سر ۔ دید ۔ ولہ ۔ کے مشہور اور نامور
 شاعر تھے ۔ ان کے ہزار حجاز حقیقت کی جہنم قدامت پسند ۔ کی سر زمین
 میں بیوسٹ لٹرائی میں وہیں کلاسیک کے رنگوں سے تلوے خیال نے ڈھلے
 نش تھے مرقسے تیار کئے ہوئے دکھائی پڑتے ہیں ۔ دام دیا نزل قطعہ ہو
 یا رہی یا گت ۔ سر صاحب کے ہزار اپنا مکتوب ۔ عدائے ظلم کی بارگشت

(۱) ڈاکٹر علیہ اعظم کھرمہندو سنگھ بہت ۔ شہسوار اور لڑنے کا آدمی متوجہ
 حاکم کھرمہندو ۔ مرتبہ کے مایل ۔ قاری ۔ جلی ۔ ۱۳۲۲ مکتوبہ
 نمرالسا ۔ ہولڈر نشی دہلی ۔ قاتر ۔ حسن کھرمہندو سنگھ بہت ۔ کہلی ۔
 اہل ۔ ۲ کا ۔ سر ۔ نشی دہلی ۔ ہار اول ۔ ۱۳۱۱ھ

(۲) ہر دوسرے ضرورت ۔ یہ ۔ صاحب ۔ قلم کار اور انسان ۔ متوجہ اپنا

گند بن میں ا۔ طر گویا سانی دہی ہے کہ طبع مسرور ہوئے ہا نہیں
 و ہاتا۔ ہد کا شعر، ظلم کہہ ان کے شعر ہیں کے حادو سے و و
 طر رکھتا ہے کہ دیدہ ہیا حیران ہو مو سانی ہے۔ مگر یہ شعر طر نہیں
 بلکہ طیت ہے۔ سے یا نہیں ا اور امید حتم لیتی ہے۔ تسبیحات و
 اسعارت نیاز کی حادگی و تہذیب و نیاز کی شکلی گہرائی و گہرائی علامت
 نگار اسرار گت عیاد کلام سر کے از اوصاف سیدہ ہیز سے ہیز و
 سے ہد کی عرو، سخن سخن طری، معلوم دہی ہے۔ جگہ شعر، طالبین
 مدحہ لکھے۔

روح نے سر حشر گئے۔ ز کو لگا لیا
 اے زاہد خود بین و گہکار ہمیں تھے

ہیز تو انسان زبانی میں ہیں لاکھین لیکن
 وہی انسان ہے جو انسان کے کام آتا ہے

وہ ہر مدح کے لئے • • • کو انداز سے آدمی نہ کہ

وہ وہل تو گناہ کے شاہزاد بھی نہیں ہے
 ر حائے حوالکار کو انکار • • • کر

ظل نے اگر دل کو تو • • • تا۔ کہ حائے شہزادان

تا امیدیں نے دل میں آئے نہاں
 جہل نے گھسٹے ہیز کا، کھاز

میں ہیز و • • • ہے سب سے • • • جو بحر کا مقام ہے طاق

اے صرا اور دے کہ تجھے یاد کر سکن
 یہ رند کی تو رفت ہم کاکٹ ہے
 یہ کس غیب کا دل بچہ گیا ہے محل میں
 جواں - گئے ہیں اور روشنی نہیں مری

یہ صاحب کی فرمائیں بہت سے نئے شعراء نے تصنیف اور طرز کہہ
 کر اکبر ان کی راہ کو اپنا قدر اور مشعل جاتا ہے۔ نئے شعراء میں بہت سے
 ایسے شعراء جو یہ نئے طائر ہیں۔ ذیل میں افشاں طہ طالب کوٹلوں کی
 ا۔ غزل کے چند اشعار بطور نمونہ دیتے گئے ہیں: - وہید: کی مشہور غزل سے
 طائر ہو کر کہیں گئی ہے۔۔۔ کا قطع یہ تھا:۔۔۔

جگائے - تائیں گے مندر میں بدلے
 سر دل میں حساب دوستان رکھ

تو کہہ تو رکھ حجاز اور کہہ یہاں رکھ
 محبت میں حساب دوستان رکھ

بہت بڑے جوش کے مل تو دوستوں سے
 مگر کہہ قاسم ہی دوستان رکھ

مدینہ سارا جاگے گا پھر افشاں
 بلالی رہے میں پہلے اذان رکھ

(افشاں طہ طالب کوٹلوں)

یہ صاحب کا پہلا شعر، مجموعہ "طلعت سر" ۱۹۶۱ء ہے۔ وہ یہ
 قریب لایا ہے۔ از کا پہلا شعر انھوں نے کال کی تعلیم کے واقعہ میں اپنے
 استاد مولو۔ بہد - لال الدہیز، حیدر کی تحفہ، بر بطور طرز کہا تھا۔ وہی ہے کہ

دوا ہنسا رہتا دیکھتا دھوکہ لگا جاتا
حسبوں نے چھپایا آسمان میں مار موتا ہے

غزلوں اور نغموں کے علاوہ سحر سحاب نے قطرات و پاشیات بھی لپی میں ۔
ابہ لفظ دیکھتے سے

نظارہ ۔ طور و موس آتش نعرہ گزار غلیل
باغ و بستان حوروں کاں حوا، کافر سلجیل
یہ بھی کہہ دے مگر۔ تو یہ ہے میرے ہر ہر کار
کہہ دے حوا حسن طہمت کہہ دے آت غلیل

یہاں ۔ دل ہلکا و حسد سے کبھی رنجور نہ کر
یہ نور خدا ہے اسے ہے نور نہ کر
تا اہل کھیلے کی عورت بعد سے اگر
سو بھی ملے بعد کو تو بھڑو نہ کر

آخر میں ہم بروہیسر ہزار چشتی کے اس بیان پر اکتفا کرتے ہیں ۔
میں موسیٰ نے یہاں صاحب کی قصوں پہاڑ و غروب پر مبنی مگر سی
انداز میں ہونے والی ہے ۔ لکھتے ہیں کہ ۔
" اگر ایک طرف ان کے انکار پر روحانی و عارف چھاتی ہیں تو دوسری
طرف انسانی درد مند، مساوات اتحاد باطنی باہم عظمت انسانی اور روحانی
ارتقا کی جھونپٹی بھی پڑی ہے۔ انھیں احرا ہے ان کی شاعر کا خیر تھا
ہوا ہے حوا اور ایسا ایسا کیا کہ مرگ بن گیا ہے حوا۔ کے وحشت زدہ انسانوں
کو بعد انھوں نے کھلے کہا۔ سکون کی دولت صلا کرتا ہے۔" (۱)

(۱) بروہیسر؟ اگر ہزار چشتی۔ دین دار۔ اور علم پرستی کا بہتر مشعلہ ایسا

دوپہر مہر کی تھی مویں سرور ہے کھڑے
دل کی رات کو شکون پہ نہ کھیا جائے

۱۔ شہر میں وجہ کہ کلاہی • میر والی درخورد سزا میں
کہ کو حسن عوا داد کا دعویٰ دیکھیں
کہ کا جہیز تہیز عفت کہ قازہ دیکھیں

کیہ اتنا سہل نہ تھا حارہ حلوں کے دوست
تو خیال رہا دل کا پاساز ہمارے

تھا وہ ہم سے زیادہ ہی مہیا • • • کا دعویٰ تھا سب میں
شاعر میں نہ رہا جذبہ واحدا
اب اسے قوم کی خدمت میں لگایا جائے

گیاں محل کا یہ شعر زبان رہ عام و سادہ ہے کہ
مجھے زندگی کی دعا دینے والے
میں آ رہی ہے قریب سادگی پر

گیاں محل نے غزلوں کے علاوہ بہت سی نظمیں بھی کہیں ہیں حوازا کی بہت
کار کی غلامی میں • از کی اہم نظمیں میں سے ہیں • ظام یہ ہیں • "شب تار"
"مرکبا مسعد" وغیرہ •

کہا جاتا ہے کہ گیاں محل کی شاعر پر لب اسد لب کے رنگ کی
بجائے ہے • یہ بات از کی تمام تر شاعر پر صادق ہے نیز انی تاہم یہ بھی
ہے کہ شریعہ میں از کے ناز بہ رنگ دکھائی دے جاتا ہے مگر ہند میں وہ

حد احوال رو نام کر چکے تھے چنانچہ ڈاکٹر فیروز قلائی دوست لکھتے ہیں —

”گہال محل میں بہت حد عہد کوہی کے اثبات سے
صحت دلاتی اور شاعر میں اپنی آواز دہانت کوئی“ (۱)

مسافر سکسوری

اصل نام سکسوری مقرر اور محل مقرر ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۳ء کو سکسوری ضلع جالندھر ضلع میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم میں ہوئی اور اوائل عمر میں ان کے والد لالہ دھرم پال چوڑا — بھائی درگاندہا کے کا انتقال ہو جانے کے باعث سلسلہ تعلیم دسویں جماعت تک اختیار کیا اور ضلع ہو گیا۔ گھر کی کٹائی فیس داریوں کا بوجھ سربراہان ہوا۔ سرکار ملازمت اختیار کی اور ان دنوں سکسوری میونسپل کھلی میں بطور کلرک ملازم میں رہنے کے بعد ۱۹۹۲ء میں ریٹائر ہو گئے۔

۱۹۵۰ء میں ان کی شہرہ آفاق پہلی بارچہیں اور تا حیات سلسلہ اشاعت و طباعت مختلف ملک وغیرہ میں شائع ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں آپ نے باقاعدہ حیثیت میں طبقاتی کے ضلع رائی وائی ضلع تہ کیا۔ ۱۹۶۱ء میں آپ نے دستاویز داغ کے ایک کھلے مہنگے بھول کی قیمت سے طبقات کی شہر چمن رائی میں اہم مقام رکھنے میں —

(۱) گہال محل کی شاعر — ڈاکٹر فیروز قلائی — منقولہ گہال محل شہریت اور
نیز — مرقہ کارہاشی شاعر — مائیں پٹنہ — دار — قلی دہلی ۱۹۵۷

متر فکوری کی دور- فہل تمنا لکھتے نظر ہم پر آج کی میر -

| | | | |
|----|-----------------|-------|-----------|
| ۱۔ | میر - قسم (اول) | ۱۸۶۲ء | دہلی |
| ۲۔ | میر - قسم (دوم) | ۱۸۷۱ء | حالیہ دہر |
| ۳۔ | غلام موسم میں | ۱۸۹۷ء | حالیہ دہر |

آ۔ کو " سولہ سہن " کا خطاب اہل ادب نے عطا کیا ہے جاوے گئی ادبی
انجمن اور اداروں نے آپ کے فن کا احوال کیا ہے۔ آپ کو یہ ادبی سہا
نامے بھی دینے گئے ہیں ۔

متر فکوری کی شاعر میر داغ دیستان شمع کی تمام خوبیاں بدور
اتم موسیٰ میر - گہوانی و گہوانی سادگی و ہر کاری مدست و باری جو بیان
اثر بدیہی تشبیہات و استعارات اور علامات کا خوبصورت استعمال بیان ہم ہم
اور ہل جال لے لہب ہے ۔

مستطور حسن نسلی

مستطور حسن نامی نعل ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۷ء میں مالیرکوٹ
(نلع منگھوڑ بھاب) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی بعد ازاں
طی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں گئے ۱۹۲۰ء میں فارسی زبان واد میں ایم اے
اور ۱۹۲۱ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۲۱ء میں مالیرکوٹ میں انتقال کیا۔

نامی صاحب شہر مالیرکوٹ کی مکتبہ شمسیت تھے اور بھاب نے استاد
سراہ میں از کا شمار ہوتا تھا۔ علم کے دلدادہ تھے۔ انگیز اور اردو و فارسی
ادبیات پر خاص عبور تھا۔

تعارف ۔
 قصے سیاحت کے مذهب کی پختہ
 ہیں یہ لوگوں کی سب زندگی میں
 کو کام کی بات فرست اگر ہو
 کہ ناسی بہت مختصر زندگی میں
 فریاد کے علاوہ ناسی صاحب کی تمام نگاری بھی مبارک اور قابل قدر ہے ۔
 از کی قابل ذکر شخصیت میں سے در ذیل اہم ہیں ۔

| | | |
|----------|----------------|---------------------|
| (۱) عورت | (۲) دل | (۳) بادِ حسرت |
| (۴) تاز | (۵) بادِ اقبال | (۶) موارِ شامِ جہان |
| (۷) اردو | (۸) پنجاب | (۹) مہینہ کی سر |

مہرچند کپور

مہرچند نام کپور تھا ۔ ہے ۔ پیدائش ۱۸۶۱ء میں بڑاٹہ پنجاب میں
 ہوئی ۔ شجرت کا فن لیکاری بڑاٹہ ضلع منگھڑ پنجاب سے ملازم کی حیثیت سے
 وابستہ رہے ہیں ۔ ابتدائی و دیگر تعلیم پنجاب میں ہی حاصل کی ۔

۱۸۸۵ء میں مہرچند کپور کی ادبی زندگی کا آغاز ہوا ۔ کتاب "نورِ بہار"
 شاعرِ پنجاب کپور مہندر سنگھ بیدل، سرِ کتاب "کیاں سنگھ" بیچارہ کتاب
 نسیم نور علی ایسے استادانِ فن نے کپور کی شہرت کی ۔ "نورِ بہار" شاعر سے بالآخر
 وابستہ ہو گئے ۔

مہرچند کپور کو تمام اہلِ فنل دونوں کے شاعر شاعر ہیں مگر ان میں
 فنل کوئی سے کتاب لکھا ہے ۔ از کا ایک شعر "مہرچند" ہے ۔ "کام ہے ۔

"سہج" - سہج میں تمام تر کیفیات ہیں -

ان کے کلام میں تغزل حسن و عشق کا بیان عوی و غلوافہ کی
نہیں لیہیں صمیمی اور سادگی کی آہٹ کا مرکب - حسن بیان اور سادگی
زبان ان کے اشعار کی اہم خصوصیات ہیں - بطور نمونہ ان کی ایک غزل میں
خدمت ہے کہ

اچھی شہر میں عموماً بٹائیں کہ کو
سنگین زخم ہیں جیسے میں دکھائیں کہ کو
بارود کے لئے جہا کوں مشکل ہو نہ تھا
جیسے دہلی میں مگر قبری اداہیں کہ کو
کس کو معلوم کہ ان بھی ہوں راہیں میں
وہ انہیں جیسے قتل کی ہوائیں کہ کو

مہجس پشیا نسوی

آپ کی پیدائش ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو پشیاہ میں ہوئی - ابتدائی
تعلیم آپہ حائی اسکول پشیاہ میں ہوئی - مہجس کے بعد مہندر کال پشیاہ
میں داخلہ لیا - ۱۹۴۷ء میں ایف اے کیا - بعد ازاں علیا میں محکمے
میں ملازم ہو گئے - علیا میں انسپکٹری بھی رہے -

مہجس ہی سے شہر و شاعری کا شوق تھا - تاہم میں ایک غزل
رہنے دار کیدار کاغذ کھر کی صفحہ ہے اس شوق کو مہجس لگائی - بعد ازاں
مالیر کوٹہ کے استاد شاعر کمال الدین کمال مالیر کوٹہ کے آگے زانوئے تلمذہ

مومن بھی ہو، کا شعر، سحر جو پہلے پہل نظم کا محدود تھا خطاب
 سو۔ مطلب آباد، کی تصویر، ہر فنل کے دائرے میں داخل ہوا۔ مومن نے اول
 اول - و۔ موسیٰ اور خطاب کو، ظاہر سے قافیہ کسب نہ کیا۔ اظہر
 - کا۔ مومن بھی ہو، کی تصویر میں "دستان دام" کا وہ درایا اور
 ان کی شاعر ہر گھر، چھاپ، چھوڑ گیا۔

مومن بھی ہو، کے کلام میں استعارات و تشبیہات اور علامتیں ہیں
 ایسا نظام پیدا کوئی نہیں جو انھیں کا خاصہ ہے۔ ان کی عموماً نیاز سادہ
 رسل، اور علم لہم ہے۔ بول چال کا انداز ان کی نیاز کی عموماً ہے ماز کی
 ماز نام و ہو کہ نقل قطع ہو کہ یہی کوئی نہ کوئی نہیں ملی ملت اظہر
 کہیں گئی ہے کہ ان کا شعر۔۔۔ کا شعر بن گیا ہے۔ کلام میں گہرائی و گہرائی
 حسن ادا اظہر ماز پر اثر ہے، جسے تو ایک دھندل اور اسلوب کی تازہ کار
 بدردہ اہم موزون ہے۔ جگہ شہر، مظاہر دیکھئے۔

قطع۔۔۔ جلو کا قاعدہ طول بیان سے
 بھارت سے زبان لائیں کہاں سے
 مہین چلے ہی دوڑے مہین تم
 مہین اچھے ہیں طہر مہاز سے

یہی۔۔۔ ہر مہین جو مسطور ہے کوئی دیکھے
 موشہ میں وہی نور ہے کوئی دیکھے
 موشی کو پلین آئے نہ آئے موش
 حوڈا ہے وہ ظہر ہے کوئی دیکھے

د م ہوں کے دو شعر دیکھئے۔

مردود ہے دعوت چشم و دادر ہوں کے دن
 ایک سے ہے ایک ہزار خوب عرو ہوں کے دن
 دید کے قابل ہے دہر اور بھائی کا یہ کابل
 حسین میں ہیں دھون ہوا سر پہ سر ہوں کے دن

تزییات سے چند مکتبہ اشعار دیکھئے —

تھے تالون میں اے دل کچھ اگر تپو موحاتی
 یہ تاسکڑ ہے آئے ہیں اٹھیں تاخیر موحاتی
 وہ آئے گھر اگر میری تہ موی شان کم از کی
 یہ کہہ سکا روز حاصل صد کو سو تو پھر موحاتی

مسئلہ رام و سدا

مسئلہ رام و سدا اور دیا تھا ہے۔ آپ نے موع دہر علیہ سالکوں پر
 میں ۳۰ جنوری ۱۹۵۵ء کو لکھا کہوں۔ ۱۹۱۱ء میں پہلی سے ہائی اسکول
 کا کیا۔ اسی تعلیم کے لئے لاہور چلے گئے۔ مگر لاہور میں پچائے اسی دہر
 حاصل کرنے کے آپ نے سہات کے لئے میں قدم رکھا۔ سہات میں ہی
 رہے یہ اور کایت اخبار کیوں اور سہات اخبارات لکھتے رہے۔

مسئلہ رام و سدا کو لکھیں میں سے شاعر، سے دلچسپی اور شمر کوئی سے شاعر۔
 جدا ہو گیا تھا۔ لاہور کی اسی فضا نے سوجے ہوئے سہات کے کام کیا۔ سہاتہ از کے
 خطہ اخبار میں یہ شاعر اسی سہات شامل رہیں۔

مسئلہ رام و سدا کو شمر کہنے کا سہاتہ خوب آتا تھا سہاتہ سہاتی مولانا
 المرحوم خان (مرحوم) نے اپنے معروف اخبار ”سہاتہ“ ”راستدار“ میں ایک

شاعر کے تعاقب میں لڑایا ہے کہ ہے

” لڑکا ہے شاعر کی داد، کون اے ہے ہر

نصر کھینے کا حیلہ، جیکہ مہلا رام سے

یہ سبائی ہے کہ مہلا رام رفا کے کلام میں رنگینی اور سادگی کی خوشنما آہیز،
 زبان کی سادگی و سلاست اور روانی و لہریز و لہریز ایسی اہم خوبیاں ہیں۔ ا
 کے علاوہ محروفتی اور عورت کی تمام قربانیاں کو طبعاً خاطر رکھنے کا شعر
 بھی انہیں عورت آقا ہے۔ روایت برحق کے بھی دل داد، ہیں اور حدت پسند
 کے بھی پرستار ہیں۔ نسروں، مظاہر بہ ہیں سے

اے بار اے، بے حد کو دیکھا تھا مسکرا کر

اگلی سے ہے حلیت پائی کہانیاں ہیں

بڑا ہے داد کرو وہ حسین ہے

مگر اٹھا نہیں تھا حسین ہے

لب پر جسم آئندہ لہانی ہوں سے ہے

یہ بات کیا ہے کہ پائی ہوں سے ہے

نسروں پرستار شاعر

” شاعروں کے ” لہریز شاعر کا اصل نام ” لہریز شاعر ” ہے اور

لہریز شاعر کا تعلق ” لہریز شاعر ” اور ” لہریز شاعر ” ہے

لہریز شاعر ہے۔ یہ مقام لہریز شاعر کا مہم ہے، لہریز شاعر کا مقام

لہریز شاعر کے حصے میں آیا مگر اہم ہے، لہریز شاعر کا مقام

ہوگا اور لہریز شاعر کی ریاست و سرحدیں ہوں۔ لہریز شاعر کا مقام

۲۔ اوشان تاشکند ۱۹۱۷ء (معد پاک مساعده برنامہ کا مسودہ)

۳۔ لہر پکاریے گا آئین کا ۱۹۲۳ء (ہنگامہ دہلی برنامہ)

نوبہار ساری نظم اور نثر دونوں اصناف سخن پر قدرت رکھنے والے جدید
 لب و لہجہ کے شاعر ہیں۔ ایک نور مسلم شاعر ہوئے ہوئے ہیں حد اور رعایت
 سلام و طاقت ایسے انداز اور اسلوب سے تخلیق کرتے ہیں کہ کہیں بھی یہ
 محسوس نہیں ہوتا کہ تخلیق کار کا بھاء، عہدہ اسلام نہیں ہے۔ نثر
 کی مثالیں اس کا قندہ ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

”وہمک وگ“ ۱۔ ”حد“ سے آغاز پذیر ہوتا ہے۔

سب سے افضل سب سے بزرگ نام تو
 اللہ اکبر اللہ اکبر نام تو

حد کے ا پہلے شعر (مطلع) کے بعد اس کا آخری شعر ملاحظہ کیجئے۔

سب کچھ مافی ہائی میری ذات پاک
 امت امت اکال اکو جبر نام تو

دست کے یہ شعر کسی مسلم شاعر کی تخلیق سے کم نہیں۔

سالار ام محبوب خدا اے سہر ظلم سلّی
 اے ماہ عرب عہد خدا اے سہر ظلم سلّی

اے بیکر شہر طوع و نوا اے شام اہل سہر و عطا
 لہو زائر مومنین دعا اے سہر ظلم سلّی

نوبہار ساری کی نظم گوئی قابل رشک ہے جو نام کا قفا پاتا ایسے شعر

ہونے انداز میں ہنسنے میں کہ قار یا طبع مسخ ہوئے پتا نہیں و پاتا۔

و عینہ میں ہیں اور یہ خوف بھی۔ آزاد کی جدوجہد کے دوران انگیز

معاوضت پر ان کی دشمنی کی ہے کوار جوہر تو بدھسی حکومت نے ۱۹۲۲ء

میں ان شعریں کی فصلیں کا حکم صادر کر دیا جو کہ "پام پھار" کے نام سے شائع ہوئیں۔ جب وطن سے بھی سابر کا دل و دماغ سوشل فٹرافٹا ہے۔ "دھڑکی کی خوشبو" کی فصل بھی شاعری اس کی فائز ہے۔ جیل شدہ پام پھار میں اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ ان کی اہم شعریں میں اقبال و قباقر حسین (۱۹۲۰ء) لکھنؤ (۱۹۲۹ء) دھڑکی کی اہم شاعر (۱۹۲۵ء) برسات کی اہم شاعر۔ گلاب کی واپس۔ لکھنؤ وچ دیکھو ہے۔ پورے حساب۔ امیر ویر ویر قابل ذکر ہیں۔

نوبھار سابر کی نزل نہایت توانا اور توانا ہے۔ قدرت خیال بلکہ اسلوب کی تازگی شروع اور مشاہدے کی کل انسانی سادگی و ہونکوں سے ان کی نزل نہایت حسین اور دلکش ہوگئی ہے۔ بقول ڈاکٹر انور سعید "سابر کی نزل میں فطرت ہزارہا رنگین میں اپنا انکشاف کرتی ہے۔" (۱) اور یہ ہی انکشاف فطرت ان کی نزل کو فطرت لے و لہجہ صفا کر کے دانت کو مو لہجے کا اثر صفا کرتا ہے۔ جگہ شعریں طالبین میں خدمت ہیں۔۔۔

سچہ کئی ان سے بڑھکر نہیں
مہان زندگی کی عبادت ہو

زندگی ان کی خلافت میں چمکے گور
توڑ کر دائیے سخن کا جو باہر نکلیے

خوش عشقوں صبح بظاہر کو کا صوا
نام اور ہے ان کی پھینکن لے کا

(۱) ڈاکٹر انور سعید۔ مشعل از دھڑکی وک۔ نوبھار سابر مشاعرہ۔
کا اشعار خیال (کتاب پراکے) ۱۹۸۲ء پشانی پبلک پبلیشر دہلی
کلان دھلی نمبر ۲۔ مطبوعہ از حال پراکے پشانی دھلی۔

بہارِ لکھنؤ کو شہر کی کہا گئی
حال و خال اور دکن کن لے گا

یہ شہر ہے یہاں شہنشاہ گویا ہے
آئینہ سار ہے تو یہاں گہرہ کو تلاتا

جہیز کے حال وعد سے کیا ہے کا واسطہ
انداز کی چیز ہے اسے باہر کو تلاتا

موت کے نہ سب ہوش کون کہا نہ دعا میں لے
لوگ وعدہ سارے ہیں آئینہ دکھائے سے

بھول کب تک اپنے حسن و روم پر اچھالتے گا
نام مچے گا بکھر کر حال میں مل جائے گا

کل تو ہوا ہے مہین زور و موسم کا شکار
آ۔ تو کمال کے رہیں سو گاہن کی طرح

بہت ہی ناگہرا اس بند کی مہیاں وہی ہوتی گی
سو گھر مچے مچے ہی رات پھر سڑکن پہ پھرتا ہے

سار کے کلام بالخصوص غزل میں جو کلیات ہائی جاتی ہیں ان کو
مجموعی طور کوئی نام نہیں دیا جاسکا مگر بقول ضرر آقا یہ کہا جاسکا ہے کہ
اب۔ نہ۔ اور اصطلاح عام کلیات میں بکھرا ہوا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ضرر آقا
کے یہ الفاظ تو بہارِ سار کے لئے نہایت سچے اور اہم ہیں۔۔۔

”نہ۔ کے اس مجموعے کو بہارِ سار کی غزل میں ایک
ایسی کلیات پیدا کر دے۔۔۔ کا کوئی نام نہیں ہے

مگر۔۔۔ کے اپنے وطن کے لیے کوہم اپنے وطن سے
 نکلتے ہوئے باطنی محسوس کر سکتے ہیں۔" (۱)
 ڈاکٹر ضیاء

مردیال سنگھ گل پستودیسسی

مردیال سنگھ گل نام اور پستودیسسی تھا۔ ہے۔۔۔ بیدار، حکمران، طبع
 اہمیت، پنجاب میں ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں
 حاصل کی اور بعد ازاں ایم۔ اے۔ میں حصہ لیا، پھر ڈاکٹر بننے کا اختیار
 کیا۔

مردیال سنگھ گل پستودیسسی کو جہن میں سے شاعر کا شوق رہا ہے۔
 حلقوں شہاب کے آئے آئے ہاتھ شہرگوشی ہر ملک حاصل ہو گیا تھا۔۔۔ شاعری
 میں پنجاب پھر میں خوب نام لکھا ہے۔ ان کی دور لہلہ تصانیف ہیں۔۔۔

۱۔ میر دنیا

۲۔ سہاگے

۳۔ سنگی بادیں

۴۔ غزلیں

۵۔ حلیاتین

انہیں تصانیف و نظریات بھی ملے ہیں۔ ان کی تصانیف "سنگی بادیں" کو
 انہیں نثری اور پنجاب اور "کلا دہن چلا، گزشتہ" سے بھی ایوارڈ ملا ہے۔

(۱) ڈاکٹر ضیاء (قلب پروانے) مشرق مدد کے روئے۔۔۔ لیپار سار ۱۹۸۲ء

مطبوعہ حال پورہ، پوسٹ دفتری لاہور۔۔۔ پنجابی سنگھ پبلیکیشنز
 کلان دہلی۔

مردہاں سنگھ گل پردیس کی شاعری میں لوامت سنگھ اور جت سنگھ کا اثر ہے۔ ان کے مان تشبیہات و استعارات کا خوبصورت استعمال ہے۔ ان کی شاعری کی زبان سادہ و سلیس اور عام فہم ہے۔ ٹوکیہ اور سنگھ الفاظ جت اور سنگھ ہے۔ مان میں نظر اور سنگھ ہے۔ صوفی اکبر الہیہ ہاتھ نم سلطان و نم دیوان ان کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔

سیدھا سیدھا لکھنؤ

سیدھا سیدھا لکھنؤ، ایرا سہل نام بہتہ برہم دت ہے۔ ان کی پیدائش ۲۱ جون ۱۹۱۸ء کو نظام واریڈن (مشرقی پنجاب پاکستان) میں ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں پنجاب تقسیم ہوا تو مشرقی پنجاب ہندوستان میں چلے آئے اور ہمیشہ کے لئے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

کئی برسوں تک لکھنؤ میں رہے۔ ملازمین کرتے رہے۔ ملازمین سے کاؤ کیا۔ دھوئے تو میدان سہلک میں کود پئے۔ آخر دنوں میں بھانہ "پرتاپ" - اللہ مر پنجاب سے راستہ ہو گئے تھے۔

سیدھا سیدھا لکھنؤ، ۱۹۴۳ء میں شہر کوئی کا آثار کیا۔ دوسری بار ۱۹۴۵ء میں حبس ہو، طبیعت سے بالکل عورت تھک گیا۔ زیادہ تر یہ تھک گیا۔ رشتہ خط و کتابت میں لے آہستہ جاری رہا اور تقریباً ۱۹۴۵ء میں اسے کئی استاد گواہ ہوئے۔ موسوف نے انہیں فارغ التحصیل قرار دے دیا۔ حوا کے بہت کارنامہ اور فن کار تھے کی اہم حد تھی۔

سیدھا سیدھا لکھنؤ، ۱۹۴۳ء میں شہر کوئی کا آثار کیا۔ دوسری بار ۱۹۴۵ء میں حبس ہو، طبیعت سے بالکل عورت تھک گیا۔ زیادہ تر یہ تھک گیا۔ رشتہ خط و کتابت میں لے آہستہ جاری رہا اور تقریباً ۱۹۴۵ء میں اسے کئی استاد گواہ ہوئے۔ موسوف نے انہیں فارغ التحصیل قرار دے دیا۔ حوا کے بہت کارنامہ اور فن کار تھے کی اہم حد تھی۔

ہما ہوا لوی کو حلقہ اسٹاف میں ہر قدرت حاصل تھی ایک ٹل ٹل
 از لی جان شاعر تھی ۔ تشریل غمتوں کا خاطر خواہ استعمال بیان و بیان
 کی دستاویں حسوسیات و زہرہ کا استعمال حسن و عشق کی واردات تھی
 کہلات کا بیان پہلے شاعری کی ہر کاری اسماوات و تقصیبات میں کمال
 کی قدرت موت خیال و زہرہ و زہرہ خیالوں کا ہر کلام ہما ہوگی مہین ۔ لہجے
 کے طور پر ہا شمار دیکھنے سے

اے دل ملا ۔ گوشت، لہام بھی تو ہے
 فعل خدا ہے شعل ہے جام بھی تو ہے

بوداد سوز دل نہ کسی کو طاقین کا
 بوداد سوز دل میں تو کام بھی تو ہے

دل صمد کو دیکھا تو کون دل کی فکر کا کیا
 اب اس کی دیکھ بھال تو کام بھی تو ہے

باب نهم

اختتامیه

حکومت کے میدان میں جاری - آئی اور تحلیلی کے مطابق اگرچہ یہ
 نئے - راہ اور اظہارات رسد پذیر ہوئے ہیں مگر کوئی اہم اور طے کردار و اظہار
 یا رسالہ کیا نہیں ہے - ا کے بعد اردو کے یہ - بنی اظہارات - اللہ مر
 سے - ا - بھی شائع ہو رہے ہیں جن میں "عقد شہار" نمایان نہیں ہو سکا
 ہے جو هندوستان کا سب سے بڑا کثیر الاغاض اردو رسالہ ہے - مگر یہ کہ
 یہ جان ہے یہ اظہار آزاد سے قبل کے اظہارات میں سے ہے -

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو طرز و نما - و انسانیت نگار کا
 میدان بہت ہی محدود رہا ہے - لے لے کے صدقے بعد نام میں - نما
 نگار میں شروع ہوئے - ان میں بھی دوہلے نام کھیا لال کھرا اور فکر
 تھوڑا اب نہیں رہے - مزید یہ کہ یہ دو اہم نام بھی ا - فصل سے نکلا
 رکھنے میں جو ۱۹۲۷ء سے قبل کی پیدا شدہ ہے اور مشرقی پنجاب کی پہلے
 مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئی ہے - تاہم چونکہ ان کی مالی سر اور ادبی
 زندگی کا اہم اور مشترکہ مشرقی پنجاب میں گڑھا ہے اسلئے ان کی ادبی
 خدمات و واسل مشرقی پنجاب میں کی گئی ہیں شامل ہیں - لیکن فصل میں ا
 ن کے دائرے میں داخل ہونے والے یا تو حلقہ میں یا ابھی مقام نہیں بنا
 پائے ہیں -

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو تقلید اور تخلیق تیر اردو ڈرامے نے
 بھی کوئی اہم اور بڑا فن کارا نہیں دیا ہے - ا - میدان کے حرم
 محامد دکھائی دیتے ہیں ان میں اکثریت آزاد سے قبل پیدا ہوئی ہے اور
 ان میں سے بھی زیادہ تر مشرقی پنجاب پاکستان سے آئے مہاجرین پر مشتمل
 ہیں - مگر ا - کا مطلب یہ ہوگا کہ تقلید و تقلید اور ڈرامے میں
 کوئی کام نہیں ہو رہا ہے - لیکن فصل میں کئی نام ہیں جو ا - طرف بڑے
 آگے بڑھ رہے ہیں خاص کر تحلیلی میں بڑے بڑے فنکار کے ہونے اسکا اثر بھی شمار

۱۹۲ء کے عرصے میں اراکین کے گھاتے نے مشرقی پنجاب سے اردو اور اردو کے نام لینے کو نہیں کیا۔ حکم میں کوہا تھا۔ جو پہلے بہت مستعار یا اردو والے تھے ان کو اردو مخالف لفظوں اور مخالفین کے قسم سے ہر روز ایسے نہیں دیا۔ - کا نتیجہ یہ ہوا کہ قسم کے بعد اردو کی قوی صاف ہو کر گئی لیکن جو پہلے لوگ اردو کا نام لیکر میں رہے تھے انہوں نے اسے - سے نہیں ملنے سے لگائے رکھا۔ پھر سیاسی حالات بدلتے تبدیل ہوئے گئے۔ ا تبدیلی کا ایک اثر یہ ہوا کہ اردو دشمنوں کو اردو دشمنی کے لئے نہ تو تربت رہی اور نہ ہی وہ انتہائی عصب پر تیار و ہایا۔ لکھتا اردو مخالف لہر کا زور کم ہوا گیا۔ پھر ایک وقت وہ آیا جب حالات نہ صرف مخالف نہ رہے بلکہ موافق اختیار کرنے لگے۔ دھیمے دھیمے اردو نے پھر قوی کے لئے قدم بڑھائے شروع کیے۔ (قوی کی ان تمام تفسیلات کا جائزہ ا۔ ا۔ تھیلی مطالعے میں لیا۔ کوہا گیا ہے) - اب یہ ظالم ہے کہ اردو سے مشرقی پنجاب کی اکثریت کو صحت ہے اور ا کے لئے مثبت اقدام کیے جارہے ہیں۔ ا۔ ا۔ جو لفظی موافق پیدا ہو چکی ہے ا کے لئے اپنا پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ مشرقی پنجاب میں اردو اب قند قوی کر رہی ہے اور کوئی رہے گی اردو کا مستقبل ا۔ مشرقی پنجاب میں تاحہ نہیں بلکہ روشن ہے اور اردو والے ا۔ مایہ نہیں بلکہ با امید ہیں۔

”نہیں ہے تا امید الحال اپنی کشت ہواں سے
 قوام ہو تو یہ مٹی ہواں نہ ہو مٹی“

باب دہم

کتابیات

کتابیات

| نمبر | نام کتاب | مستطیل/مربع | مطبع | لاہور | سال اشاعت | اول |
|------|---------------|-------------------|-------------|---------------------|-----------|-----|
| ۱ | آثار محرم | مربعہ گویں چھٹاؤں | دہلی | - | - | اول |
| ۲ | قانون خیال | آزاد کلاسی | - | آزاد کلاسی ٹاچہ | ۱۹۸۲ء | اول |
| ۳ | آواز اقبال | نہیں کارخانہ | - | نہیں کارخانہ | - | اول |
| ۴ | ادب اور | ڈاکٹر ایس جے | محبوب پورہ | ادارہ اشاعت اردو | - | - |
| | لسانیات | دہلی | بہار دہلی | بہار دہلی | - | - |
| ۵ | ادبی عقیدے | پروفیسر کلم | لہور/لاہور | کے۔س۔سیدین | ۱۹۸۲ء | دوم |
| | اسول | الدین احمد | دیباگہ دہلی | مچھیل فرسٹ کلاس | - | - |
| | | | | فکری دہلی ۲۵ | - | - |
| ۶ | ادکار | آزاد کلاسی | طالب پورہ | آزاد کلاسی ٹاچہ | ۱۹۸۴ء | اول |
| | | | سہارن پور | پہلی | - | - |
| ۷ | اردو ادب میں | مؤلفین قانون | - | مؤلفین قانون | - | اول |
| | حکمون کا حصہ | | | | - | - |
| ۸ | اردو فلسفے کے | مہدی حسرت | کشمیر | مہدی حسرت | ۱۹۸۳ء | اول |
| | | | | | - | - |
| ۹ | اردو وساحت کے | ڈاکٹر حسرت | - | نصیر احمد خان | ۱۹۸۱ء | اول |
| | بنیاد غار | احمد غار | - | نیل نیر نیر | - | - |
| | | | | نئی دہلی | - | - |
| ۱۰ | اردو کی عشقیت | مولو، عبدالحمید | حالی پورہ | احسن عروقی اردو گھر | ۱۹۸۲ء | اول |
| | میں سوانحی | | بہار دہلی | اردو گھر وائز ایجو | - | - |
| | کلام کا حصہ | | | نئی دہلی | - | - |

| | | | | | |
|----|-----------------------------|-------------------|---------------------------|-------|-----|
| ۱۱ | اردو کے مکتبہ - گہنہ مہرہ | • | گہنہ مہرہ | • | اول |
| | شمسہ | | | | |
| ۱۲ | اردو و لسانیات ڈاکٹر شوکت | احرار کیسے بنیں | ایجوکیشنل بک ہاؤس | ۱۹۸۲ء | اول |
| | خوارزمی | اک آباد | مسلم یونیورسٹی مارکیٹ | | |
| | | | علی گڑھ | | |
| ۱۳ | اردو و ہندو ادبی ڈاکٹر طیبہ | برکت پور | ڈاکٹر طیبہ خاتون | ۱۹۸۰ء | اول |
| | تاریخ (۱۸۵۷ء) | خاتون | چوڑی والاں دہلی | | |
| | | | مسجد دہلی | | |
| ۱۴ | اردو و ہندو ترقی ڈاکٹر حلیل | لائسنس آفٹ | ایجوکیشنل بک ہاؤس | ۱۹۸۴ء | سوم |
| | ہندو ادبی تحریک | شوکت علی روڈ | مسلم یونیورسٹی مارکیٹ | | |
| | | اک آباد | علی گڑھ | | |
| ۱۵ | اردو و فارسی ڈاکٹر محمد | طالعہ بی بی لکھنؤ | ادلہ فروز اردو و لکھنؤ | ۱۹۸۱ء | سوم |
| | عقلمند، تاریخ | احسن فاروقی | | | |
| ۱۶ | الشان طائر شکاری | الحصہ بی بی | مالو کاب گھریا بیہرہ | ۱۹۸۰ء | اول |
| | | دہلی | روڈ پٹالہ پٹاپ | | |
| ۱۷ | الہیہ اور مولانا ابوالکلام | لیوی آرڈر بی بی | ڈاکٹر حسین العسلی بیہرہ | ۱۹۸۰ء | اول |
| | سوانحہ عالم آزاد | دیباک دہلی | آغا سلاطین اسلام آباد | | |
| | | | ملکہ اسلام آباد جامعہ نگر | | |
| | | | نئی دہلی • | | |
| ۱۸ | امت تاریک کاربائش | دہلی | تاریخیں دہلی | • | اول |
| | وادی | | | | |
| ۱۹ | باقی سید رنیز سنگھ - جی | فونکل بی بی | بیہرہ ڈی پٹالہ | ۱۹۷۹ء | اول |
| | نہد | پٹاپ گھوٹن | پٹاپ | | |
| | | کھر - جی | | | |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ |
|----|----------|---------------------------|-------------------|-------|-----|---|---|---|----|
| ۲۰ | بہارستان | نہایت رائے حاضر ہوئے ہیں۔ | گدہ رائے مرقد | ۱۹۱۲ء | اول | | | | |
| | | مجلس | حکومت ہندوستان | | | | | | |
| ۲۱ | بہارستان | مردم کو سامنے | مہینہ رام پور | ۱۹۸۸ء | دسم | | | | |
| | | انہیں لکھائی | گوانگئی دتی | | | | | | |
| ۲۲ | بہارستان | مہینہ رام پور | مہینہ رام پور | ۱۹۱۲ء | اول | | | | |
| | | جامع مسجد دہلی | نہایت رائے | | | | | | |
| ۲۳ | بہارستان | ڈاکٹر زارعی | طالب ہندو | ۱۹۸۰ء | اول | | | | |
| | | پل کپورہ | انگول کینگ لوفوال | | | | | | |
| ۲۴ | بہارستان | آزاد گلاب | آزاد گلاب | ۱۹۱۲ء | اول | | | | |
| ۲۵ | بہارستان | سليم احمد | سیرانی آئین | ۱۹۸۲ء | اول | | | | |
| | | دہلی | دہلی | | | | | | |
| ۲۶ | بہارستان | آزاد گلاب | آزاد گلاب | ۱۹۱۲ء | اول | | | | |
| ۲۷ | بہارستان | آزاد گلاب | آزاد گلاب | ۱۹۸۲ء | اول | | | | |
| ۲۸ | بہارستان | آزاد گلاب | آزاد گلاب | ۱۹۱۲ء | اول | | | | |
| ۲۹ | بہارستان | آزاد گلاب | آزاد گلاب | ۱۹۸۲ء | اول | | | | |
| ۳۰ | بہارستان | آزاد گلاب | آزاد گلاب | ۱۹۱۲ء | اول | | | | |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ |
|----|------------------------|--------------|-----------------|-------|-----|
| ۲۰ | حاج سید رفیع احمد سنگہ | سید علی ایڈا | ڈاکٹر محمد | ۱۹۶۲ء | اول |
| | دیوان سنگہ | بھٹاب چٹا | گروہ الہی بھٹاب | | |
| | مکھن | | | | |
| ۲۰ | علامہ اللہ علی | سیدان رائے | بھٹابان بھٹاب | ۱۹۶۲ء | اول |
| | (بھٹابی) | بھٹاب | بھٹاب بھٹاب | | |
| ۲۱ | خواجہ کے | برکا | جیو برکا | ۱۹۶۴ء | اول |
| | کاب | بھٹاب | بھٹاب | | |
| | | | بھٹاب | | |
| ۲۲ | خوشبو کا | بھٹاب | بھٹاب | ۱۹۶۴ء | اول |
| | خواجہ | | | | |
| ۲۳ | خوشبو کا | ڈاکٹر کمال | ایسے جیو | ۱۹۶۴ء | اول |
| | دھیر | | بھٹاب | | |
| ۲۴ | خیال باری | ڈاکٹر | بھٹاب | ۱۹۶۴ء | دوم |
| | | | بھٹاب | | |
| ۲۵ | درد - گر | بھٹاب | بھٹاب | ۱۹۶۴ء | اول |
| | | | | | |
| ۲۶ | دست دعا | آزاد کلا | بھٹاب | ۱۹۶۴ء | اول |
| | | | | | |
| ۲۷ | دیوان کلا | بھٹاب | بھٹاب | ۱۹۶۴ء | اول |
| | | | | | |

| ۱۱ | ۱۰ | ۹ | ۸ | ۷ | ۶ | ۵ | ۴ | ۳ | ۲ | ۱ |
|----|--------------|--------------|------------------|------------------|---------|-----|---|---|---|---|
| ۳۸ | دعوت و یک | نورسار سار | حال و حال | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| | | | مسجد و علی | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۳۹ | نورسار سار | رام لعل | ایرون و نورسار | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| | آدمی | | کمر و علی | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۰ | رام لعل و ن | مرب و نورسار | آدمی و نورسار | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| | اور و نورسار | نورسار سار | کمر و علی | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۱ | نورسار سار | شیخ مسداکرام | کلاسیک و نورسار | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| | | | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۲ | نورسار سار | نورسار سار | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| | نورسار سار | نورسار سار | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۳ | نورسار سار | نورسار سار | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۴ | نورسار سار | نورسار سار | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۵ | نورسار سار | نورسار سار | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |
| ۴۶ | نورسار سار | نورسار سار | نورسار سار و کمر | نورسار سار و کمر | ۱۳۸۲ هـ | اول | | | | |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ |
|----|---------------|------------------|-------------------|----------------------|-----------|-----|---|---|----|
| ۴۷ | سیرالطافل | مرزا سکن بیک / | نور علی آیت پور | قالب اسلی پور | ۱۹۱۲ء اول | | | | |
| | | مرتبہ ڈاکٹر عارف | دہلی | ایوان قالب مار | | | | | |
| | | حسن قوی | | نئی دہلی | | | | | |
| ۴۸ | شہر شہر | محمد اسحاق ملک | نور آیت پور | افغان ملک ظاہر | ۱۹۸۵ء اول | | | | |
| | کھانی | ظاہر کوٹلو، علی | دیباگن نئی دہلی | کوٹلو، مسعود | | | | | |
| | | | | ابراہیم بیگ، ظاہر | | | | | |
| | | | | کوٹلو، علی مظہر | | | | | |
| | | | | بھٹی | | | | | |
| ۴۹ | شیراز | کوشن موہن | - | کوشن موہن | - | اول | | | |
| | ہرکان | | | | | | | | |
| ۵۰ | مرغان صحت | ہرکان، تاج | چوڑا پور، بھٹی | ہرکان، تاج، بھٹی | ۱۹۰۱ء اول | | | | |
| | | بھٹی | ساجد، مرید، بھٹی | | | | | | |
| ۵۱ | علامہ ابوال | سید انور علی | حسین کے آیت پور | مرکز مکتبہ اسلامی | ۱۹۰۰ء اول | | | | |
| | اور مولانا | | دہلی | دہلی | | | | | |
| | موجودہ | | | | | | | | |
| ۵۲ | علامہ ابوال | مقبول انور | تاج، پور، تاج | تاج، کہی | ۱۹۰۱ء اول | | | | |
| | سوال و جواب | دہلی | گرم پور، نئی دہلی | گرم پور، دہلی | | | | | |
| ۵۳ | ۱۹۰۷ء کا | ساجد احمد | اسوار کہی، بھٹی | اور وولانز کز | ۱۹۰۷ء اول | | | | |
| | نصر، اور | | ان آباد | ان آباد | | | | | |
| ۵۴ | کلا کار، عروج | آزاد گلابی | صورت خان، مشرق | آزاد گلابی، تاج | ۱۹۰۸ء اول | | | | |
| | (معد) | | سید لکھنوی، بھٹی | بھٹی | | | | | |
| | کھانیان | | دہلی | | | | | | |
| ۵۵ | کلیات ابوال | علامہ ابوال | لور، دہلی | ایجوکیشنل بک، طاہر | - | اول | | | |
| | | | | مسلم پبلیشرز، مارکیٹ | | | | | |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ |
|----|-----------|----------------|------------------|--------------------|-------------|--------|--------|--------|--------|
| ۵۱ | کلیات مرز | مالک رام | لاری بی بی، باغی | مسجد، قدورن | ۱۹۸۲ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۲ | کلیات مرز | بی احمدی | قانون آیینی | ایمروکشیل بی، حاور | ۱۹۸۲ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۳ | کلیات مرز | مسعود عبدالحکم | طسبانی بی، دهل | قازق بی، سطر ترکاز | ۱۹۷۷ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۴ | کلیات مرز | مرز کاشانی | طسبانی بی، دهل | موزن بی، حاور | ۱۹۸۲ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۵ | کلیات مرز | حکرم حلاله مرز | حلال بی، جامع | مراخا بی، کوچه | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۶ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۷ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۸ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۵۹ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۶۰ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۶۱ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۶۲ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |
| ۶۳ | کلیات مرز | بیوم کارخان | مسعود آیینی | مکه بی، مال | ۱۹۷۹ هـ اول | طسبانی | طسبانی | طسبانی | طسبانی |

| | | | | | | |
|----|--------------|----------------|------------|-------------------|---------|--------|
| ۱۲ | مفتوحے قاعدہ | ڈاکٹر اطہر ہند | اسرار کبھی | ایسوکیشن | ۱۹۵۸ء | اول |
| | الہ آباد | ہاؤس | شاہ | مارکٹ علی گڑھ | | |
| ۱۳ | مفتوحہ | گنہ گار | چندر | خواجہ خواجہ پرواز | گنہ گار | چندر |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۱۴ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۱۵ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۱۶ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۱۷ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۱۸ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۱۹ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |
| ۲۰ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ | مفتوحہ |
| | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی | دہلی |

| | | | | | |
|----|----------------------------------|---|---------------------------------|--|-----------------|
| ۷۱ | نصرت کور ساحہ | موتہ کے اہل قارو الی | عمر القیس پرتو نئی دہلی | حسن کھوسہ پندر سنگھ پندر کھلی اہل قارو سوک نئی دہلی | ۱۰۰۰ء اول |
| ۷۲ | عبد آرائی اور مند | عقی کار جعفری / مہر جمیل احمد سیدی | عرواؤں پندر دیباگ دہلی | نیشنل بک فروٹ انڈیا ۵۰ اے گھن بار نئی دہلی | ۰ اول |
| ۷۳ | عبد ستار کا تدم تعداد حسین | ڈاکٹر یونس پرشاد / مہر جمیل مولوی اسلم | ۰ | عبد وسطانی اکادمی پنہ مال آباد | ۵۰-۱۰۰ء اول |
| ۷۴ | یاد گار خال حالی پانی پانی | خواجہ الطاف حسین گورکھ پور پندر | آئینہ پندر گورکھ پور پندر | انور پندر اردو اکادمی پندر نہرو لکھنؤ | ۱۰۰-۱۰۰ء دوم |

رسالہ / احوال

| تعارف نام و آلہ / اشعار | مدبر | جگہ | شمارہ | ماہ و سال | مطبع | طابع و قاسم / مالک |
|------------------------------|-----------------|-----|-------|------------|------------------|--------------------|
| ۱۔ سہ ماہی ادب | ڈاکٹر مرزا خلیل | ۱۱ | ۴ | ۱۹۰۷ | لیٹھ ونگر پرنٹرز | حاجہ اردو |
| | احمد بی | | | | اجل تال علی گڑھ | علی گڑھ |
| ۲۔ سہ ماہی ادب (مذاہق اقبال) | ڈاکٹر مرزا خلیل | ۱۳ | ۵۱ | ۱۹۰۸ | لیٹھ ونگر پرنٹرز | حاجہ اردو |
| | احمد بی | | | | اجل تال علی گڑھ | علی گڑھ |
| ۳۔ سہ ماہی ادب | ڈاکٹر مرزا خلیل | ۱۴ | ۴ | ۱۹۰۸ | لیٹھ ونگر پرنٹرز | حاجہ اردو |
| | احمد بی | | | | اجل تال علی گڑھ | علی گڑھ |
| ۴۔ ماہ نامہ باغ باز | سید درو | ۲۲ | ۱۲ | دسمبر | پنجاب سرکاری | ڈاکٹر مسکنہ |
| | | | | ۱۹۰۹ | پنجاب جگہ گڑھ | تمکلات عامہ |
| ۵۔ ماہ نامہ پرواز | سید رحمت | ۱ | ۵۵ | ۱۹۰۸ | کٹر پرنٹرس | ڈاکٹر مسکنہ |
| ادب (غزل نمبر) | سرخ | | | اگست | طباعت و اشعار | السہ پنہالہ پنہالہ |
| | | | | ۱۹۰۸ | پنجاب جگہ گڑھ | پنہالہ |
| ۶۔ ماہ نامہ پرواز | پرتاب سنگھ | ۲ | ۷۰۲ | فروری ۱۹۰۹ | کٹر پرنٹرس | ڈاکٹر مسکنہ |
| ادب (بید) | کھنڈ | | | جولائی | پرنٹرز و اشعار | السہ پنہالہ پنہالہ |
| نہ آزاد نمبر | | | | ۱۹۰۹ | پنجاب جگہ گڑھ | |
| ۷۔ ماہ نامہ پرواز | کپور سنگھ | ۵ | ۱۱۱ | نومبر | کٹر پرنٹرس | ڈاکٹر مسکنہ |
| ادب (نومبر) | کھنڈ | | | دسمبر | اشعار | السہ پنہالہ پنہالہ |
| نہ نمبر | | | | | پنجاب جگہ گڑھ | |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ |
|----|-------------------|----------------|----|---|---|---|------------------------------------|
| ۱۰ | ماہنامہ پرواز ادب | روز - بہت سادہ | ۱ | ۲ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ برقیہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | مختار | | | | | | ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۲ |
| ۱۱ | ماہنامہ پرواز ادب | روز - بہت سادہ | ۴ | ۲ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | ڈائریکٹر (نمبر) | مختار | | | | | برقیہ ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۵ |
| ۱۲ | ماہنامہ پرواز ادب | روز - بہت سادہ | ۴ | ۱ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | ڈائریکٹر (نمبر) | مختار | | | | | برقیہ ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۵ |
| ۱۳ | ماہنامہ پرواز ادب | روز - بہت سادہ | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | ڈائریکٹر (نمبر) | مختار | | | | | برقیہ ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۱ |
| ۱۴ | ماہنامہ پرواز ادب | روز - بہت سادہ | ۱ | ۲ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | ڈائریکٹر (نمبر) | مختار | | | | | برقیہ ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۱ |
| ۱۵ | ماہنامہ پرواز ادب | طوبہ سادہ | ۱۰ | ۴ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | ڈائریکٹر (نمبر) | مختار | | | | | برقیہ ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۱ |
| ۱۶ | ماہنامہ پرواز ادب | طوبہ سادہ | ۱۲ | ۵ | ۱ | ۱ | کٹرویلر محکمہ ڈائریکٹر محکمہ |
| | ڈائریکٹر (نمبر) | مختار | | | | | برقیہ ڈائریکٹر، پختاب الہیہ پختاب |
| | | | | | | | ۱۹۸۱ |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ |
|----|-------------------|-----------------|----|-------|--------|-----------------|--------------------|
| ۱۰ | ماہنامہ پروازاد۔ | مہندر سنگھ | ۱۲ | ۱۱-۱۲ | نومبر | کٹر پور سیکھ | رائہ پور سیکھ |
| | (آزاد گلاں نمبر) | | | | دسمبر | پرواز | واشہ پور السہ پنڈا |
| | | | | | ۱۹۹۰ | پنڈا | پنڈا بکڑ پنڈا |
| ۱۱ | ماہنامہ نمبر | محمد سلطان | ۱۰ | ۹ | اگست | گولڈ پور | امرو لوہہ سیکھ |
| | پنڈا (پنڈا) | ام | | | ۱۹۹۱ | جلا گڑھ | تملکات سیکھ |
| | (آزاد نمبر) | | | | | | پنڈا سرکار |
| ۱۲ | ماہنامہ جز | گم ہر گد | ۲ | ۵ | مئی | سوان پور | پنڈا پنڈا |
| | (پنڈا) | | | | ۱۹۹۲ | پنڈا پنڈا | پنڈا |
| ۱۳ | ماہنامہ دارالسلام | دارا عیبر | ۱ | ۶ | دسمبر | جہان آباد | دارالسلام |
| | | | | | ۱۹۹۳ | پور دھلی | الہر کوٹہ تلح |
| | | | | | | | لکھ پور پنڈا |
| ۱۴ | ماہنامہ راہ دھوا | مکندر پور | ۳ | ۱۰ | نومبر | جوگوار پور | گدیہ سیکھ عری |
| | (پنڈا) | | | | اکتوبر | سلطان وٹا روڈ | جلا پنڈا امرتسر |
| | | | | | ۱۹۹۴ | امرتسر پنڈا | پنڈا |
| ۲۰ | ماہنامہ راہ دھوا | مکندر پور | ۴ | ۴۰۵ | اپریل | جوگوار پور | گدیہ سیکھ عری |
| | (پنڈا) | | | | ۱۹۹۵ | سلطان وٹا روڈ | جلا پنڈا امرتسر |
| | (پنڈا) | | | | | امرتسر پنڈا | پنڈا |
| ۲۱ | ماہنامہ نور مہی | مہیہ پور | ۴ | ۵۰۰ | مئی | مکھ جہدیہ | ادلہ پور مہی |
| | لاہور پنڈا | مکھ / وحیم گوہر | | | ۱۹۹۶ | لاہور (پاکستان) | لاہور (پاکستان) |
| | (پنڈا) | مکھ / گول | | | | | |

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ |
|----|---------------------------|-----------------------------------|----|---|-------|-------------------------------------|--|
| ۲۲ | جاء ميگزين ريافت | محمد شميم | - | ۱ | ۱۰۰۱ | روز بزرگ بهار نشر عشق عليگره | رجاء الدين حال اے - امام - بر عليگره |
| ۲۱ | عليگره ميگزين (مطالعه) | سورست، پرويسر عبدالاحد سديقي | - | ۱ | ۱۰۰۵ | ۱۰۰۵ | عبد اردو مسلم پروفيسر عشق عليگره |
| ۲۲ | ماہنامہ قلم | نامد علي خان | ۲۰ | ۱ | اگست | لهری بهار دنيا گد دھلی | مکتبہ - جامعہ نئی دہلی |
| ۲۰ | ماہنامہ قلم | نامد علي خان | ۲۰ | ۱ | اگست | لهری بهار دنيا گد دھلی | مکتبہ - جامعہ نئی دہلی |
| ۲۰ | ماہنامہ لہرنی (مطالعه) | محمد الفاضل ملک طاهر کوٹلو | - | ۱ | ۱۰۰۲ | طاهر کوٹلو نعل نگر پور - اے - اے | سوار ال - طاهر نعل نعل - طاهر نعل |
| ۲۰ | زند و زار (مطالعه) | مرتبه - اعلو - احمد انوار | ۲ | ۲ | ۱۰۰۱ | تازہ ہوتار نعل - انوار | ہم - اہل - گلشن درد - جو - طاهر |
| ۲ | نواں ادب (مطالعه) | پروفيسر - امام الدين ابو گھوگر | ۲۱ | ۱ | اپريل | احمد اسلام اردو - ہنس | امام اسلام اردو نور - النش - ہنس |

ENGLISH BIBLIOGRAPHY

| S.No | Name of Book | Author/Edi./Trans | Printer/Publisher | Year | Addition | |
|------|---------------------------------------|---|--|------|----------|---|
| 1 | 2 | 3 | Owner | 4 | 5 | 6 |
| 1 | Statistical Abstract of Punjab - 1960 | Economic Adviser to Government of Punjab | Economic and Statistical Organisation: Government of Punjab (India) Chandigarh | 1960 | Ist | |
| 2 | Statistical Abstract of Punjab | Economic Adviser to Govt.of Punjab, Chandigarh | Economic and Statistical Organisation Govt. of Punjab(India) Chandigarh. | 1961 | Ist | |
| 3 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser to Govt.of Punjab, Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation Govt.of Punjab(India), Chandigarh. | 1962 | Ist | |
| 4 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser to Govt. of Punjab, Chandigarh | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab(India) Chandigarh. | 1963 | Ist | |
| 5 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India), Chandigarh. | 1964 | Ist | |
| 6 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt.of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India), Chandigarh. | 1965 | Ist | |
| 7 | Statistical Abstract of Punjab | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India), Chandigarh. | 1966 | Ist | |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|----|---------------------------------|--|---|------|-------|
| 8 | Statistical Abstract of Punjab | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India), Chandigarh. | 1967 | Ist |
| 9 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1968 | Ist |
| 10 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1969 | Ist |
| 11 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1970 | Ist |
| 12 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1971 | Ist ✓ |
| 13 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1972 | Ist |
| 14 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1973 | Ist |

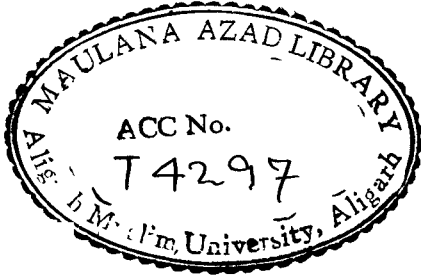
| 15 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1974 | Ist |
|----|---------------------------------|--|--|------|-----|
| 16 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1975 | Ist |
| 17 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1976 | Ist |
| 18 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1977 | Ist |
| 19 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1978 | Ist |
| 20 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1979 | Ist |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|----|---------------------------------|--|--|------|-----|
| 21 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1980 | Ist |
| 22 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1981 | Ist |
| 23 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1982 | Ist |
| 24 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1983 | Ist |
| 25 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1984 | Ist |
| 26 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1985 | Ist |
| 27 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1986 | Ist |

| | 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|----|---------------------------------|--|--|------|-----|---|
| 28 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1987 | Ist | |
| 29 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1988 | Ist | r |
| 30 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1989 | Ist | |
| 31 | Statistical Abstract of Punjab. | Economic Adviser Govt. of Punjab Chandigarh. | Economic and Statistical Organisation, Govt. of Punjab (India) Chandigarh. | 1990 | Ist | |
| 32 | Census of India 1921 | Census of India | Census of India | 1921 | Ist | |
| 33 | Census of India 1931 | Census of India | Census of India | 1932 | Ist | |
| 34 | Census of India 1941 | Census of India | Census of India | 1942 | Ist | |
| 35 | Census of India 1951 | Census of India | Census of India | 1952 | Ist | |
| 36 | Census of India 1961 | Census of India | Census of India | 1962 | Ist | |

- | | | | | |
|-----|--|--|--|---------|
| 37 | Census of India 1971 | Census of India | Census of India | 1972 |
| 38 | Census of India 1981 | Census of India | Census of India | 1982 |
| 39 | Census of India 1991 | Census of India | Census of India | 1992 |
| 40 | Linguistic Survey of India | Sir George Abraham Grierson | Survey of India | 1927 |
| 41 | Sikhism and Politics and Raj Karega Khalsa. | Bhai Sahib Sirdar Kapeer Singh, M. N.P., National Professor of Sikhism | 116-Karnani Mansion Park Street, Calcutta-16 | |
| 42 | The Prospectus: Punjab School Edu- cation Board, Punjab. (Class I to VIII) | Punjab School Education Board Mehali, Punjab | Punjab School Education Board, Mehali, Punjab. | |
| 43 | The Prospectus: Punjab School Punjab (Class IX & X). | Punjab School Education Board, Mehali, Punjab | Punjab School Education Board Mehali, Punjab. | 1991-92 |
| 44. | A Short History of the Sikhs. | By Teja Singh & Ganda Singh. | Punjabi Univer- sity Patiala. | 1989 |

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو



تحقیقی مقالہ
برک

پی۔ ایچ۔ ڈی (ڈاکٹر آف فلاسفی)



مقالہ نگار :

محمد افضال

(سینئر ریسرچ فیلو آف یو جی سی)

ننگراں :

پروفیسر عتیق احمد صدیقی

(سابق ڈین فیکلٹی آف آرٹس)

۶۱۹۹۲

۱۴۱۲ھ

شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (الہند)

انتساب

والد ماجدہ (جنابہ محمودہ بیگم صاحبہ) و والد ماجد (جناب محمد ابراہیم صاحب) کے نام

کہ میری حیات انھیں کے دم قدم سے ہے!

اور

استاذی گرامی پروفیسر ڈاکٹر عتیق احمد صدیقی صاحب کے نام

جو کہ میرے والد علمی ہیں!

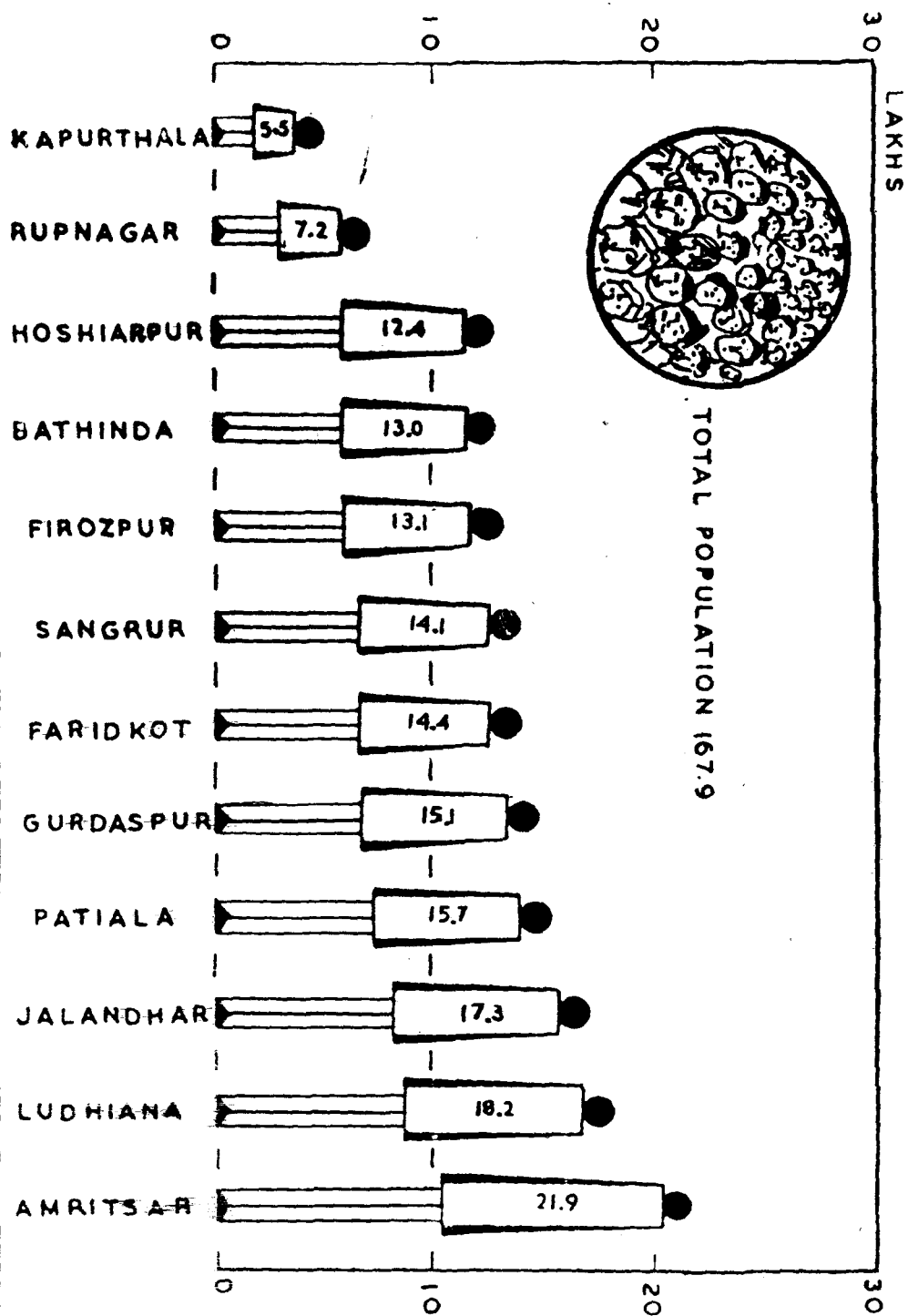
PUNJAB



INDEX

- / — / * DISTRICT BOUNDARY / HQRS.
- / — / * NATIONAL BOUNDARY / HQRS.
- / — / * DISTRICT BOUNDARY / HQRS.
- / — / * DISTRICT HEADQUARTERS
- / — / * DISTRICT HEADQUARTERS

TOTAL POPULATION-1981 (DISTRICTWISE)



تسلیم

آزادی کے بعد پنجاب میں اردو

”آزادی کے بعد پنجاب میں اردو“ تحلیلی مقالہ یہ خدمت ہے۔
 پنجاب کی سوزیم حدودستان میں باہر سے آئے والی تمام اقوام کے لئے جہانِ صدر
 دروازہ ثابت ہوئی وہیں ان اقوام کے تمدن کا اولین گہوارہ بھی بنی۔
 جسے القل اسٹریک دیا ہی آیا اور بعد ازاں اہل اسلام عرب ترقی اور
 اہل فارس سے ملنے وسیع و بڑھ گیا، ملک میں اس دروازے سے داخل ہوئے۔
 دنیا کی تمام قومیں تہذیب ہے ”موجودہ دور اور دنیا“ کی شکل میں اس پنجاب
 میں آفریقہ میں آفریقہ کیوں اور وہ بھی بڑا بڑا چیزیں۔ تاریخ فلسفہ مذہب
 تمدن ہنسی صنعت و حرکت ثقافت و تہذیب سیاسیات و اقتصادیات و غیرہ
 اسے اہم مہدائیں ہیں پنجاب نے ہمیشہ سوکود اور نمایاں رول ادا کیا ہے۔
 لسانیات میں بھی یہ عظیم ترین نشان اظہار رکھتا ہے۔ خاص کر اردو زبان کی
 بیدار، بیدار اور اس کے ارتقائی سفر کے لئے پنجاب کو دیگر تمام علاقوں پر
 قربت اور تمام علاقے لسانیات و تاریخ کے نقطہ پر انکسار رائے قبولیت و
 اولیت اور اہمیت حاصل ہے۔ اردو۔ کھجور زبان (عربی لائسنس ٹوکی پنجاب
 کی مقامی زبان اور بولیاں) سے پیدا ہوئی خود وہ زبان بھی اس سوزیم پر
 (عربی ٹوکی لائسنس کے ساتھ پنجاب کے مقامی باشندوں کے اعتلاط ہے)
 ضرور۔ اردو میں آئی۔ چنانچہ یہ بات پائے ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اردو
 کی تمام تہذیبی شکل تمدن یا تمدن کا پہلا شاعر ہوئے گا لغز لاہور کے مشہور
 شاعر حضرت خواجہ سعد نظامی لاہور کو حاصل ہے ”وہ کہ صرف
 اس کے ساتھ تھے بلکہ صاحب دروازہ بھی تھے۔“ کا سب سے اہم احوال عربی
 اور امیر خسرو نے کیا ہے۔

۱۲۷ء تک پنجاب متحد تھا۔ پہاڑ اور دہلی کا طویل پوکا تھا۔

پنجاب کا پہلا بھاد۔ پھر رکھا۔ انہیں کی بہت ہی آزاد ہے انہیں
پنجاب تمام کر کے نظم جدید کی بنا ڈالی۔ پہلی صورت علامہ سر محمد اقبال
جیسا حیل اللہ اور بین الاقوامی اردو شاعر پیدا ہوا۔ اٹھارہویں تا۔ ہے اردو
ڈرامے کو پہلی سے "اتار کی" عطا کر کے دانی عشت بہش۔ مولانا ظفر علی
خان نے "رہنما" کے ذریعے پہاڑ کی سہولت کو اردو صحافت کی دنیا کا
عظیم مرتبہ عطا کیا۔ اللہ! ایک عظیم الشان تالیف ہے جو اردو کی عظمت
پر محیط ہے۔ کہ جو ۱۲۷ء کے طالعہ تقسیم پنجاب کا اپنی بہار ساز تھا
سے ایک عالم کو نجاتی عطا کر کے رہی ہے۔

۱۲۷ء میں انگیز چلا گیا۔ اہل وطن نے جو آزاد کی تکان اٹا

کر کے کا طالعہ لہجے کی بجائے آپس سرکہ آرائی کا بازار گرم کیا۔ جو
حالت رہا اس نے کفر پر ہی پھرے اور تمام انداز میں وہ وہ وار کے کہ
مظلوم یا تو بیخ کا کے لہجے دے گئے یا حار سے بھی زیادہ عید وطن کو
دانی عید یاد کہہ کر صورت پر محو ہوئے۔ پاکستان کا قیام صل میں آیا تو
پانی ہندوستان میں ایک بڑا القہر کا بعداً سر ہو کر رہ گیا۔ بنگال تقسیم ہوا
پنجاب نے جسم کو دو حصوں میں بانٹ کر کا دیا گیا۔ اسی پر وہ مونی تو
بھی غیبت ہوتا مگر نظم در عالم یہ عوا کہ کئے ہوئے اس۔ سم (پنجاب) کو عید
سادات کے جاقوین سے چھٹی کر دیا گیا۔ پہاڑ دولتین عید اور عید
یہ دین کا کی گین وہیں مظلوم طبع کی مود صہباز کو بھی گودز رہی
تعمیر پایا گیا۔ حالانکہ یہ زبان (اردو) سرگرمی سے کسی ایک طبعی طرح

خسے یا نسل کی زبان نہیں بلکہ ہندوستان کی لنگوانہ **LINGUA FRANCA**
تھی اور ہے۔ مگر چونکہ نومولود پاکستان میں اس زبان کو کٹا۔ وقت حال ہوا
اور عوا وہاں سے لے گئے لگا لگا رہے ہیں ہندوستان بالخصوص مشرق

پنجاب میں اسے علیحدہ پرچھا دیا گیا اور ا کے لیے کسی کام کی ضرورت نہ تھی۔
 اس کی حالت کے لئے کامیاب سمجھا گیا۔ ظاہر ہے بازار کا ارتقاء تو کیا
 موجود بھی خطی میں ہو گیا۔ ہمارے پنجاب میں اس کی حالت اس سے قطعی نابلد
 حالت میں ہوا ہے۔

دور کے کچھ اصول اور کچھ مین - جو سب سے پہلے اس سے پہلے
 پر قائم ہیں۔ زمانے کے ساتھ یا نامساعد حالات انسانوں کے مادی ترقی
 تبدیل و ترقی کسی بھی حالت میں ان اصولوں اور کنڈیز کو متاثر کرنے یا تبدیل کرنے
 کی نہیں - سارے نہیں کی - کمالات کی رو سے بازار نے معاملات میں بھی
 یہ اسے قدرتی اصول موجود ہیں - و کسی طرح بھی اسے اصل اور اصل راستے
 سے اور مراد سے نہیں ہائے ہیں - یہاں اس موضوع کی تفصیلات میں - اس
 طویل ہے - اس کے متعلق ہوگا - یہ ہر کوئی سمجھ رہے کہ کوئی بازار اس
 وقت کا زیادہ نہیں دیکھ رہے کہ اس میں کیا کاروبار ہوتا ہے
 مومانی جو اسے کچل رہے ہے بلکہ زندگی سے ہم فائدہ کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔
 اردو زبان اور خاندان اللہ کے یہ ہم حوصلہ اور ہم حوصلہ دیتا ہے۔
 اور یہ میں حوصلہ و حوصلہ اس کی دینی زندگی میں ہے اور زندگی کے دینی
 دین کی حالت میں - چنانچہ بارود یا کہ ۱۹۲۷ء میں پنجاب میں اردو اور
 اردو والے موت کے گھاٹ اٹھائے گئے یہ بازار دینی دینی اس متعلق پنجاب
 میں پھر سے سادہ لکھے گئے - چنانچہ ۱۹۲۷ء کے بعد یہ ترقی اردو کے لیے
 بال دیر پھر سے نکالنے شروع کئے - کے نتیجہ میں نظم و نثر میں کچھ کام
 پیدا ہوئے ہیں اور صحافت کے میدان میں بھی یہ کام اہم رول ادا کر رہے
 ہیں - یہ اخبارات اب بھی پنجاب سے صحافت کی اہم ترین کر رہے ہیں۔
 اس طرح - اسٹولز میں اردو کی تعلیم کسی نہ کسی میں رکھی گئی ہے۔
 - بالکل اور پورے طور پر دیکر اداروں میں اردو کا جگہ دکھائی

دیکھ لگتا ہے۔ از اداریں میں پھاٹا پھاٹا پنساب پہلاہ موافق شہر محمد خان
انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانس اسٹڈیز اینڈ ریسرچ از اردو فارسی عربی مالیر کوٹہ
جامعہ دارالسلام مالیر کوٹہ ضلع بہاولپور، وسطانی ہلال وارد، زامرو اسکول
آف مالیر کوٹہ ڈیڑہ ڈیڑہ ۱۲ء کے بعد سے اپنی کی اردو کی پنساب میں
موجود حال ہے اسے ہم نے اپنی تحقیق کا موضوع (بہ عنوان آزاد) کے بعد
پنساب میں اردو) بتا کر تمام نو پبلشرز کا مکمل تحقیقی جائزہ لیا تھا ہے۔

مکان کو تو ایسا پر تشہیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں یہ بتایا
گیا تھا کہ ملاقی مسافر تھے اور وعدی اور سہاس موت حال کو مدد دیا
تھا، کہا گیا ہے اور اسی تناظر میں لسانی خط پر یہ روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسری بات۔ میز پنجاب کی اردو تحریک۔ آزادانہ کے بعد کامیاب مطالعہ
میں اس اعداد و شمار کی روشنی میں یہ لکھا گیا ہے کہ "میں پنجاب نے اسکولوں
کالون اور پبلک اسکولوں میں اردو تعلیم کو غیر اردو تعلیم کے ساتھ موازنے کے
مورد پر دیکھا گیا ہے۔"

نہیں باب میں بھاب میں آزادی کے بعد اردو سہائت کی تازہ صورت
 حال کو دیکھ کر کیا گیا ہے۔ اس میں قبل آزادی کی بھاب کی اردو سہائت پر بھی
 اب سویر، نظر ڈالی گئی ہے بعد ازاں تقسیم کے بعد سے لے کر اب تک کی
 سہائت کو رقم بعد کیا گیا ہے۔ خاص طور پر بھاب کے اہم اردو سہائتوں کی
 مختصراً سوانح حیات اور سہائت کارکردگی کو حروف ابجد کے اعتبار سے بہت
 بنا کر دیا گیا ہے۔ علاوہ اس میں بھاب کے موجودہ اردو اخبار و رسائل میں
 سے اہم اور خاص خاص کی کوآلی تعلیمات بھی تازہ صورت سہائت کے طور پر
 بیان کر دی گئی ہیں۔

چوتھا باب ۱۴۷ء کے بعد پنجاب میں ایشیائی معجز اور طنز و مزاح کی تاریخ پر مبنی ہے۔ میں اہم طنز و مزاح و ایشیائی نگاروں کی زندگی اور فن پر مبنی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پانچواں باب میں تقسیم کے بعد کی عظیم نگار اور تعلیمی کاموں کو ظہور میں لایا گیا ہے۔ عظیم کے میدان میں پنجاب میں زیادہ کام نہیں ہوا ہے۔ لیکن نروا نروا عظیم نگاروں اور تعلیمی کاروں کے حالات اور کام کو پیش کی گئی ہے۔ یہاں عمومی طور پر عظیم اور تعلیمی صورت حال ظہور میں لائی گئی ہے۔ میں عظیم نگاروں اور تعلیمی کاروں کا احاطہ ذکر شامل ہے۔

چھٹے باب میں پنجاب کے ایشیائی نگاروں و ناول نگاروں کی زندگی اور فن پر نروا نروا روشنی ڈالی گئی ہے۔ عمومی طور پر مبنی نگاروں کی صورت حال کو پیش کیا گیا ہے۔

ساتھ باب میں پنجاب میں آزاد کے بعد کی اردو ادب نگار کا عمومی طور پر تذکرہ تحریر کیا گیا ہے۔ چونکہ عظیم اور تعلیمی فن کی طرف زیادہ نگار میں بھی پنجاب میں بہت زیادہ کام نہیں ہوا ہے اس لیے نروا نروا ادب نگاروں کے تعلیمی حالات نہ دے کر عمومی صورت حال پیش کی گئی ہے۔

آٹھویں باب میں آزاد کے بعد پنجاب میں اردو شاعر کا تعلیمی حالات کو پیش کیا گیا ہے۔ حالات زندگی اور عمومی کلام پیش کیا گیا ہے۔

نہیں باب میں اختتامیہ تحریر کیا گیا ہے۔ میں تمام ایوان اور مقالے کے عمومی تاثر اور نتائج کو پیش کیا گیا ہے۔

مقالے کے آغاز میں بہرہ اور انصاف تحریر ہے اور بالکل آخر میں دسویں باب میں کتابت درج ہے۔